بنو اسماعیل، بنو اسرائیل

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد افتخار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد افتخار

رہائش: ڈنگہ ضلع گجرات تحصیل کھاریاں

فون : 03006281898

میل ایڈریس : ift1167@gmail.com

نام کتاب: بنو اسماعیل، بنو اسرائیل

سنہ تحریر: دسمبر 2022ء

کمپوزر و ڈیزائنر: افتخار احمد افتخار

اہتمام: کتاب و سنت ڈاٹ کام

مطالعہ کے لیے: https://kitabosunnat.com

ڈاؤنلوڈ کے لیے: (محدث لائبریری) https://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

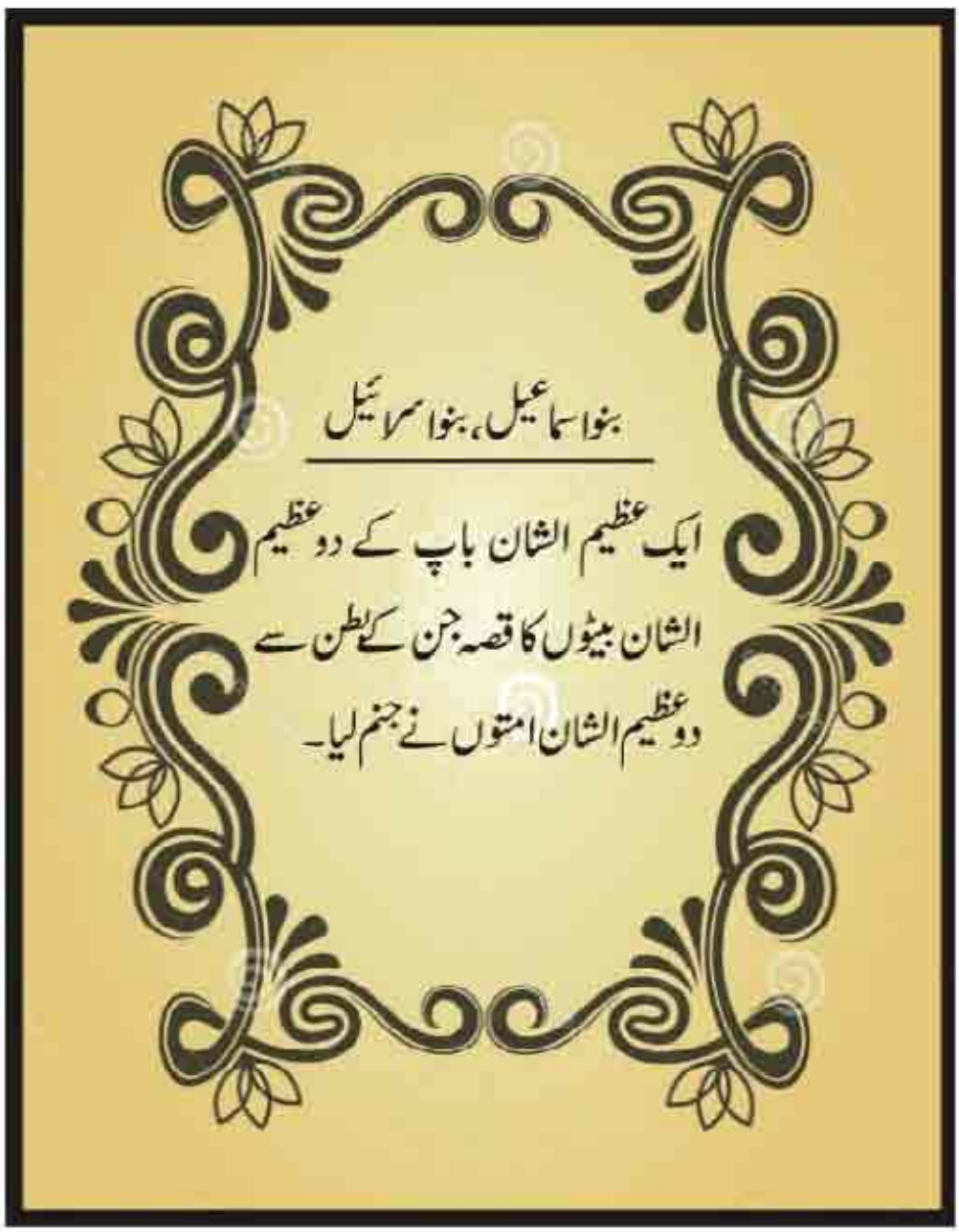

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ کے نام
جن کے رتبے اللہ ہی جانتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ جب بھی انسانوں کے کسی گروہ نے اجتماعی طور پہ اللہ کے احکامات کا انکار کیا تو اللہ نے اس قوم کی ہدایت کا اہتمام کیا تاکہ وہ اس قوم کو شیطان کے چنگل سے نجات حاصل کرنے میں اس کا مددگار ہو جائے۔ اس مقصد کے لیے اللہ کے پیامبر قطار اندر قطار اترنے لگے اور لوگوں کی راہنمائی حق کی طرف کرنے لگے۔ قوم بنی اسرائیل کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک بستی کی طرف اترے۔انھوں نے کوچہ کوچہ قریہ قریہ صدائے حق بلند کی اور لوگوں کو شیطان کے خوشنما جال سے بچانے کی ہر ممکن سعی کی ۔مگر یہ قوم ایسی حق ناشناس نکلی کہ انھوں نے اللہ کے نبیوں کا انکار کیا ان کی تعلیمات کو پش پشت ڈالا اور شیطان کی راہ پہ چلنے پہ مصر رہے ۔

اس ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان سے دنیا کی قیادت و سیادت کا منصب چھین لیا اور اس کے لیے بنو اسماعیل کو منتخب کیا اور رسول اللہﷺ کو مکہ شہر میں معبوث کیا تاکہ ان کی امت دنیا کی قیادت سنبھالے اور اللہ کی شکر گزار امت کے طور پہ ظاہر ہو ۔جب قوم بنی اسرائیل کو اس بات کا احساس ہوا کہ وہ کس قدر عظیم منصب سے معزول کر دئیے گئے ہیں اور اب یہ منصب ان سے لے کر کسی اور قوم کو عطا کر دیا گیا ہے تو وہ حسد کی آگ میں جلنے لگے اور انھوں نے رسول اللہﷺ کی شدید مخالفت کی تاکہ وہ اس انقلاب کی راہ روک سکیں جو سر زمین عرب میں قدم جمانے لگا تھا ان کی اس سعی و جہد میں چونکہ خالق کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضا شامل نہ تھی اس لیے اللہ نے انھیں ناکام کیا اور بلآخر انھیں سرزمین حجاز سے بے دخل کر دیا گیا۔ پھر صدیوں یہ قوم در بدر رہی کہ وہ اللہ کے در سے دھتکاری ہوئی ایک قوم تھی۔

یہود و نصاریٰ در اصل تو اللہ کے حکم سے انکار پر اکھٹی ہوئیں اپنے اس عصر میں دیکھیں تو یہود ونصاریٰ کا اشتراک بہت وسیع اور ہمہ جہت ہے اور اسلام دشمنی میں وہ اس قدر متحد ہیں کہ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ آج کا مسلمان چونکہ احیائے امت کے تصور سے عاری زیست کر رہا ہے اور ہر قوم نے ذاتی مفاد کو امت کے مفاد پہ غالب کر رکھا ہے اس لیے مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لیے یہود و نصاریٰ کو زیادہ دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا مسلمانوں کی بے حسی اور علم و معرفت کے میدان میں ان کی عدم دلچسپی نے امت کا شیرازہ بکھیر کے رکھ دیا ہے اور وہ خود کو دنیا کی امامت و سیادت کے قابل نہیں پاتی حالانکہ یہ منصب ان کو خالق کے در سے عطا کیا گیا تھا اور ایک زندہ کتاب کی موجودگی میں ان کا تساہل اور پستی ناقابل فہم ہے۔ امید کے در کھلے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہم آنے والے دنوں میں امت کے طرز عمل میں
مثبت تبدیلی کی امید رکھتے ہیں کہ بدلتے دنوں
میں بدلتے مقدر کو کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی
اس پہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں ہیں کہ
میری امت آخر ایک روز سب پہ غالب آکے رہے
گی ہم تو صرف دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ
وہ روز سعید جلد لائے۔آمین
افتخار احمد افتخار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم	2
انتساب	5
دیباچہ	6
وحشت کے سائے	13
نمرود کی شاہی	15
ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ	29
اولین فکر و تدبر	34
آتش نمرود	39
ہجرت	48
حضرت حاجرہ شہزادی یا کنیز	51
پھر ہجرت	60
بیت اللہ کی تعمیر	62
قربانی	73
ذبیح کون	78
چراغ شب آخر	93

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت اسماعیل ﷺ	104
بنو اسماعیل حجاز میں	114
حجاز میں بنو اسماعیل کی سرداریاں	118
اجداد العرب	124
دوسرا حصہ قوم بنی اسرائیل	132
قوم بنی اسرائیل، ایک تعارف	134
قوم بنی اسرائیل، تاریخ کے آئینوں میں	146
تاریخ انبیائے بنی اسرائیل	195
اہل کنعان کے قدیم مذاہب	219
قوم بنی اسرائیل، عقائدی تنزل	230
زبان وادب	250
قانون وشریعت	258
صحائف بنو اسرائیل	267
اختتام	288

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

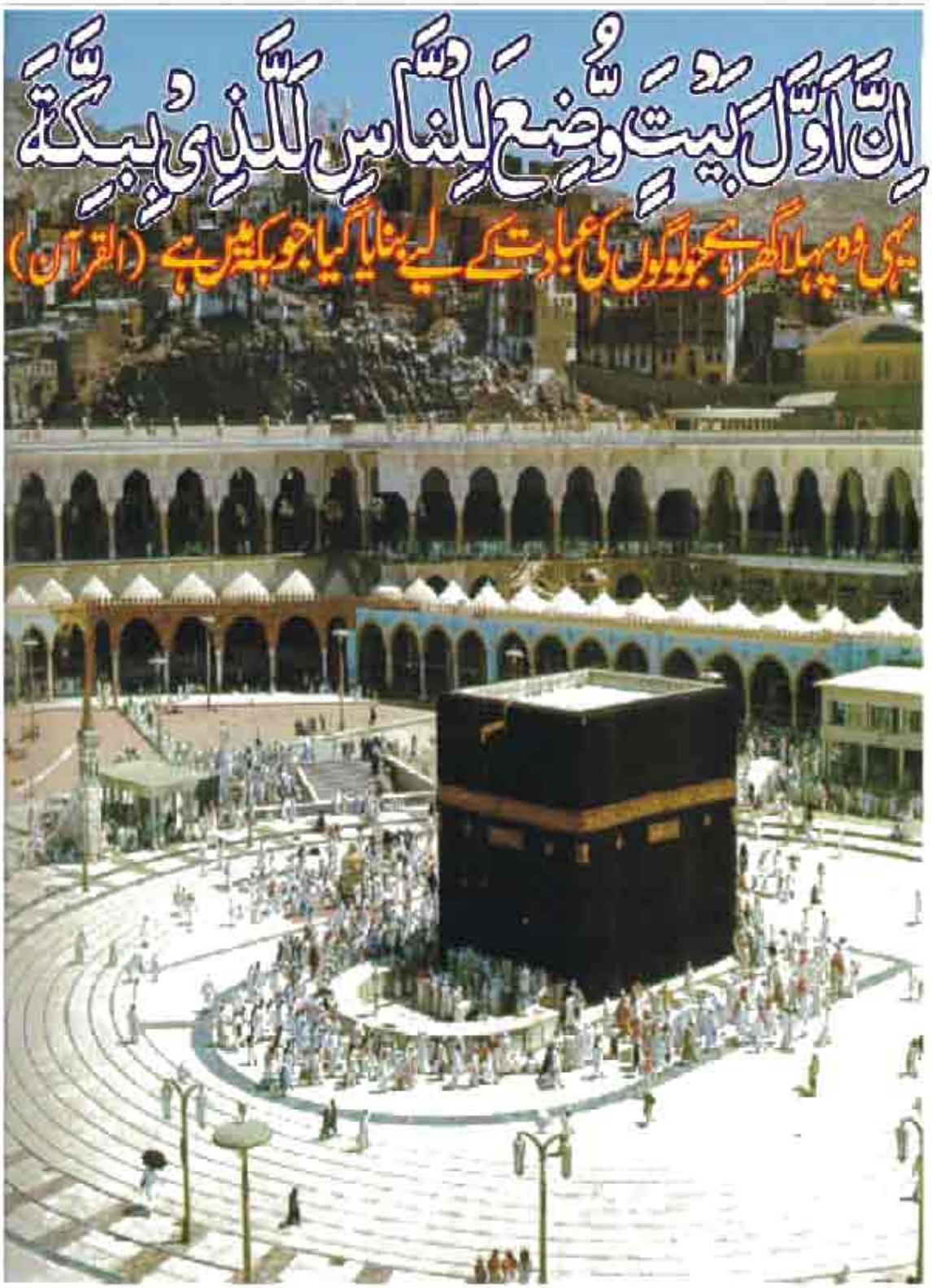

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وحشت کے سائے

تب

تہذیب کے ایوانوں میں اندھیرا تھا اور عقائد کے دالانوں میں وحشت ،تب نمرود کی خدائی میں انسانیت سسکتی تھی اور بابل کے در و دیوار شرک سے آلودہ تھے ،انسانی عقائد شدید طور پہ پست تھے ۔تب قبیح رسموں کا محشر تھا جس میں سلگتے حرفِ تمنا کی آہ و بقا تھی ،جبکہ طیور و حیوش کی نگاہ میں اِک حیرت تھی کچھ سوال تھے اور احساسِ ندامت سے عاری انسان کے افعال و افکار تھے جو جانوروں کی نگاہ میں بھی پست تھے ۔چمن در چمن کھلے گُل باہم نوحہ کناں تھے کہ انسان کب اپنے رتبے کو پہچانے گا۔کب اسے احساس کی وہ دولت عطا ہو گی جو اسے خالق کے ہاں اس کے حقیقی مقام سے آشنائی فراہم کرے گی ۔زمین و آسماں اس کے لیے مسخر کیے گئے مگر وہ نادان اپنے ہی غلاموں کی پوجا پہ تلا ہوا تھا۔وہ پتھر کے بدہیت مجسموں کے سامنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سر جھکاتا مگر اس کے اندر ندامت کا کوئی احساس تک جنم نہ لیتا۔ وہ اپنے بادشاہ کو معبود حقیقی کا عکس تصور کرتا اور یہ نہ سوچتا کہ ان میں اور بادشاہ میں کوئی بھی ایسا امتیازی فرق موجود نہیں جو اسے خالق قرار دینے پہ دلیل ہو۔ عقائدی پستی کے ساتھ وہ اخلاقی طور پہ بھی اُن پست راہوں کا مسافر تھا جس کی کوئی منزل نہ تھی۔ اس کے انداز میں ایک لاابالی پن تھا جس نے اس کی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ وہ سوچنے اور فکر کرنے کی صلاحیت سے مالا مال تھا مگر سوچنے اور زندگی کی راہوں کو فروزاں کرنے سے گریزاں تھا۔ اگر چہ وہ اپنی زندگی سے مطمئن نہ تھا مگر کوئی راستہ کوئی منزل اس کی ترجیح میں شامل نہ تھی۔ وہ بے مقصد خونریزی کا خوگر تھا، طاقتور کمزور کو نگل جاتا۔ چنانچہ اس سماج میں خیر کی کوئی کرن نہ تھی اس لیے امید کا دامن بھی خالی تھا۔ تاہم خالق کی رحمت ان کی منتظر تھی اس لیے ان کے ہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیدا ہوتے ہیں اور لوگوں کو فلاح کی اس راہ کی طرف بلاتے ہیں جس کی ہر پگڈنڈی روشن اور اجلی منزلوں کا پتا دیتی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمرود کی شاہی

اکثر قدیم علماء کا خیال ہے کہ بابل ونینوا کے اس علاقے پہ نمرود بن کوش نامی فرعون حکمران تھا جہاں حضرت ابراہیم ﷺ پیدا ہوئے۔ علامہ ابن خلدونؒ نے معروف انگریز مورخ (HeroDotes) کے حوالے سے لکھا ہے کہ سلطنت بابل اس وقت دنیا کی نمایاں ترین قوت تھی اور اس کی وسعت مبالغہ کی حد تک تھی۔ خود نمرود کو اپنی سلطنت کی وسعت کا درست طور پہ علم نہ تھا۔ دور دور تک کوئی طاقت ایسی نہ تھی جو فرعونوں کی اس ریاست کی ہمسری کا دعوی کر سکتی۔ (Hero Dotes) سلطنت کی تمدنی ترقی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتا ہے:

"بابل کا شہر اس وقت دنیا کا سب سے خوبصورت شہر تھا جس کی مثل روئے زمین پر نہ تھی۔ شہر کی بیرونی فصیل اسی میل کی گولائی میں گھومتی ہوئی شہر کو اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصار میں لیے رکھتی جس کی اونچائی دوسو فٹ اور چوڑائی اتنی زیادہ تھی کہ شہر پناہ کے حفاظتی دستے اپنی سواریوں میں اس پہ گھومتے رہتے۔ دیوار کی چنائی پختہ سرخ اینٹوں سے کی گئی تھی اور اس کی مضبوطی کو بے مثل بنانے کے لیے جگہ جگہ پگھلے ہوئے تانبے کا استعمال بھی کیا گیا تھا۔ اس شہر پناہ کے چاروں طرف حفاظت کے لیے دوسو افسران اور ان کے دستے مقرر تھے جو رات بھر جاگ کر شہر کی حفاظت کا فریضہ ادا کرتے۔ چونکہ دور دور تک کسی حملہ آور کی کوئی توقع نہ تھی اس لیے اس شان و شوکت کا مقصد محض اپنی قوت کا اظہار تھا۔ شہر پناہ میں دوسو دروازے تھے جن سے لوگوں اور تجارتی قافلوں کی آمد و رفت ہمیشہ جاری رہتی۔ ہر دروازے پہ ایک افسر مقرر تھا جو باہر سے آنے والے قافلوں سے محصولات وصول کرتا۔ شہر پناہ سے باہر ایک گہری خندق تھی جس کو پانی سے بھر دیا گیا تھا جو شہر کے دفاع کو نا قابل تسخیر بناتی تھی۔ تمدنی حوالوں سے بھی اہل بابل دنیا سے آگے تھے۔ ان کے ہاں غسل کے لیے انتہائی شاندار حمام بنائے جاتے جہاں لوگ اجتماعی غسل کرتے۔ فرعون اپنے لیے نہایت عمدہ لباس کا انتخاب کرتے۔ ان کے امراء اور روساء بھی اس معاملے میں حسنِ ذوق کا اظہار کرتے اور عمدہ لباس استعمال کرتے۔ اہل بابل کے تجارتی روابط دنیا کے بہت سے خطوں سے استوار تھے۔ بحری راستوں سے سامانِ تجارت دنیا بھر سے آتا اور بابل کی منڈیاں بھری رہتیں۔ بابل کی ایک وجہ شہرت اس کے وسیع و عریض باغات بھی تھے جن کا حسن ہر ایک کے لیے عمدہ دعوتِ نظارہ پیش کرتا۔ اہل بابل ایک خوشحال زندگی گذار رہے تھے۔ محصولات کی مد میں ریاست کو بے پناہ دولت حاصل ہوتی جو عام لوگوں کی تعمیر و ترقی پر بھی خرچ کی جاتی۔ چنانچہ اس خوشحالی نے اہل بابل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندر اس رعونت کو جنم دیا جو کسی بھی متمول معاشرے کا خاصہ تصور کی جا سکتی ہے۔اس مادی برتری نے ان سے اخلاق حسنہ کی دولت کو چھین لیا تھا جس کی بنا پہ بابل کا وہ معاشرہ اخلاقی سماجی اور عقائدی تنزل کا شکار ہوا۔ان کی مادی ترقی بے مثل تھی اور فوجی طاقت نا قابل تسخیر۔ان کا معاشرہ شرک کی عادت بد کا شکار تھا۔ یہاں سارے لوگ بت پرست اور مشرک تھے۔نمرود ان کے مشرکانہ عقائد کا سرپرست بھی تھا اور ان کا معبود بھی۔سلطنت میں دولت کی فراوانی اور امن بسیط نے بادشاہ کے دماغ میں غرور اور نخوت اس قدر بھر دیا تھا کہ اس نے بابل کے معبد اعظم میں اپنا سونے کا بت بنوا کر رکھ دیا تھا جس کی پوجا ہر خاص و عام پر لازم تھی[1*]۔

مشہور مؤرخ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری (التوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آج تک پوری زمین پہ صرف چار حکمران متصرف ہو سکے ہیں جن میں سے ایک نمرود بن کوش بھی تھا۔باقی تین بادشاہوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام۔ ذوالقرنین اور بخت نصر شامل ہیں۔حضرت سلیمان ﷺ اور ذوالقرنین ﷺ مومن تھے جبکہ

.....

[1*]

بابلیوں اور اشوریوں کے یہ احوال سید علی عباس جلالپوری کی کتاب "روایات تمدن قدیم" سے تحریر کیے گئے۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۳۴)

.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمرود اور بخت نصر کافر [2*]۔اہل بابل نے انسانی تمدن کے کئی دور دیکھے ہیں جس میں سمیری اور اشوری تہذیب وتمدن کے وہ ادوار بھی شامل ہیں جب انسان کا پیشہ صرف قتل وغارت گری اور ملک گیری تھا۔وہ اخلاقی اور عقائدی انحطاط کا دور تھا۔اشوریوں کو بابل کا تمدن ورثے میں ملا تھا ان کے ایک بادشاہ ''اشور بنی پال'' نے نینوا میں گلی الواح کا کتب خانہ قائم کیا جس میں سمیری الواح کی نقلیں تیار کی جاتیں۔آثار قدیمہ کے ماہرین نے بابل کے قدیم کھنڈروں سے گلی الواح کا ایک ذخیرہ دریافت کیا ہے جس سے ان ادوار کی تہذیب ومعاشرت پہ کافی روشنی پڑتی ہے۔اہل علم ایک مدت بعد علامتوں والی اس زبان کو پڑھنے کے قابل ہوئے۔

یاد رہے کہ اہل مغرب کے ہاں انیسویں صدی میں گلی الواح کی ان تحریروں کو پڑھنے والوں کی تعداد صرف چار تھی۔تاہم جب انسان ان تحریروں کو پڑھنے کے قابل ہوا تو اس نے جانا کہ یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے جس سے تاریخ کے کئی دریچے وا ہوتے ہیں۔بابلی باشندوں کو فنون لطیفہ سے خاص دلچسپی تھی ان کا ذوق نہایت اعلیٰ تھا۔جس کا عکس ان کے فن تعمیر اور مجسمہ سازی میں بہ خوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ان کے سنگی مجسموں میں سر اور داڑھی کے ایک ایک بال کو نمایاں کر کے دکھایا گیا ہے۔مجسموں کے لباس کی سلوٹیں اور چنٹیں نہایت ماہرانہ انداز سے نکھار کر دکھائی جاتی تھیں۔تزئین اور تفصیل نگاری کی یہ خصوصیت فنیقیوں اور

.....

[2*]

پوری دنیا پر حکومت کرنے والے ان بادشاہوں کے نام تاریخ طبری سے تحریر کیے گئے

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۱۶۵)

.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بابلیوں ہی سے یادگار ہے۔وہ اپنے جنگی معرکوں اور مذہبی تمثیلات کی تفصیلات کو دیواری نقش و نگار سے عیاں کرتے [3*]۔وہ اپنے معبدوں اور محلات کے دروازوں پر بھی عظیم الجثہ بیلوں اور شیروں کے مجسمے نصب کرتے جن سے نہ صرف ان کے ذوقِ جمالیات کا اظہار ہوتا بلکہ اس امر سے ان کے عقائدی رجحان کو بھی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔اس طرح کے بڑے مجسموں کا چہرہ انسانی ہوا کرتا اور ان کے پر ان کی قوت پرواز کی طرف اشارہ کرتے۔ایک بابلی بادشاہ "سارگن ثانی" نے نینوا کے شمال میں ایک بے نظیر محل تعمیر کرایا تھا جو پچیس ایکڑ سے زائد کے رقبے پر پھیلا ہوا تھا جس کے ایک ہزار کمرے تھے۔محل کے ایک طرف سات منزلہ زنخورط بھی تھا جو ان کی عبادت گاہ ہوا کرتا۔سو سال پہلے تک اس محل کے کھنڈرات عراق کے اس علاقے میں پھیلے ہوئے تھے جو ان اقوام کا مسکن تھا۔اس محل کے سامنے پردار مجسمے اتنے پائیدار تھے کہ وہ ہزار سال تک انسانی آنکھ سے داد و تحسین وصول کرتے رہے۔اشوری اور بابلی اقوام زرگری میں بھی ماہر تھیں [4*]۔

.....

[3*]

بابلیوں اور اشوریوں کے فن مجسمہ سازی کے متعلق یہ معلومات سید علی عباس جلالپوری کی کتاب "روایاتِ تمدنِ قدیم" سے تحریر کی گئیں۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایاتِ تمدنِ قدیم (ص : ۲۶)

.....

[4*]

اہل بابل کے معبدوں کی یہ تفصیلات سید علی عباس جلالپوری کی کتاب "روایاتِ تمدنِ قدیم" سے تحریر کی گئیں۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایاتِ تمدنِ قدیم (ص : ۳۳)

.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغداد کے عجائب گھر میں اس دور کے کئی تاج اور منقش دروازے ان کی فنی مہارت پہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ایک انگریز مورخ (Raney Grew) نے بابلی معاشرے کے فنون کی تفصیلات بیان کی ہیں وہ اپنی کتاب (Civilization of the east) میں لکھتا ہے:

"بابلی بڑے قوی ہیکل اور تنومند جنگ جو تھے۔ان کے بشرے پر مردانگی اور شہامت کے آثار دکھائی دیتے ہیں تاہم ان کے مجسموں کے نقوش میں مصریوں جیسی فطرت نگاری نہیں ہے جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ انھوں نے برہنہ مجسمہ سازی سے احتراز کیا تھا جس سے جسم کے زاویوں اور قوسوں کے باریکی سے مشاہدے کا زیادہ موقع مل سکتا تھا۔البتہ گھوڑوں اور شیر ببر کے جو نقوش انھوں نے تراشے ہیں وہ اپنی دلآویزی اور شگفتگی کے حوالے سے بے نظیر ہیں[*5]۔

اشوربنی پال کی وفات پر اشوریوں کے دشمن باہم متحد ہو گئے اور بابلیوں اور میڈیوں کی متحدہ افواج نے نینوا کا محاصرہ کرلیا۔خشارشیا کی ماتحتی میں لڑنے والی ان بابلی افواج نے قدیم اشوری ریاست کا خاتمہ کردیا جو کئی صدیوں سے قائم تھی۔جس کے بعد بابل کی دوسری شہنشائی وجود میں آئی۔یہ نمرود بن کوش کے آباء تھے جنھوں نے قدیم اشوری ریاست کا خاتمہ کیا اور بابل کی وہ ریاست قائم ہوئی جس میں حضرت ابراہیم ﷺ پیدا ہوئے۔بابل

.....

[*5]

بابلیوں اور اشوریوں کے فن مجسمہ سازی کے متعلق یہ معلومات سید علی عباس جلالپوری کی کتاب "روایات تمدن قدیم" سے تحریر کی گئیں۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریائے فرات کے بائیں کنارے پہ آباد تھا۔بعد میں دریا پہ ایک پل تعمیر کیا گیا جس کے بعد شہر پھیل کر دریا کے دونوں حصوں تک پھیل گیا۔بابل دو ہزار برس تک تمدن عالم کا مرکز بنا رہا۔بابلیوں کا طرز تحریر اور ان کی زبان بحیرہ روم اور مصر تک رائج تھی۔چونکہ بابل مشرق کی بہت بڑی تجارتی منڈی بن گیا تھا جہاں خشکی اور تری کے راستوں سے ہزاروں میل دور کے تاجر اپنا سامان تجارت لاتے تھے اور واپسی پہ اپنے ساتھ بابل کے علوم وفنون صنائع و بدائع ،سحر و نیرنگ اور دیو مالا کے قصے بھی لے جاتے۔اسی واسطے سے ایشیا اور یورپ کے ممالک بابلی ہیت اور فنون لطیفہ کے ساتھ ساتھ ان کے پست عقائد سے بھی واقف ہوئے۔بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابل سے چین تک تجارتی قافلے سفر کیا کرتے تھے۔چنانچہ ایک اور مغربی مورخ (Sir Leonard Woolley) جن کا تعلق برطانیہ سے ہے نے بھی قوم ابراہیم ﷺ کے تہذیبی اور تمدنی حالات پر گہری نظر ڈالی ہے۔انھوں نے اپنی تحقیقات کا خلاصہ اپنی کتاب (Abraham) میں پیش کیا جو رائل سوسائٹی لندن نے 1935ء میں شائع کی۔اس کا ایک منتخب اقتباس یہاں درج کرتا ہوں تا کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی دعوت اور اس کے پس منظر میں پیش آنے والی مشکلات کے علاوہ اس معاشرے کا تہذیبی تمدنی معاشرتی اور عقائدی جائزہ بھی لیا جا سکے اور ان حالات اور مشکلات کو درست طور پر جانا جا سکے جو درحقیقت حضرت ابراہیم ﷺ کو دعوت کے میدان میں درپیش تھیں۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

جدید اثری تحقیقات کے سلسلے میں نہ صرف وہ شہر دریافت ہو گیا ہے جہاں حضرت ابراہیم ﷺ پیدا ہوئے تھے بلکہ اس دور کی کئی تحریریں بھی ماہرین آثار قدیمہ کے ہاتھ لگیں ہیں جن سے دور ابراہیم ﷺ کے لوگوں کی حالت زار کے بہت سے پہلو کھل کے سامنے آ گئے جو کل تک تاریخ کے مدفن میں بے زبان پڑے تھے۔محققین کے درمیان اب اس امر پہ تقریباً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتفاق پایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی دعوت وتبلیغ اور ظہور کا زمانہ ۲۱۰۰ ق م کے لگ بھگ کا زمانہ ہے اور شہر "اُر" کی آبادی اس وقت تقریباً ڈھائی لاکھ نفوس کے قریب تھی۔ اگرچہ بعض مورخین نے اُر کی آبادی پانچ لاکھ بھی لکھی ہے اور یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ شہر کی آبادی پانچ لاکھ ہی رہی ہو اس لیے کہ وہ دنیا کا بہت بڑا اور اہم صنعتی وتجارتی مرکز تھا۔ایک طرف پامیر اور نیلگری تک سے وہاں مال واسباب آتا تھا تو دوسری طرف اناطولیہ سے بھی ان کے تجارتی روابط قائم تھے، اُر کا شہر جس ریاست کا صدر مقام تھا اس کی حدود موجودہ عراق سے شمال میں کچھ کم اور مغرب میں کچھ زیادہ تھیں۔ ملک میں لوگوں کی اکثریت صنعت وتجارت سے وابستہ تھی۔اس عہد کی جو تحریریں دستیاب ہوئیں ہیں ان سے لوگوں کے عمومی مزاج کا اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔ان لوگوں کی زندگی کا نقطہ نظر خالص مادہ پرستانہ تھا۔ دولت کمانا اور زیادہ سے زیادہ آسائش فراہم کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد حیات تھا۔ معاشرہ سود خوری میں بری طرح مبتلا تھا۔چونکہ وہ لوگ سخت قسم کے کاروباری لوگ تھے اس لیے ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے۔ان کے ہاں حسد کا رویہ عام تھا۔ان کی عدالتوں میں فوجداری اور اخلاقی جرائم میں ملوث لوگوں کے مقدمات کی بھرمار تھی۔ وہ اپنے خداؤں سے عام طور پہ کاروبار میں برکت اور خوشحالی کی دعا ہی مانگا کرتے۔ زندگی گذارنے کے لیے انھوں نے کوئی اخلاقی نظام وضع نہیں کیا تھا اس لیے قحبہ گری اور زنا عام تھا۔ان کی آبادی تین طبقات پر مشتمل تھی۔

۱۔ عمیلو: یہ اونچے طبقے کے لوگ تھے جن میں پجاری، حکومت کے عہدیدار، فوجی افسران، روسا اور متمول خاندان شامل تھے

۲۔ مشکینو: ان میں تجار، اہل صنعت اور زراعت پیشہ لوگ شامل تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔اردو؛ یعنی غلام (جن کی معاشرے میں اکثریت تھی)[*6]۔

جیسا کہ اس تفصیل سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کے پہلے طبقے "عملیو" کو ہی معاشرے میں اہم مقام حاصل تھا۔ان کے امتیازات خاص تھے اور ان کے فوجداری اور دیوانی حقوق بھی دوسرے طبقات سے مختلف تھے۔ان کے جان و مال کی قیمت دوسروں سے بڑھ کے تھی۔چنانچہ یہ شہر اور یہ معاشرہ تھا جس میں حضرت ابراہیم ﷺ نے آنکھ کھولی۔حضرت ابراہیم ﷺ اور آپ کے خاندان کے جو احوال تاریخ اور بنی اسرائیل کی کتابوں سے دستیاب ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ عملیو طبقہ کے ایک فرد تھے اور آپ کا باپ ریاست کا بہت بڑا عہدیدار تھا۔اُر کے کتبات میں تقریباً پندرہ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں جن کی پوجا اس دور کے لوگوں میں مروج تھی۔ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا تھے۔ہر شہر کا ایک خاص خدا ہوا کرتا جس کو شہر کا محافظ قرار دیا جاتا اور اسے رب البلد، مہادیو یا رئیس الآلہہ بھی کہا جاتا۔اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کیا جاتا اور وہ دیگر معبودوں کا سردار تصور کیا جاتا۔جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ شہر اُر کا محافظ خدا یا رب البلد "نناز" یعنی چاند دیوتا تھا۔اسی مناسبت سے بعد کے لوگوں نے اس شہر کا نام "قمرینہ" بھی لکھا ہے۔بابل کا دوسرا بڑا شہر "ارسہ" تھا جسے بعد میں اُر کی بجائے سلطنت کا مرکز قرار دے دیا گیا۔ارسہ کا رب البلد "شماس" یعنی سورج دیوتا تھا۔ان بڑے خداؤں

.....

[*6]

بابل کے جاہلی معاشرے کی طبقاتی تقسیم کے احوال تاریخ طبری سے تحریر کیے گئے

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۱۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ماتحت بے شمار چھوٹے چھوٹے خدا تھے جو زیادہ تر آسمانی ستاروں اور سیاروں میں سے منتخب شدہ تھے۔ کچھ کم تر درجے کے خدا زمین سے بھی منتخب کر لیے گئے تھے۔ وہ لوگ اپنی فروعی ضروریات کو انھی سے متعلق سمجھتے تھے۔ انھوں نے ان آسمانی اور زمینی دیوتاؤں اور دیویوں کی شبیہ بتوں کی شکل میں ڈھال لی تھیں اور اپنی تمام مراسم عبادات انھی کے سامنے بجالاتے تھے۔ سارا ملک نار دیوتا کی پوجا میں مستغرق تھا اور نار کا بت شہر اُر کی سب سے اونچی پہاڑی پر ایک عالی شان عمارت میں نصب تھا۔

اس کے قریب ہی نار کی بیوی ''نن گل'' کا معبد بھی موجود تھا۔ نار کے معبد کی شان ایک شاہی محل سرا کی سی تھی۔ نار دراصل چاند کے اس اوتار کا لقب تھا جو ان کا بادشاہ بھی ہوتا۔ اس لیے نار کے شاہی معبد کی ہر شب شب زفاف تھی اور اس کی خواب گاہ میں ہر شب ایک پجارن دلہن بن کے جاتی تھی۔ ان کے مندروں اور معبدوں میں بکثرت عورتیں دیوتا کے نام پہ وقف تھیں اور ان کی حیثیت دیوداسیوں (Religion Prostitutes) کی سی تھی۔ اس معاشرتی تناظر میں وہ عورت بڑی معزز خیال کی جاتی جو خدا کے نام پر اپنی بکارت قربان کر دے۔ اگرچہ ان کے ہاں ہر عورت کو بہر حال زندگی میں ایک بار تو لازماً اپنی عصمت کسی اجنبی مرد کے حوالے کرنی ہی ہوتی تھی۔ ان کے پجاریوں کے خیال میں یہ عمل یقینی ذریعہ نجات تھا۔ اب یہ بیان کرنا کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ اس مذہبی قحبہ گری سے مستفیض ہونے والا سب سے بڑا طبقہ خود پجاریوں پہ ہی مشتمل تھا۔

نار ان کا محض ایک دیوتا ہی نہ تھا بلکہ وہ ملک کا سب سے بڑا تاجر سب سے بڑا کارخانہ دار سب سے بڑا زمیندار اور ملک کی سیاسی زندگی کا سب سے بڑا حاکم بھی تھا۔ جس کے معبد کے نام پر سلطنت کے بکثرت باغات عالی شان محلات اور زمینیں وقف رہتی تھیں۔ نار کے معبد کی آمدنی بے پناہ تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ معبد کی آمدنی کا حساب رکھنے کے لیے ایک محکمہ قائم تھا جس کے ملازمین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ اپنے دیوتاؤں کے بتوں پر سونا، فصل کی کٹائی پر اناج کا ایک حصہ، اس کے علاوہ دودھ اور کپڑے تک قربان کرتے تھے جس سے پجاریوں کی بن آتی۔ جب نار دیوتا کی بے پناہ آمدنی پروہتوں اور پجاریوں کے لیے سنبھالنا مشکل ہو گئی تو انھوں نے اس دولت سے سرمایہ کاری کی اور بہت سی زمینیں اور کارخانے معبد کے نام پر خریدے۔ بڑے پیمانے پر تجارتی کاروبار میں مندر کی رقم لگائی جاتی۔

عوام کی رگوں سے نچوڑی ہوئی نار دیوتا کی یہ بے انتہا دولت اعیانِ حکومت اور پجاریوں اور پروہتوں کی زندگی میں تعیش کا باعث بنتی تو دوسری طرف عام آدمی مزید پسماندگی اور رذالت میں جا گرتا۔ ظلم کا یہ سارا نظام عقیدے کی اس کمزوری کا شاخسانہ تھا جس میں تاریخ عالم کی اکثر و بیشتر اقوام مبتلا رہی ہیں۔ چنانچہ نار دیوتا کی نیابت میں پجاری ہی اس تمام نظام ظلم کا منتظم اعلیٰ تھا اور اس کی پشت پہ بادشاہ سمیت سارا سیاسی ڈھانچہ کھڑا تھا۔ اس لیے اسے عوام کی طرف سے کسی ردعمل کی کوئی توقع نہ تھی۔ ان کے ہاں نظام اخلاق وعدل کا بھی کوئی واضح تصور موجود نہ تھا۔ یہ کام بھی پروہتوں اور پجاریوں ہی کی ذمہ داری تھی اور ملک کی سب سے بڑی عدالت بھی نار کا معبد ہی تھی جہاں لوگوں کی قسمت کے فیصلے ہوتے اور پجاری ہی ان کے جج تھے۔

جن کے فیصلے ان کے ہاں خدا کے فیصلوں کے برابر تھے۔ خود شاہی خاندان کی حاکمیت بھی نار ہی سے ماخوذ تھی۔ اصل بادشاہ نار ہی تھا اور فرمانروائے حکومت اس کی طرف سے ملک پر حکومت کرتا تھا۔ اس تعلق سے بادشاہ خود بھی معبودوں کی صف میں شامل ہو جاتا اور کسی خدا ہی کی مانند اس کی بھی پرستش کی جاتی۔ اُر کا شاہی خاندان جو حضرت ابراہیم ﷺ کے زمانہ میں حکمران تھا اس کے بانی اول کا نام "اُرنمو" تھا۔ جس نے غالباً ۲۳۰۰ ق م میں ایک وسیع سلطنت قائم کی تھی جس کی حدود مشرق میں سوسہ سے لے کر مغربی لبنان تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اسی سے اس خاندان کو "نمو" کا نام ملا جو عربی میں جا کر نمرود ہو گیا۔ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم ﷺ کی ان کے علاقوں سے ہجرت کے بعد اس خاندان اور اس قوم پر ایک تسلسل کے ساتھ تباہی نازل ہونا شروع ہوئی۔ پہلے اعلامیوں نے اُر کے شہر کو تباہ کیا اور نمرود کو ان کے معبود ننار سمیت اٹھا کر لے گئے۔ اس کے بعد ارسہ میں ان کی عیلامی حکومت قائم ہوئی اور اُر سمیت کئی شہر اس کی غلامی میں زندگی بسر کرتے رہے۔ تاہم سو سال بعد ہی ایک عربی النسل خاندان نے بابل میں زور پکڑا اور عیلامی حکومت کے خلاف جدوجہد شروع کی اور آخر کار اُر اور ارسہ کے شہر عیلامیوں سے آزاد کرا لیے۔ اگرچہ اس تنزلی اور تباہی کے بعد ان لوگوں کا ننار دیوی پر یقین قدرے کم ہو گیا تھا تاہم یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ بعد کے ادوار میں ان لوگوں نے حضرت ابراہیم ﷺ کی تعلیمات کا اثر کہاں تک قبول کیا تھا۔ مگر ۱۹۱۰ ق م میں بابل کے بادشاہ حمورابی نے جو قوانین مرتب کیے تھے وہ اس بات کی شہادت فراہم کرتے ہیں کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ان قوانین کی تدوین میں مشکوٰۃ نبوت سے حاصل کی ہوئی روشنی کسی حد تک ضرور کارفرما تھی[*7]۔

چنانچہ اب تک کی اثری تحقیقات اور مورخین کے نقطہ نظر کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات کھل کے سامنے آجاتی ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی قوم کا شرک محض ایک مذہبی عقیدہ اور بت

.....

[*7]

حمورابی ضابطہ حیات کے بارے میں یہ تخیل ہم نے سید علی عباس جلالپوری کی کتاب "روایات تمدن قدیم" سے تحریر کیا۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرستانہ عبادات کا مجموعہ ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس قوم کی پوری معاشی، تمدنی، سیاسی اور معاشرتی زندگی کا نظام بھی اسی عقیدے پر مبنی تھا جو حضرت ابراہیم ﷺ کی تعلیمات کی ضد تھیں۔ اس لیے جب حضرت ابراہیم ﷺ دعوت توحید لے کر اٹھے تو ان کی قوم کے اعمائدین اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کا دین قبول کرنے کے کیا معنی ہیں۔ انھیں اس حقیقت کا ادراک حاصل تھا کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی تعلیمات کا اثر محض ان کی بت پرستی پر ہی نہ پڑتا تھا بلکہ شاہی خاندان کی معبودیت ان کی حاکمیت پجاریوں اور پروہتوں کے علاوہ اعمائدین ریاست کی تمام تر معاشرتی معاشی اور سیاسی زندگی تلپٹ ہو کے رہ جاتی اور پورے ملک کی اجتماعی زندگی اس کی زد میں آجاتی۔ دوسرے لفظوں میں حضرت ابراہیم ﷺ کی دعوت قبول کرنے کے معنی یہ تھے کہ نیچے سے اوپر تک ساری سوسائٹی کی عمارت ادھیڑ ڈالی جائے اور اسے از سر نو توحید اللہ کی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے۔ اسی لیے حضرت ابراہیم ﷺ کی صدائے توحید بلند ہوتے ہی معاشرے کا ہر طبقہ ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور ایک متحدہ محاذ قائم کرلیا۔ جس میں ایک طرف پوری قوم اور ریاست تھی تو دوسری طرف حضرت ابراہیم ﷺ اکیلے ہی کھڑے تھے۔ اسی لیے قرآن پاک میں کہا گیا کہ حضرت ابراہیمؑ اکیلے ہی ایک امت تھے۔"

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ النحل ۱۶ : ۱۲۰-۱۲۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ؛

واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) اپنی ذات میں ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا مطیع فرمان اور یکسو، وہ کبھی مشرک نہ تھا، وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا، اللہ نے اس کو منتخب کر لیا تھا اور سیدھا راستہ دکھایا، دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ

اندھیروں کا اِک تسلسل تھا جس نے انسانیت کی منزل چھین رکھی تھی اور عقائد کی وہ پستی تھی جس نے احساسِ شرف کو اس کی نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا۔ رسموں کی وہ دلکش روا تھی جس میں انسانی جسم جھلس رہے تھے۔ وہ پیکرِ خاکی جو کبھی مسجودِ ملائک تھا آج خدا فراموش ہی نہیں خود فراموش بھی بن چکا تھا۔ اہلِ بابل ہوں یا خطہ ارض پہ قائم دیگر انسانی آبادیاں سارا عالم گمراہی اور ضلالت کی انھی منزلوں کا مسافر تھا جس کی انتہا اس کی ابتدا کی طرح خیر کے ہر پہلو سے خالی تھی۔ شرک ان معاشروں میں کسی طلسم ہوشربا کی طرح چھایا ہوا تھا۔ سیاسی اور مذہبی بازی گروں نے بادشاہ کو خدا کا اوتار قرار دے رکھا تھا جس کی وجہ سے بادشاہ کی آمریت پہ عقائد کی مہر ثبت کر دی جاتی اور لوگ بادشاہ کے خلاف زبان کھولنے سے ڈرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ مبادا وہ دیوتاؤں کے عتاب کی زد میں آجائیں۔سارا سماج اس اندھی مذہبی تقلید کا شکار تھا جس نے انسانی تمناؤں کو احساسات کو حتیٰ کہ خوابوں تک پہ پہرے لگا رکھے تھے۔ظلم کی حد تو یہ تھی کہ مظلوم طبقات سے احساس زیاں تک چھین لیا گیا تھا۔ان کی سوچ پہ بھی کڑے پہرے تھے اور ان کے عقائد بھی یقین کی ان حدوں کو چھوتے تھے جہاں ان کی زندگی سے احساسِ ندامت رخصت ہو جاتا۔اِک بسیط خزاں تھی جس کی یاسیت نے عالم انسانیت کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔جانے کتنی مدت سے وہ لوگ لطفِ بہار کے احساس لطیف سے تہی داماں تھے کہ ان کو اپنے خالی دامن کا احساس تک نہ تھا۔یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم ﷺ نے ان کو دعوتِ حق کی طرف بلایا تو انھوں نے اسے اِک نگاہ حیرت سے دیکھا اور منہ پھیر لیا۔

جب راہ حق کی طرف بلانے کی پاداش میں آگ کا وہ انبار روشن کیا گیا جس میں خلیل اللہ کو جلانے کا فیصلہ کیا گیا تو پورے معاشرے میں کوئی آنکھ نہ تھی جس میں اشک ندامت اترا ہو۔کوئی دل نہ تھا جس کے اندر اس ہمیت کے خلاف اظہارِ نفرت کی کوئی چمک جنم لیتی، کوئی نفس نہ تھا جس نے حضرت ابراہیم ﷺ کے وعظ و نصیحت پہ اِک پل بھی غور کرنا پسند کیا ہو،کوئی دریچہ دل نہ تھا جس کے اندھیروں نے اس آفاقی چمک سے روشنی اخذ کی ہو جس کی بنیاد الہام و خیر کی وہ دعوت تھی جس کی طرف قبل ازیں حضرت آدم ﷺ حضرت شیث ﷺ، حضرت ادریس ﷺ،حضرت نوح ﷺ جیسے جلیل القدر پیغمبر لوگوں کو بلاتے رہے تھے مگر لوگوں نے انحراف کی راہ اپنائی اور نتیجے میں خسارا اٹھایا۔اب بابل کا معاشرہ نمرود کی قیادت میں ایک بار پھر انکار پہ بضد تھا۔

غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بات صرف عقیدے کی نہ تھی بلکہ اس کے پیچھے اقتدار اور سیاسی برتری کی وہ ہوس کارفرما تھی جو ہمیشہ سے انسانی کمزوری چلی آئی ہے۔وہ صدیوں سے اپنا آج سنوارنے کے لیے اپنا کل برباد کرتا رہا ہے۔وہ صدیوں سے پیغمبروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دعوت اسی بنیاد پہ رد کرتا آیا ہے کہ اس کو قبول کرنے کی صورت میں ایک تو اس کا مضبوطی سے قائم اقتدار چھن جائے گا اور دوسرا اس کے آباء کی توہین ہوگی کہ وہ غلط کار تھے۔ چنانچہ عصبیت کا یہی وہ مذموم پہلو تھا جس نے بہت سے معاشروں کو حق قبول کرنے سے روکا۔ تاریخ کے بہت سے دھارے اس امر پہ شاہد ہیں کہ انسان نے حق کو جانتے بوجھتے بھی ٹھکرایا ہے اور انجانے میں بھی اپنے دامن میں کانٹے بھرے ہیں۔ مگر اکثر و بیشتر صورت حال یہی رہی کہ لوگوں نے سامنے کے فائدے کے لیے پیغمبروں کے ابدی پیغام فلاح پہ کان نہ دھرے۔ عقلی اور جبلی طور سے کسی بھی پیغمبر کا انکار ممکن نہ تھا اس لیے انسان نے ہمیشہ تاویل کی راہ اختیار کی اپنے آباء کی راہ اختیار کی۔ اپنے نفس کی آواز پہ کان دھرے، حرف تمنا کو فوقیت دی، حقیقت کی جستجو نہ کی، منزل کا تصور اکثر اس کی نگاہ سے اوجھل رہا اور وہ رستوں کی دلکشی میں کھویا رہا جس کی حقیقت اس سائے کی طرح تھی جو سورج کے ساتھ حرکت کرتا ہے اور جلد ہی اپنی ذات کھو بیٹھتا ہے۔

چنانچہ عقائدی تعفن کی وہی بو تھی اور ایک جابر اور قاہر سلطان کا وہی تسلط تھا جو اس دور کا تاریخی تسلسل تھا جس نے کسی عفریت کی طرح انسانی بستیوں کو صورت دشت حسرت و یاس کے دالانوں میں بدل رکھا تھا کہ اک صبح نور نے ان تہی دامانوں کے در پہ دستک دی اور حضرت ابراہیم ﷺ نے ان کے درمیان جنم لیا۔ آپ علیہ السلام کی جائے ولادت کے بارے میں علمائے تاریخ باہم متفق نہیں بعض نے سوس کو جو صوبہ ہواز کا علاقہ تھا آپ علیہ السلام کی جائے ولادت بتایا ہے تو بعض نے کہا کہ آپ بابل کے علاقے میں پیدا ہوئے۔

تاہم بعد کے مفکرین اس بات پہ تقریباً متفق نظر آتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی جائے پیدائش کوفہ اور بصرہ کا درمیانی شہر ''اُر'' تھا۔ جس زمانہ میں آپ کی ولادت باسعادت کا خوش کن واقعہ پیش آیا۔ اُن دونوں یہ سارا علاقہ نمرود بن کوش کی حکمرانی کے تحت تھا جو ایک وسیع و عریض سلطنت کا مالک تھا۔ محمد بن جریر طبری ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم ﷺ کے والد کا جائے مسکن کوفہ کی ایک بستی "کوئی" تھا۔اس علاقے کو حاصر کہا جاتا تھا اور یہ نمرود کی مشرقی سلطنت کا حصہ تھا نمرود کی حکومت مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کا پایہ تخت بابل تھا۔بادشاہ کا اصل نام زربی بن طہما سلفان تھا جو پرلے درجے کا توہم پرست تھا۔وہ دور سحر اور نجوم کا دور تھا نمرود کے درباری نجومی روزانہ ایک دفعہ بادشاہ کے ہاں پیش ہوتے اور اسے ستاروں کے حساب سے آنے والے وقت اور اس کی مشکلات سے آگاہی بہم پہنچاتے۔ایک دن خلاف معمول شاہی نجومیوں کے سربراہ نے بہت صبح بادشاہ سے اذن ملاقات مانگا۔بادشاہ نے فوراً ہی اس کو طلب کر لیا جس پہ اس نے بادشاہ کو بتایا کہ اس کی ریاست میں ایک بچہ جنم لینے والا ہے جو اس کے دین سے انکار کرے گا۔اس کے بتوں کو توڑ ڈالے گا اور اس کی خدائی کا انکار کرے گا۔اس پہ بادشاہ پریشان ہو اٹھا اور اس نے اپنے وسائل اور قوت سے اس آنے والے بچے کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ اس کے کارندے ہر پیدا ہونے والے بچے کو اس کے والدین سے چھین لیتے اور قتل کر دیتے۔بادشاہ کے اسی جبر اور خوف کی بنا پر جب حضرت ابراہیم ﷺ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ محترمہ شہر سے باہر ویران جنگل میں تشریف لے گئیں وہیں ایک غار میں جناب ابرہیم ﷺ پیدا ہوئے[*8]۔

بادشاہ کے ہرکارے بھوکے کتوں کی طرح ہر دروازہ سونگھتے پھرتے تھے اس لیے حضرت ابراہیم ﷺ کی والدہ نے آپ کو غار ہی میں لوگوں سے چھپائے رکھا حتیٰ کہ اپنے خاوند کے

.....

[*8]

حضرت ابراہیم علیہ السلام غار میں پیدا ہوئے۔

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۱۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوچھنے پر بھی اس کو یہی بتایا کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا مگر وہ جی نہ سکا اور وہ اسے جنگل میں ہی دفن کر آئی ہیں۔ حضرت ابراہیم ﷺ کی والدہ آپ کے بارے متفکر رہا کرتیں۔ وہ بار بار مختلف بہانوں سے جنگل کا رخ کرتیں اور حضرت ابراہیم ﷺ کی خبر گیری کرتیں۔ ان کو دودھ پلاتیں وہ کہتی ہیں کہ اگر مجھے کبھی حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس پہنچنے میں دیر ہو جاتی تب بھی وہ عام کی بچوں کی طرح روتے ہوئے نہ ملتے بلکہ آرام سے اپنے انگوٹھے کو چوس رہے ہوتے۔ شب و روز ایک ہموار آہستگی سے گزرتے رہے۔ ابراہیم ﷺ کی والدہ دن اور رات میں تین بار آپ سے ملنے آتیں۔

علامہ طبری کے مطابق آپ علیہ السلام نے اس غار میں اپنی زندگی کے ابتدائی پندرہ سال گذارے اور اب وہ اپنی والدہ سے سوالات کرنے لگے تھے کہ وہ اس غار سے کیوں باہر نہیں جا سکتے۔ آپ کی والدہ نے وعدہ کیا کہ چند دن بعد وہ ان کو غار سے باہر لے جائیں گی جس پہ آپ مطمئن ہو گئے۔ اس دوران بادشاہ کا وہ خدشہ گزرے دنوں کی داستاں بن چکا تھا اور اس کے ذہن سے نجومیوں کی وہ پیش گوئیاں محو ہو چکیں تھیں۔ اس لیے حضرت ابراہیم ﷺ کی والدہ نے اپنے خاوند کو تمام ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے والد یہ سن کے بہت خوش ہوئے کہ ان کا ایک بیٹا بھی ہے جو شہر سے باہر ایک غار میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ فوراً اپنی بیوی کے ساتھ اس غار میں پہنچے اور حضرت ابراہیم ﷺ کو اپنے ساتھ لے آئے۔ اس طرح حضرت ابراہیم ﷺ کو غار کی زندگی سے آزادی نصیب ہوئی اور اب وہ پہلی بار مظاہر کائنات کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے[*9]۔

.....

[*9]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی کے ابتدائی پندرہ سال غار میں گذارے۔

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۱۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولین فکر و تدبر

اب حضرت ابراہیم ﷺ کے سامنے زمین کی وسعتیں تھیں اور اس کی مخلوقات تھیں، لوگوں کا ہجوم تھا ان کے معاملات تھے اور مظاہر کائنات کا وہ منظر تھا جس کا مطالعہ وہ پہلی بار کر رہے تھے۔ گائے کو دیکھ کر انھوں نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کیا ہے تو ان کے باپ نے انھیں سب جانوروں سے متعارف کرایا اور انھیں بتایا کہ یہ گائے ہے، یہ بیل ہے، یہ گھوڑا ہے، اسے اونٹ کہتے ہیں تو اس پہ حضرت ابراہیم ﷺ نے جواب دیا تو پھر کوئی ان سب کا خالق بھی ہوگا جو میرا بھی خالق ہے۔ یہ جواب سن کر ان کا باپ حیران رہ گیا کہ اس کے پاس اس توجیہہ کا کوئی جواب نہ تھا۔ علامہ طبری ابن عباسؓ سے روایت لائے ہیں کہ حضرت ابراہیم ﷺ جب غار سے باہر آئے تو وہ قمری مہینے کے درمیانی دن تھے اس لیے جب آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمان پہ چمکتا ہوا ایک روشن ستارہ دیکھا تو آپ نے خیال کیا کہ شاید یہی میرا خالق ہے مگر جب وہ تھوڑی دیر کے بعد ڈوب گیا تو آپ نے کہا نہیں یہ میرا رب نہیں ہو سکتا کوئی ڈوب جانے والا میرا خالق نہیں ہو سکتا۔ تھوڑی دیر بعد چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگا تو آپ اس کے حسن سے مسحور ہو گئے اور سوچا کہ یہ ضرور میرا خدا ہے مگر صبح کی روشنی پھیلنے پر وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا کہ "اگر میرے رب نے مجھے سیدھا رستہ نہ دکھایا تو میں ان میں سے ہو جاؤں گا جو بھٹکے ہوئے ہیں" دن کا آغاز ہوا اور سورج اپنی پر ہیبت روشنی لیے نمودار ہوا اور دنیا پہ چھاتا چلا گیا تو آپ بہت خوش ہوئے کہ یہ سب سے بڑا ہے، سب سے روشن ہے یہ ضرور میرا خدا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے سوچا جو خود غروب ہو جائے جسے خود قرار نصیب نہ ہو وہ میرا خالق کیسے ہو سکتا ہے۔ تب اللہ کو آپ کی پریشانیوں اور جستجو پہ بے حد پیار آیا اور وحی کے ذریعے آپ کو بتایا کہ وہ سب تو میری مخلوقات ہیں جیسے تو میری مخلوق ہے میں تیرا رب ہوں میں تیرا خالق ہوں تب آپ نے عرض کی میں رب العالمین کے سامنے سر اطاعت خم کرتا ہوں۔ پھر آپ اپنی قوم کی طرف پلٹے اور انھیں دین حق کی دعوت دی۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام ۶ : ۷۹)

ترجمہ:

"اے لوگو میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنھیں تم اللہ کا شریک ٹھیراتے ہو، بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا ہے زمینوں اور آسمانوں کو یکسو ہو کر"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نہ صرف اپنی قوم کی بت پرستی سے پریشان تھے بلکہ اپنے گھر والوں سے بھی پریشان تھے کہ ان کا والد بت تراش تھا۔آپ کا والد بت بناتا اور حضرت ابراہیم ﷺ اور آپ کے دوسرے بھائیوں کو دیتا کہ وہ انھیں بیچ آئیں۔حضرت ابراہیم ﷺ بتوں کو لے جاتے اور ان کا سر پانی میں ڈبوتے اور انھیں کہتے تم میرے خدا نہیں ہو۔وہ لوگوں کو پکارتے اور کہتے کہ کون ہے جو مجھ سے ایسی چیز خرید لے جو نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔لوگ ان کے اس رویہ پہ حیران رہ جاتے اور ان کی شکایت ان کے والد سے کرتے جو ان سے پہلے ہی اس بات پہ نالاں رہتے کہ ابراہیم ﷺ بت بیچے بغیر ہی واپس چلے آتے ہیں۔جب کہ ان کے دوسرے بھائی بت بیچ کر آتے۔آپ اکثر و بیشتر اپنے والد کو بھی دین حق کی دعوت دیتے رہتے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں اس طرح کیا گیا ہے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ○ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ○ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن الحکیم (سورۃ المریم ۱۹ : ۴۲۔۴۴)

ترجمہ؛

"جب اس نے (ابراہیم ﷺ) نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، آپ میرے پیچھے چلیں میں آپ کو سیدھا رستہ دکھاؤں گا، ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں وہ تو اللہ رحمان و رحیم کا نافرمان ہے ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کے نہ رہ جائیں، باپ نے جواب دیا اے ابراہیم تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا بس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا"۔

یاد رہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کے باپ کے بارے میں جو ابتدائی تصور ابھرتا ہے وہ ایک ایسے شخص کا ہے جو ہتھوڑا ہاتھ میں لیے پتھروں سے بتوں کو تراشنے والا ایک معمولی بت تراش ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے حضرت ابراہیم ﷺ کا والد جس کا نام آذر بتایا جاتا ہے نہایت اثر و رسوخ والا آدمی تھا اور نمرود کے دربار میں اسے ایک خاص مقام حاصل تھا۔ سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے کہ وہ یعنی آذر نمرود کے دربار میں (Chief Officer of the State) کا عہدہ رکھتا تھا[10*]۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے جب کھلم کھلا شرک کی مخالفت کی اپنی قوم اور نمرود کے مذہب کے خلاف بولنا شروع کیا اور دعوت توحید دینی شروع کی اور بعد میں ان کے بت خانے میں گھس کر ان کے بت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توڑ ڈالے تو ان کے باپ نے خود ان کا مقدمہ بادشاہ کی عدالت میں پیش کیا۔بائبل اگرچہ اس بارے میں خاموش ہے تاہم تلمود میں اس کی کافی تفصیلات ملتی ہیں جو اسلوب قرآن کی تائید کرتی ہیں۔

.....

[*10]

حضرت ابراہیم کا والد آذر حکومت وقت کا اہم عہدیدار تھا

تفسیر سورۃ الانبیاء "تفہیم القرآن"۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ۔ تفہیم القرآن (جلد سوم ۔ ص : ۱۶۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتش نمرود

حضرت نوح ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم ﷺ پہلے نبی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عالمگیر دعوت پھیلانے کے لیے مقرر کیا۔ انھوں نے پہلے خود عراق و شام اور فلسطین سے لے کر ریگ زارِ عرب تک اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی صدا لگائی۔ پھر مختلف علاقوں میں اپنے خلیفہ مقرر کیے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔ انھوں نے شرق اُردن میں اپنے بھتیجے حضرت لوط ﷺ کو، شام و فلسطین میں اپنے بیٹے اسحاق ﷺ اور اندرونِ عرب میں اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل ﷺ کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو دینِ متین کی دعوت دیں۔ آپ نے اپنی دعوت کا آغاز اپنے گھر سے کیا اور اپنے والدین کو دین کی دعوت دی۔ انھیں بتایا کہ ان کے پاس علم خاص ہے جس کی بنا پر وہ حقیقت کو جانتے ہیں اس لیے بہتری اور فلاح کا راستہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی ہے کہ وہ ان پہ ایمان لے آئیں ۔تاہم ان کے والد اپنے آباء ہی کے دین پہ کاربند رہنے پہ بضد تھے۔چنانچہ آپ کی دعوت پر آپ کے والد نے سخت رویہ اختیار کیا جس کا ذکر قرآن میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔مذکورہ آیات ابھی اوپر گذری ہیں۔چنانچہ جب آپ نے دیکھا کہ ان کی قوم ان کی بات سننے والی نہیں تو ایک دن جب حضرت ابراہیم ﷺ کے والد نے آپ سے کہا کہ ہمارا ایک میلہ آنیوالا ہے اگر تو اس میں ہمارے ساتھ چلے تو تجھے یقیناً ہمارا دین پسند آئے گا۔پھر جب ان کی عید یا میلے کا وہ دن آیا تو حضرت ابراہیم ﷺ بھی پہلے ان کے ساتھ ہی نکلے۔مگر تھوڑی دور جانے کے بعد انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ بیمار ہیں اور وہ لیٹ گئے۔قوم ان کو چھوڑ کے چلی گئی تو آپ واپس آئے اور ان کے بت خانے میں گھس کر ان کے تمام بت توڑ ڈالے۔البتہ سب سے بڑا بت یونہی رہنے دیا اور اپنا کلہاڑا اس کے گلے میں ڈال دیا۔ان کی قوم جب واپس پلٹی اور اپنے بتوں کا حال دیکھا تو واویلا مچا دیا۔ان کی اس بدحواسی کی قرآن نے عمدہ منظر کشی کی ہے۔

چنانچہ سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء ۲۱ : ۶۰۔۵۹)

ترجمہ:

"کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کیا ہے کوئی بڑا ہی ظالم تھا وہ (بعض بولے) ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا ہے جس کا نام ابراہیم ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تب آپ کی قوم آپ کو پکڑ کر بادشاہ وقت نمرود کے سامنے لے گئی۔ ساری قوم جمع ہوئی وہ حضرت ابراہیم ﷺ سے چلا چلا کر پوچھنے لگے کہ انھوں نے ان کے خداؤں کے ساتھ یہ معاملہ کیوں کیا ہے۔ حضرت ابراہیم ﷺ کا جواب قرآن کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ○ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء ۲۱ ؛ ۶۳)

ترجمہ؛

"انھوں نے کہا کہ ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ان کے سب سے بڑے گرو نے کی۔ سو ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حضرت ابراہیم ﷺ نے ان کا مذاق اڑایا اور منطقی استدلال کے ذریعے انھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ چونکہ تمام کھانے بڑے بت کے سامنے پڑے تھے اور تم لوگ چھوٹے بتوں کی پوجا بھی کرتے ہو اس لیے ممکن ہے کہ بڑے بت کو اس بات پہ غصہ آ گیا ہو اور اس نے تمام بت توڑ ڈالے ہوں چونکہ یہ سب تمھارے معبود ہیں اس لیے تم کو ان سے خود ہی پوچھ لینا چاہیے اگر یہ بولتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے اس جواب نے ان میں سے کچھ سلیم القلب لوگوں کو ایک پل سوچنے پہ مجبور کر دیا کہ واقعی ہی ظالم تو ہم خود ہیں جو ایسے معبودوں کو پوجتے ہیں جو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی سن سکتے ہیں اور نہ ہی بول سکتے ہیں۔ مگر قوم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثریت آپ سے لڑنے لگی تو آپ نے اسے مناسب موقع جانتے ہوئے اپنی قوم کو دین توحید کی دعوت دی، جس کی تفصیلات قرآن حکیم میں مذکور ہیں؛

ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

وَحَآجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ○ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام ٦ ، ٨٠ـ٨٢)

ترجمہ؛

"اور جب وہ ان (ابراہیم علیہ السلام) سے جھگڑنے لگے تو انھوں نے فرمایا کہ کیا تم لوگ اللہ کے معاملے میں مجھ سے لڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھا دی ہے اور میں تمھارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہو سکتا ہے اور میرے رب کا علم تو ہر چیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہ چھایا ہوا ہے، اور آخر میں تمھارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو اس کی خدائی میں شریک ٹھیراتے ہوئے نہیں ڈرتے جس کے لیے اس نے تم پہ کوئی سند بھی نازل نہیں کی اور ہم دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی اور بے اطمینانی کا مستحق ہے تم ہی بتاؤ اگر کچھ علم رکھتے ہو کہ جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کرتے اور انھی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں"۔

حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنی قوم کو بہت سی مثالوں اور عبرت آمیز واقعات کے ذریعے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ بتوں کی پوجا چھوڑ دیں اور دین توحید اختیار کر لیں اسی میں ان کی نجات ہے، اسی میں ان کی فلاح ہے، اسی میں ان کی کامیابی ہے۔ مگر ان کی قوم اپنی جہالت پہ اڑی ہوئی تھی اور اپنے بادشاہ ہی کو اپنا معبود جانتی تھی۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے نمرود کو بھی اسلام کی دعوت دی تو نمرود نے کہا کہ میں تو خود پروردگار ہوں میں تمھارے پروردگار کو کیوں کر مانوں اور آپ کا رب کون ہے۔ اس پہ حضرت ابراہیم ﷺ نے جواب دیا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے آپ علیہ السلام کا مضحکہ اڑایا اور کہا کہ یہ تو میری صفت ہے میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ اس نے سزائے موت کے دو قیدی طلب کیے اور ایک کو تو رہا کر دیا اور دوسرے کو قتل کر دیا اور حضرت ابراہیم ﷺ سے کہا لو میں نے ایک کو زندہ کر دیا اور دوسرے کو مار دیا۔ اس کی نادانی پہ حضرت ابراہیم ﷺ مسکرائے اور کہا میرا معبود تو وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال کے دکھا۔ اس پہ وہ کافر مبہوت رہ گیا اور غصے میں آ کر حضرت ابراہیم ﷺ کو قید کر دیا۔ پھر قوم نمرود نے حضرت ابراہیم ﷺ کے بارے میں اجتماعی فیصلہ کیا جس کو قرآن نے اپنے خاص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلوب میں نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے:

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء ۲۱ : ۶۸)

ترجمہ:

"انھوں نے کہا جلا ڈالو اس کو (یعنی ابراہیم علیہ السلام کو) اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمھیں کچھ کرنا ہے تو"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

پس یہ تھا اس بدقسمت قوم کا فیصلہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر کے بارے میں جو ان کو زندگی کی درست راہوں کی طرف بلاتا تھا۔ چنانچہ اپنے اس فیصلے کے بعد ساری قوم نہایت دلجمعی سے حضرت ابراہیم ﷺ کو جلانے کی تیاریاں کرنے لگی۔ ابن اسحاقؒ روایت کرتے ہیں کہ جب نمرود نے قوم کو لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دیا تو پوری قوم جوش و خروش سے اس کام میں جت گئی۔ لوگ منتیں ماننے لگے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ابراہیم ﷺ کو جلانے کے لیے اتنی لکڑیاں اکٹھی کروں گا یہاں تک کہ انھوں نے حضرت ابراہیم ﷺ کو جلانے کے لیے لکڑیوں کا ایک انبار جمع کر لیا اور اسے آگ لگا دی۔ آگ کو چاروں طرف سے خوب بھڑکایا گیا یہاں تک کہ اس کے شعلے دور سے نظر آنے لگے۔ سدیؒ سے مروی ہے کہ آگ کے لیے ایک بہت بڑا گڑھا کھودا گیا پھر اس کو لکڑیوں سے بھر دیا گیا حتیٰ کہ وہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ جب اس کو آگ لگائی گئی تو اس کی حدت اتنی تھی کہ اوپر سے اڑنے والے پرندوں کے پر جل جاتے تھے اور وہ اس آلاؤ میں آ گرتے تھے۔ جب انھوں نے ارادہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اب حضرت ابراہیم ﷺ کو آگ میں پھینک دینا چاہیے تو جنوں اور انسانوں کے سوا زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات ظلم کے اس فیصلے پہ چیخ اٹھیں اور اپنے رب کو پکارا کہ اے معبودِ برحق اس وقت زمین کے سینے پہ حضرت ابراہیم ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہیں جو تیرا نام لیوا ہو اور وہ آپ کی خاطر اس آگ کا ایندھن بننے والا ہے ہمیں اس کی مدد کی اجازت دی جائے ۔تو ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی ان مخلوقات کو جواب دیا کہ اگر تم میں سے کسی کو حضرت ابراہیم ﷺ نے مدد کے لیے پکارا ہے تو میری طرف سے اجازت ہے ۔اگر انھوں نے میرے علاوہ کسی اور کو نہیں پکارا تو میں اس کا کارساز ہوں ۔بعض صحابہؓ نے روایت کیا ہے کہ جب وہ آپ کو آگ میں ڈالنے والے تھے تو حضرت جبرائیل ﷺ حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا ؟کیا میں آپ کی کوئی مدد کروں تو حضرت ابراہیم ﷺ نے کہا کہ کیا میرا رب میرا حال نہیں جانتا جو میں آپ کی مدد قبول کروں ۔پھر انھوں نے حضرت جبرائیل ﷺ سے اپنا منہ پھیر لیا اور قوم نمرود نے اپنے خبث باطن کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے حضرت ابراہیم ﷺ کو آگ کے اس آلاؤ میں جھونک دیا۔

تب اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور ندا دی گئی:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء ۲۱ : ۶۹)

ترجمہ:

"ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا ابراہیم (علیہ السلام) پر"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ وہ آگ سلامتی والی بن گئی اور حضرت ابراہیم ﷺ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ پھولوں کی کسی نرم سیج پر آرام فرما ہیں۔ان کو نہ کوئی خوف تھا اور نہ کوئی غم کہ وہ نہ صرف اپنے معبود کی عظمتوں کو جانتے تھے بلکہ اپنے مقام سے بھی واقف تھے۔تاریخ عالم میں بے شمار پیغمبروں کے قصے اور ان کی داستانِ عزیمت موجود ہے۔مگر حضرت ابراہیم ﷺ جیسی اس وارفتگی اور محبت کا ثبوت کہیں نظر نہیں آتا۔اللہ نے آپ کو طرح طرح سے آزمایا مگر آپ ﷺ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔آپ نے اپنے بیٹے کی گردن پہ چھری چلا دی۔مگر اپنے معبود کی محبت کا بھرم قائم رکھا۔آپ نے اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو اک ویراں راہ گزر پہ چھوڑ دیا مگر اللہ کے حکم سے انحراف کی راہ نہ اپنائی۔آپ نے ننانوے سال کی عمر میں خود اپنا ختنہ اپنے ہی کلہاڑے سے کیا۔اسی روز آپ نے حضرت اسماعیل ﷺ کا بھی ختنہ کیا جن کی عمر تیرہ سال تھی۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو دس امتحانوں سے گذارا۔

(۱)نمرود سے مقابلہ،(۲)آگ میں جانا(۳)بیٹے کو ذبح کرنا(۴)بیت اللہ کی تعمیر(۵)زیر ناف بالوں کو مونڈنا(۶)بغل کے بالوں کو نوچنا(۷)ناخن کاٹنا(۸)مونچھیں کاٹنا(۹)جمعہ کے روز غسل کرنا(۱۰)ختنہ کرنا۔

حضرت ابراہیم ﷺ کو ابوالانبیاء کہا گیا جو آپ کے رتبے اور مقام کو احسن طریقے سے بیان کرتا ہے۔سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کا مقام اللہ کے ہاں بہت ہی بلند ہے اور حضرت ابراہیم ﷺ کی دین حق کی ترویج کے لیے طویل جدوجہد بھی اس گہرے عشق کا ثبوت فراہم کرتی ہے جو آپ کو اپنے خالق کے ساتھ تھا۔خود وقت کا بادشاہ نمرود دیکھ رہا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت ابراہیم ﷺ کا معبود کتنا طاقتور ہے کہ اس نے اس کی جلائی ہوئی آگ کو حضرت ابراہیم ﷺ کے لیے کیسی سلامتی والی بنا دیا تھا مگر اس کی نگاہ میں حضرت ابراہیم ﷺ کی تعلیمات کے سیاسی مضمرات بھی تھے اس لیے اس عظیم الشان معجزے کے باوجود نہ اس نے خود دین ابراہیم کو قبول کیا اور نہ ہی اپنی قوم کو اس کی اجازت دی کہ وہ حضرت ابراہیم ﷺ کی پیروی کی طرف جائے اور یہ اس کی بڑی بدبختی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت

نمرود نے حضرت ابراہیم ﷺ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور آپ کو ضرر پہنچانے سے بھی باز آ گیا تھا۔ مگر آپ کی قوم کا کوئی فرد آپ کا دین قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ چنانچہ جب آپ نے محسوس کیا کہ اس قوم کو مزید نصیحت کرنا اب بے سود ہے تو آپ نے وہاں سے ہجرت کا اِرادہ کیا۔ ابن اسحاقؒ سے طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کے آگ سے زندہ نکل آنے کے بعد چند آدمی آپ پہ ایمان لے آئے تھے جن میں ایک آپ کے چچا حاران تھے اور ایک آپ کے بھتیجے حضرت لوط ﷺ تھے۔ ایک آپ کی چچا زاد حضرت سارہ ﷺ تھیں جن سے آپ نے نکاح کیا آپ نے آخری بار اپنی قوم کو خطاب کیا اور دین توحید کی دعوت دی جسے انھوں نے رد کر دیا۔ تو آپ نے بھی اپنا نقطہ نظر ان پہ واضح کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی زبان سے سنیے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَاؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

القرآن الحکیم (سورۃ الممتحنہ ۶۰ : ۴)

ترجمہ:

"اور تمھارے لیے حضرت ابراہیم ﷺ اور ان لوگوں میں جو ان پہ ایمان لائے اور ان کے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم بیزار ہیں ان سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ہم تمھارے معبودوں کے قائل نہیں اب ہم میں اور تم میں کھلی دشمنی ہے جب تک تم خدائے واحد پہ ایمان نہ لے آؤ"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب آپ نے اپنے بچپن کی گلیوں کو خدا حافظ کہا اپنے محبوب وطن سے اللہ کے دین کی ترویج واشاعت کے لیے نقل مکانی کی۔ چنانچہ اس مختصر سے قافلے نے بابل و نینوا کی خوشحال ریاست کو خیر باد کہا اور اللہ کی زمین کی وسعتوں میں اہل خیر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو ان کی بات سمجھ سکیں، ان کی پہلی منزل حران تھی کچھ عرصہ وہاں قیام کیا آپ کی اگلی منزل مصر تھی۔ جب آپ مصر پہنچے تو وہاں ریقیون نامی فرعون حکومت کر رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ آل فرعون کا پہلا بادشاہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ مصر نے حضرت سارہ ؑ کو اپنے لیے پسند کر لیا مگر اللہ کے فضل سے جلد ہی اس پہ عیاں ہو گیا کہ حضرت سارہ ؑ کا رتبہ اس سے بہت بلند ہے اور وہ ایک جلیل القدر پیغمبر کی بیوی ہیں۔ اس پر بادشاہ نے حضرت ابراہیم ؑ کی نہایت قدر و منزلت کی اور جب آپ وہاں سے رخصت ہوئے تو اپنی بیٹی ہاجرہ بھی ان کے ساتھ کر دی تا کہ وہ اس نیک اور بلند خاندان میں تربیت حاصل کرے اور وہیں رہے۔ بعد میں ایک مدت تک جب حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت سارہ ؑ کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو حضرت سارہ ؑ نے حضرت ابراہیم ؑ کو حضرت ہاجرہ ؑ سے نکاح کا مشورہ دیا اور آپ نے حضرت حاجرہ ؑ سے شادی کی اور اللہ نے آپ کو حضرت اسماعیل ؑ جیسے جلیل القدر بیٹے سے نوازا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حاجرہ شہزادی یا کنیز

پچھلے زمانوں سے ہی بنواسرائیل کے محققین حضرت سارہ ؑ کو آزاد خاتون کہتے رہے اور حضرت ہاجرہ ؑ کو لونڈی۔ دراصل اس علمی بدیانتی کے پیچھے ان کا مقصد یہ تھا کہ حضرت اسحاق ؑ کو حضرت اسماعیل ؑ سے بلند رتبہ عطا کیا جائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنواسماعیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے انھوں نے یہ سارا گورکھ دھندرچایا کہ کسی طرح شانِ مصطفیٰ کو کم کیا جاسکے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ ؑ قطبی بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ تاریخ اس بارے میں واضح ہے علامہ سہیلی نے اپنی سیرت کی کتاب "**الروض الانف**" میں علامہ طبری کے حوالے سے لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"غلبہ اسلام کے بعد جب اسلامی افواج کے ایک سربراہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر کا محاصرہ کیا تو اہل مصر سے خطاب فرمایا کہ تم ہتھیار ڈال دو کہ ہمارے محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرما دیا تھا کہ مصر فتح ہو جائے گا اور انھوں نے ہمیں اس فتح کے بعد آپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم بھی دیا ہے اس لیے تم ہماری طرف سے اپنے دل میں کوئی اندیشہ نہ رکھو، ہم تم سے بہترین رویہ اختیار کریں گے کیونکہ اہل مصر کے ساتھ ہمارا نسب کا رشتہ بھی ہے اور سسرال کا رشتہ بھی۔ اس پہ اہل مصر نے ہتھیار ڈال دیئے اور کہا کہ بیشک نسب کے اس رشتے کو اللہ کا نبی ہی یاد رکھ سکتا ہے اور اس کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اگرچہ نسب کا یہ رشتہ بہت دور کا ہے اور تمھاری ماں ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیٹی تھی۔ پس عین الشمس کے باشندوں نے ہمارے ساتھ جنگ کی اور ہمیں مغلوب کر لیا اور وہ ہماری ملکہ کو بھی اٹھا کر لے گئے اس طرح ہاجرہ علیہا السلام تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام تک پہنچیں"[*11]۔

⦿ ⦿ ⦿ ⦿ ⦿ ⦿

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ نے اپنی سیرت "رحمۃ للعالمین" جلد دوم میں اس ابہام کو قدرے وضاحت سے دور کیا ہے۔ آپ نے ان خصائص کی طرف توجہ مبذول

....

[*11]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فلسطین سے مکہ کو مراجعت کے احوال ہم نے "الروض الانف" سے تحریر کئے۔

امام محمد بن عبداللہ سہیلی (جلد اول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرائی ہے جن سے حضرت ہاجرہ ؑ متصف تھیں۔

۱۔ان کا تعلق کبیرہ مصر سے تھا اور وہ بادشاہ وقت کی شہزادی تھیں۔

۲۔آپ کو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔

۳۔مکہ کی ویران وادیٔ میں فرشتوں نے آپ کو مخاطب کیا۔

۴۔آپ حضرت اسماعیل ؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کی ماں تھیں۔

۵۔آپ کو ام العرب المستعربہ کا خطاب عطا ہوا۔

۶۔آپ مکہ معظمہ کی پہلی با قاعدہ شہری تھیں۔

۷۔آپ جدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں[12*]۔

کہتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ ؑ کا اصل نام ہاغار تھا جو عبرانی زبان میں تھا۔تاہم جب فرعون مصر نے حضرت سارہ ؑ کی کرامت دیکھی تو وہ ان سے بہت متاثر ہوا چونکہ اس نے اپنے خیال میں حضرت سارہ ؑ کو تکلیف پہنچائی تھی اس لیے اس نے بدلے کے طور پہ حضرت ہاجرہ ؑ کو جو اس کی بیٹی تھی ان کے ساتھ کر دیا تا کہ ان کا احساسِ تکلیف جاتا رہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ بدلے یا اجر کے طور پہ اس نے حضرت ہاجرہ ؑ کو

.....

[12*]

سیّدہ ہاجرہ کے یہ درجات قاضی سلیمان سلمان منصور پوری کی کتاب "رحمت للعالمین" سے تحریر کیے گئے۔

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری۔

(رحمت للعالمینؐ ۔ جلد دوم ص ۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت سارہ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔تب انکا نام آجر ٹھیرا۔یعنی حضرت ہاجرہ علیہ السلام اس مصیبت کا اجر تھیں جو حضرت سارہ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے ہاتھوں اٹھانا پڑی تھی۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی خاطر ہجرت کی اور مکہ آٹھیرے تاکہ وہ اور ان کی اولاد بیت الحرام میں رہے اور توحید کی منادی کرے تب ان کا نام ہاجرہ علیہ السلام ہو گیا۔اس امر کی تائید حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔جو امام بخاریؒ نے کتاب الانبیاء میں درج کی ہے جس میں حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے لیے ان کے باپ نے عبرانی لفظ **"شفحہ"** استعمال کیا ہے جس کا مترادف عربی میں **"فاخدمها"** اور اردو میں خدمتگار ہے اور یہ لفظ ان کے لیے سب سے پہلے ان کے باپ یعنی فرعون مصر نے ادا کیا تورات بھی اسی امر کی توثیق کرتی ہے ۔

کتاب پیدائش (۱۰_۳۰)

⦿ ⦿ ⦿ ⦿ ⦿ ⦿

جب رب العالمین کو منظور ہوا کہ بنو اسماعیل علیہ السلام کو ایک مستقل اور شاندار قوم بنائے تب سیدہ سارہ علیہ السلام نے خود حضرت ہاجرہ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں دیا شادی کے بعد حضرت ہاجرہ علیہ السلام پہلے ہی سال بارآور ہوئیں اور جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی شکم مادر میں تھے تو اللہ کے سفیر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خود حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے سامنے آ کر ان کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت دی اور کہا کہ تم کو بیٹا مبارک ہو تم اس کا نام اسماعیل رکھنا۔ ان کی اولاد اتنی کثرت سے ہو گی کہ گنی نہ جائے گی۔یہ بات بھی اللہ کے اس منصوبے کا حصہ نظر آتی ہے جس کے تحت وہ شہر مکہ کو آباد دیکھنا چاہتے تھے کہ جونہی حضرت ہاجرہ علیہ السلام کو حمل ٹھہرا تو حضرت سارہ علیہ السلام کے خیال میں یہ آیا کہ حضرت ہاجرہ علیہ السلام ان کو حقیر جانتی ہیں اس لیے انھوں نے خود ہی حضرت ہاجرہ علیہ السلام سے برا سلوک شروع کر دیا اور حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم ﷺ پر زور دیا کو وہ ان کو الگ کر دیں ۔خود حضرت ابراہیم ﷺ کو اللہ نے وحی کے ذریعے اس مصلحت سے آگاہ کر دیا تھا جو اس کے پیش نظر تھی ۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ خوشی خوشی حضرت اسماعیل ﷺ اور ان کی ماں حضرت ہاجرہ ﷺ کو لے کر مکہ کی سنسان اور بیابان وادیٔ میں لے اترے اور اس مقام کو آباد کیا جہاں اب مکہ معظمہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۴)

ترجمہ:

"اے رب میں اپنے کنبے کا ایک حصہ اس وادیٔ میں جہاں کوئی روئیدگی نہیں آباد کرتا ہوں کہ یہ تیرے رحمت والے گھر کے پاس رہیں اور اللہ کے لیے نماز کو قائم کریں"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

امام بخاری اپنی کتاب حدیث میں روایت لائے ہیں:

"جب حضرت ابراہیم ﷺ حضرت ہاجرہ ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کے ساتھ وادیٔ مکہ میں اترے تو اس وقت مکہ میں کوئی جاندار نہ تھا اور نہ ہی پانی جب حضرت ابراہیم ﷺ ان کو چھوڑ کے جانے لگے تو حضرت ہاجرہ ﷺ نے سوال کیا ہم کو یہاں کس کے بھروسے چھوڑ چلے تو حضرت ابراہیم ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا اللہ کے بھروسے ۔اس پہ حضرت ہاجرہ ؑ کو اطمینان ہوا اور کہا میں اپنے اللہ پر راضی ہوں ۔[13*]۔

تورات کتاب پیدائش میں مذکور ہے کہ جب حضرت ہاجرہ ؑ کے پاس پانی ختم ہو گیا اور حضرت اسماعیل ؑ پیاس سے تڑپنے لگے تو تب خدا کا فرشتہ حضرت ہاجرہ ؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ غم نہ کر اللہ تیرے ساتھ ہے ۔فرشتے نے ایک بار پھر ان کو اولاد اسماعیل ؑ کی کثرت کی خوشخبری سنائی اور پاؤں کی ٹھوکر ماری اور ایک چشمہ (زم زم) رواں ہو گیا۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ؛

"حاجرہ نے ایک آواز سنی تو انھوں نے کہا کہ اگر تجھ سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے تو سامنے آ اس پہ حضرت جبرائیل ؑ ان کے سامنے آ گئے انھوں نے زمین پہ اپنی ایڑی ماری تو وہاں سے پانی جاری ہو گیا۔

.....

[13*]

سیدہ ہاجرہ نے یہ الفاظ وادیٔ مکہ کی ویرانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہے تاہم حضرت ابراہیمؑ کے جواب سے مطمئن ہو گئیں۔

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری۔ (رحمت للعالمینؐ ۔ جلد دوم ص ۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی اس حدیث اور توراۃ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں حضرت ہاجرہ ؑ کا درجہ کتنا بلند تھا کہ کبھی فرشتہ ان کے سامنے آ کر بات کرتا ہے تو کبھی ان کو آسمانوں سے پکارتا ہے اور ان کی مشکلات کا سدباب کرتا ہے۔ اہل کتاب کا رویہ افسوس ناک ہے کہ وہ ان فضائل سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور سیّدہ ہاجرہ ؑ کے درجے کو کمتر ظاہر کرنے کے لیے انھیں لونڈی اور حضرت اسماعیل ؑ کو لونڈی کی اولاد کہتے ہیں تا کہ ان کے دل میں بھڑکتی وہ آگ کسی طرح کم ہو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بنو اسماعیل کے ہاں پیدا ہونے پر ان کے سینوں میں بھڑک اٹھی تھی۔

مسلمان عیسائی اور یہودی علماء اس امر میں متفق ہیں کہ فرعون مصر نے حضرت ہاجرہ ؑ کو حضرت سارہ ؑ کی خدمت کے لیے دیا تھا۔

امام بخاری کتاب الحیل میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث لائے ہیں کہ؛

"حضرت ابو ہریرہؓ کہا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم ؑ ہجرت کر کے مصر گئے وہاں حضرت سارہ ؑ کو حضرت ہاجرہ ؑ ہبہ میں ملیں اور حضرت سارہ ؑ نے آ کر حضرت ابراہیم ؑ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے اللہ نے کافر کو ذلیل کیا اور ہم کو ایک لڑکی خدمت کے لیے دی ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم یہود کے ایک بلند پایہ مفسر نے توراۃ کی آیات کی تشریح کرتے ہوئے ربی شلومو اسحاق نے لکھا کہ "وہ (یعنی حضرت ہاجرہ ؑ) فرعون شاہ مصر کی بیٹی تھی جب اس نے ان کرامات کا مشاہدہ کیا جو حضرت سارہ ؑ کی وجہ سے واقع ہوئیں تھیں تو کہا کہ میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ ہو کے رہنا اس سے بہتر ہے کہ کسی دوسرے گھر میں وہ ملکہ بن کے رہے۔

چنانچہ ربی شلومو کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ حضرت ہاجرہ ؑ فرعون مصر کی بیٹی تھیں اور یہ کہ شاہ مصر پہ حضرت سارہ ؑ کی عظمت بھی عیاں ہو چکی تھی جس کا رعب اس پہ اس قدر طاری ہوا کہ اس نے اپنی بیٹی ان کی خدمت کے لیے وقف کرنا اپنے خاندان کے لیے باعث سعادت سمجھا۔ اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ توراۃ میں حضرت ہاجرہ ؑ کے لیے "امتی" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے لیکن یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت یوسف ؑ باوجود فروخت ہو جانے کے غلام نہ تھے کہ توراۃ میں ہی فوطیفار کو یوسف ؑ کا آقا کہا گیا ہے اور طوطیفار یعنی شاہ مصر کی بیوی نے بھی ان کو غلام کہا ہے۔ مگر کیا ان کے یہ کہہ دینے سے حضرت یوسف ؑ غلام بن گئے تھے۔ اس لیے اگر طوطیفار کے خرید لینے سے حضرت یوسف ؑ غلام نہیں بنے تھے تو حضرت سارہ ؑ کے ساتھ آ جانے سے حضرت ہاجرہ ؑ لونڈی کس طرح بن سکتی ہیں۔ جو لوگ عربی زبان کا ذوق رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ عربی زبان میں ولید جاریہ اور امۃ کے لفظ جہاں لونڈی کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہیں یہ الفاظ دختر کے لیے بھی مستعمل ہیں اور اصلیت یہ ہے کہ اسلام لونڈیوں کو انھی الفاظ سے مخاطب کرتا ہے جو لڑکیوں اور دختروں کے لیے اصل لغت میں وضع ہوئے ہیں۔ اس لیے کسی لفظ کو اگر حضرت ہاجرہ ؑ کے لیے مستعمل دیکھیں تو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اس سے حضرت ہاجرہ ؑ کا لونڈی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہی ہے جو امام بخاریؒ اپنی روایت میں لائے ہیں اور ہم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف وہی الفاظ یاد رکھنے چاہئیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے اور آپ ﷺ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے لیے "فَأَخْدَمَهَا" کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں خدمت گذار۔ ہم جانتے ہیں کہ خدمت کرنے سے کوئی کسی کا غلام نہیں بن جاتا۔ حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے برسوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کسی نے انھیں آپ ﷺ کا غلام نہیں کہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا اصلی نام شیبہ تھا اور وہ ایک مدت تک اپنے چچا مطلب کی شکر گذاری میں رہے اور خود کو عبد المطلب کہلاتے رہے" یعنی مطلب کا غلام" ان کی یہ عرفیت اتنی مقبول ہوئی کہ ان کے اصل نام پہ غالب آ گئی لیکن کوئی بھی مورخ ان کو مطلب کا غلام نہیں جانتا۔ خود ہمارے ہاں کل تک دہلی اور لکھنو کے شریف گھرانوں میں لوگ اپنی بچیوں کو لونڈیا کہہ کر بلاتے رہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں نکلتا کہ ان کی حقیقی بیٹیاں ان کی کنیزیں بن گئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ہجرت

ابن اسحاقؒ سے مروی ہے کہ حضرت ہاجرہ ؑ اچھی وضع قطع کی خاتون تھیں اس لیے جب ایک مدت تک حضرت سارہ ؑ کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو حضرت سارہ ؑ نے حضرت ہاجرہ ؑ کو حضرت ابراہیم ؑ کے لیے ہبہ کر دیا اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ یہ عورت اچھی وضع قطع کی ہے تم اس سے نکاح کر لو شاید اللہ تمہیں اس سے اولاد دے۔ حضرت سارہ خود بانجھ تھیں اور حضرت ابراہیم ؑ بوڑھے ہو رہے تھے۔ تب حضرت ابراہیم ؑ نے حضرت ہاجرہ ؑ سے مقاربت کی تو اللہ نے انھیں حضرت اسماعیل ؑ عطا فرمائے۔ امام بخاری ؒ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مصر فتح کرو تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا اس لیے کہ ان کا تم پر صلہ رحمی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق اور ذمہ ہے۔حضرت اسماعیل ﷺ کی پیدائش کے بعد حضرت سارہ ﷺ کو طبعی حزن و ملال تھا کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہے۔اس لیے حضرت ابراہیم ﷺ حران سے فلسطین چلے گئے۔یہ شام کا علاقہ تھا حضرت ابراہیم ﷺ موتفکہ کے مقام پر اترے جو وہاں سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر تھا۔علامہ طبریؒ کے مطابق اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو تاج نبوت سے مشرف فرمایا۔ابراہیم ﷺ نے وہاں پر ایک کنواں کھودا اور ایک مسجد تعمیر کی۔کنویں کا پانی نہایت میٹھا تھا جہاں سے حضرت ابراہیم ﷺ کا ریوڑ پانی پیتا تھا۔حضرت ابراہیم ﷺ کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے تاہم وہاں کے لوگوں نے آپ سے بہت اچھا سلوک نہیں کیا اس لیے آپ "قط " کی طرف ہجرت کر گئے جو رملہ اور ایلیا کا درمیانی علاقہ تھا۔آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سارہ ﷺ تھیں جن کی گود ابھی خالی تھی۔چنانچہ جب فرشتے قوم لوط کی طرف اللہ کا عذاب لے کر اترے تو وہ پہلے حضرت ابراہیم ﷺ کی طرف اترے اور انھوں نے اس بڑھاپے میں حضرت سارہ ﷺ کو اسحاق ﷺ کی بشارت عطا کی جس پہ وہ پہلے تو شدید حیرت سے دوچار ہوئیں پھر اللہ کی اس عنایت کا شکر ادا کیا۔اہل علم کا کہنا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم ﷺ کی عمر ایک سو بیس سال اور حضرت سارہ ﷺ کی عمر نوے سال تھی۔قرآن حکیم میں اس سارے واقعے کو بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ کی تعمیر

کعبہ مقدسہ کی تعمیر کے حکم سے کافی عرصہ پہلے حضرت ابراہیم ﷺ اللہ حکیم و جبار کے حکم کے مطابق اپنے شیر خوار بچے اور محبوب بیوی ہاجرہ ﷺ کو لے کر مکہ کی اس ویران وادی میں اترے تھے جو آج دنیا کا معروف ترین شہر ہے۔جس کا کوئی دن دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے مہمانوں سے خالی نہیں ہوتا۔کوئی ساعت ایسی نہیں گزرتی جب بیت اللہ کا طواف نہ کیا جا رہا ہو۔کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جب شہر مکہ کے افق سے رونق غائب ہوئی ہو۔پانچ ہزار سال سے کعبہ اللہ کے مہمانوں کا میزبان ہے۔مکہ دنیا کا عجیب شہر ہے جہاں کی روایات اور اقدار کا حامل اور کوئی شہر خطہ زمین پہ موجود نہیں کیونکہ زمین پہ اللہ کا ایک ہی گھر ہے جو مکہ میں ہے۔ہر آدمی کو فطری طور پہ اس جگہ سے محبت ہوتی ہے جہاں وہ رہتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بچپن کی گلیاں ہمیشہ اس کے ذہن کے نہاں خانوں میں سنہری یادوں کی صورت زندہ رہتی ہیں۔مگر مکہ عجیب شہر ہے کہ دنیا کے ایک ارب ساٹھ کروڑ لوگ اس کی گلیوں سڑکوں اور چوکوں اور بیت اللہ کی محبت میں مبتلا ہیں۔اگر چہ ان کا بچپن یہاں نہیں گذرتا مگر وہ نسبت محبت ورانگی اور ایک ان دیکھے تعلق کی ڈوری سے بندھے اس شہر کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں ہلکے یا بوجھل کہ

شہر مکہ میں تقدس کے وہ سائے ہیں جو دنیا میں اور کہیں نہیں،

جذبات واحساسات کے وہ منظر ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں،

شہر مکہ میں ایسے درخت ہیں اور ایسی گھاس ہے جن کو اکھاڑا نہیں جاتا کاٹا نہیں جاتا جو دنیا میں کہیں اور نہیں،

شہر مکہ میں انوار ملائکہ کے وہ سائے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں،

شہر مکہ میں ان مقدس قدموں کے نشان ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں،

شہر مکہ کی گلیوں میں محبت کی وہ خوشبوئیں ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں،

شہر مکہ کی گلیوں میں دعائیں بارآور ہو جاتی ہیں کہ اتنی سرعت سے دنیا میں کہیں اور نہیں ہوتیں،

شہر مکہ کی وادیوں میں چٹیل اور بے رنگ پتھر ہیں اس کے باوجود اس زمین پہ ہمیشہ بہار رہتی ہے اس کا ہر موسم مسلمان کے لیے موسم بہار ہے اور اس کے دل کا کنول اس کے ہر موسم میں کھلا رہتا ہے۔

شہر مکہ کی راکھ مقدس سرمے کی طرح ہے جو دنیا میں کہیں اور نہیں ملتا۔

شہر مکہ میں مہمان اتنے آتے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں آتے۔

شہر مکہ کے علاوہ دنیا میں اور کوئی شہر نہیں جس کی طرف اتنی تعداد میں اور صبح وشام قافلے رواں رہتے ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہر مکہ اس شمع کی طرح ہے نہ جس کی روشنی کم ہوتی ہے نہ پروانوں کا جنوں۔
شہر مکہ اک سحر کی طرح ہے جس نے کروڑوں لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

اور یہ اسی شہر مکہ کی داستان ہے۔ جب اس زمین پہ اللہ کا پہلا مہمان اترا۔ یہاں آباد ہونے والا پہلا خاندان حضرت ابراہیم ﷺ کا خاندان تھا جو اللہ کے حکم سے اس چٹیل اور بیابان وادیٔ میں اترا۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے اس خاندان میں تین افراد شامل تھے جو سب سے پہلے اس مقدس زمین پہ اللہ کے مہمانوں کی صورت اترے۔ ان میں حضرت ہاجرہ ﷺ شیر خوار حضرت اسماعیل ﷺ اور خود حضرت ابراہیم ﷺ شامل تھے۔ وہ مکہ کی ویران وادیوں میں اترتی ایک شام تھی جب حضرت ابراہیم ﷺ نے حضرت ہاجرہ ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کو اس وادیٔ میں چھوڑ کر واپس پلٹے تو حضرت ہاجرہ ﷺ نے حضرت ابراہیم ﷺ سے سوال کیا؟

"ہمیں یہاں کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہو"؟

"اللہ کے سہارے"

حضرت ابراہیم ﷺ نے جواب دیا۔

اس پہ حضرت ہاجرہ ﷺ نے فرمایا:

تب آپ جائیں وہ یقیناً ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا"۔

یقین اعتماد اور بھروسے کا عجب معیار تھا جس پہ حضرت ہاجرہ ﷺ فائز تھیں۔ تاہم کچھ ہی دنوں میں حضرت ہاجرہ ﷺ کے پاس موجود کھجوریں اور پانی ختم ہو گیا تو ان کا بچہ یعنی حضرت اسماعیل ﷺ بھوک اور خاص طور پہ پیاس کی شدت سے تڑپنے لگے جس پہ ایک ماں کی بے چینی نہایت ہی فطری تھی۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ ﷺ کبھی وادی کی اس چوٹی صفا پر جاتیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاید کوئی مددگار نظر آجائے جب وہاں کچھ نہ ملتا تو چوٹی سے اترتیں اور دوڑتی ہوئی دوسری طرف مروہ کی چوٹی پہ جا پہنچتیں کہ شاید کوئی مددگار نظر آئے یا کوئی کارواں ہی گزرتا نظر آجائے۔نشیب میں پہنچتیں تو تیزی سے دوڑتی ہوئی اپنے لخت جگر کو دیکھ لیتیں کہ کہیں کسی جانور نے ان کو آزار تو نہیں پہنچایا۔اور پھر بھاگ کر چوٹی پر جا پہنچتیں۔اسی بے قراری میں حضرت ہاجرہ ؑ نے دونوں چوٹیوں کے درمیان سات مرتبہ سعی کی۔حضرت ہاجرہ ؑ کی بیقراری کی یہ ادا خالق کو اس قدر پسند آئی کہ اس نے ان کی اس سعی کو شعار اللہ قرار دے دیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا ہر اس مسلمان پر فرض کر دیا جو حج بیت اللہ کو آئے۔حضرت ہاجرہ ؑ جب ساتویں مرتبہ چوٹی سے اتریں اور اپنے لخت جگر پہ نظر ڈالی تو دیکھا کہ ان کا بچہ جہاں اپنی ایڑیاں رگڑ رہا تھا وہاں سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا ہے۔اس اندیشہ کے پیش نظر کہ یہ پانی کہیں بہہ کے ضائع نہ ہو جائے حضرت ہاجرہ ؑ اضطراری طور پہ پکار اٹھیں "زم زم"۔یعنی "ٹھہر جا ٹھہر جا"۔

انھوں نے مٹی سے پانی کو روکا تا کہ کچھ پانی اکٹھا ہو جائے اور وہ اس سے اپنی مشک بھر لیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ اللہ اُم اسماعیل پہ رحم فرمائے کہ اگر وہ جلدی نہ کرتیں اور اس پانی کو نہ روکتیں تو زم زم ایک بہت بڑا چشمہ ہوتا۔تب فرشتے نے حضرت ہاجرہ ؑ سے آ کر فرمایا: آپ اندیشہ نہ کریں یہ پانی ختم ہونے والا نہیں ہے اور یہاں کے رہنے والوں کو اب پیاس کی تکلیف کبھی نہ ہو گی۔اب اس وادی کی ویرانی ختم ہونے والی ہے۔چند دنوں بعد بنو جرہم کا ایک قافلہ جو ملک شام کی طرف جا رہا تھا جب وہ اس مقام کے قریب سے گزرا جہاں حضرت ہاجرہ ؑ اپنے نومولود بیٹے اسماعیل ؑ کے ساتھ رہائش پذیر تھیں تو انھوں نے آسمان پر کچھ پرندے دیکھے جو صرف پانی پہ منڈلاتے ہیں۔قبیلہ کے سردار نے اپنے لوگوں سے پوچھا؟ تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ یہاں پانی ہے۔انھوں نے انکار کیا اور کہا: کہ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ یہاں دور دور تک پانی کا کوئی ذخیرہ نہیں۔ پھر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرندوں کی یہاں موجودگی کا کیا جواز۔انھوں نے کہا۔ذرا نزدیک جا کے دیکھتے ہیں۔اور انھوں نے دیکھا کہ ویران وادی میں پانی کا ایک ذخیرہ موجود ہے اور ساتھ ہی ایک خیمہ نصب ہے جس میں ایک عورت اپنے بچے سمیت موجود ہے۔انھوں نے حضرت ہاجرہ ﷺ کو مخاطب کیا اور کہا :اگر تم اجازت دو تو ہم یہیں مقیم ہو جائیں اور تم کو بھی مانوس کریں۔ہم پانی پہ تمھاری ملکیت کا حق بھی تسلیم کرتے ہیں۔حضرت ہاجرہ ﷺ نے ان کو یہاں اترنے کی اجازت دے دی۔یوں قبیلہ بنی جرہم اس وادیٔ کی ویرانی میں رونق افروز ہوا۔قبیلہ بنو جرہم کے لوگوں نے حضرت ہاجرہ ﷺ سے نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کے ساتھ بہت سا وقت ہنسی خوشی گذار۔پھر حضرت ہاجرہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت اسماعیل ﷺ نے قبیلہ بنو جرہم ہی کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ایک مدت بعد حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنی بیوی حضرت سارہ ﷺ سے کہا کہ وہ مکہ جانا چاہتے ہیں تا کہ حضرت ہاجرہ ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ سے مل سکیں حضرت سارہ ﷺ نے اس شرط پہ اجازت دی کہ آپ ان سے مل کے واپس آ جائیں گے اور وہاں رکیں گے نہیں۔مکہ پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت ہاجرہ ﷺ انتقال کر چکی ہیں اور حضرت اسماعیل ﷺ نے شادی کر لی ہے۔آپ خوشی خوشی اپنے بیٹے کے گھر پہنچے۔حضرت اسماعیل ﷺ گھر میں نہیں تھے۔حضرت ابراہیم ﷺ اپنی بہو سے ملے مگر اس نے آپ کے ساتھ بے رخی سے معاملہ کیا اور کہا میرا خاوند شکار کے لیے گیا ہوا ہے اور گھر میں آپ کو کھانے کے لیے پیش کرنے کو کچھ بھی نہیں۔حضرت ابراہیم ﷺ وہاں سے رخصت ہوئے اور جاتے ہوئے اپنی بہو کو پیغام دیا اسماعیل کو بتانا کہ اس طرح کا ایک شخص آیا تھا اور اس نے کہا ہے کہ انھیں تمھارے گھر کی چوکھٹ پسند نہیں آئی۔شام کو جب حضرت اسماعیل ﷺ گھر واپس آئے تو انھوں نے اپنے گھر میں اپنے والد کی خوشبو کو محسوس کیا اور اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ میری غیر موجودگی میں کوئی شخص آیا تھا؟تو آپ کی بیوی نے بتایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں! اس طرح کا ایک بوڑھا شخص آیا تھا اور اس نے کہا کہ اسماعیل کو کہنا انھیں تمھارے گھر کی چوکھٹ پسند نہیں آئی۔ حضرت اسماعیل ﷺ نے اپنے باپ کو ان کی خوشبو سے پہچان لیا تھا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان کے پیغام کو نہ سمجھتے۔ اس لیے وہ اس مخفی پیغام کے مفہوم تک بھی پہنچ گئے جو ان کے والد نے ان کے لیے چھوڑا تھا۔ چنانچہ آپ نے فوراً ہی اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ کچھ عرصہ بعد اسی قبیلے کی ایک اور لڑکی سے شادی کر لی۔ عرصہ دراز کے بعد حضرت ابراہیم ﷺ ایک بار پھر واپس پلٹے اور اپنے بیٹے کے گھر پہنچے۔ اب کی بار آپ کی بہو نے آپ کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا اور کہا:

تشریف لائیں۔ اسماعیل ﷺ گھر میں نہیں تھے مگر ان کی غیر موجودگی میں ان کی بیوی نے حضرت ابراہیم ﷺ کی خوب خدمت کی ان کو کھانے کے لیے دودھ اور گوشت پیش کیا۔ اس کے بعد اُن کا سر دھلایا۔ اور آپ کی عزت و تکریم کی۔

حضرت ابراہیم ﷺ شام کو واپس چلے گئے اور اپنی بہو کو پیغام دے گئے کہ اسماعیل کو کہنا کہ اس کے گھر کی چوکھٹ ہمیں پسند آئی ہے اس کو برقرار رکھے۔ شام کو حضرت اسماعیل ﷺ واپس آئے تو ایک مدت بعد پھر اپنے گھر میں اپنے والد کی مہک محسوس کی۔

انھوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کوئی مہمان آیا تھا؟ حضرت اسماعیل ﷺ کی بیوی نے جواب دیا: ہاں ایک بزرگ آئے تھے جن کا چہرہ بہت خوبصورت تھا اور ان کے جسم سے خوشبو بھی آ رہی تھی میں نے جانا کہ وہ بہت دور سے آئے ہیں اس لیے میں نے ان کی خدمت کی۔

آپ کی بیوی نے بتایا کہ انھوں نے آپ کے لیے پیغام بھی چھوڑا ہے"۔ وہ کیا؟

حضرت اسماعیل ﷺ نے بے قراری سے پوچھا تو آپ کی بیوی نے بتایا کہ انھوں نے کہا مجھ سے کہا کہ انھیں تمھارے گھر کی چوکھٹ پسند آئی ہے اسے برقرار رکھنا۔ اس پہ حضرت اسماعیل ﷺ مسکرائے اور اپنی بیوی کو اس مخفی پیغام کی حقیقت سے آگاہ کیا جس پہ آپ کی بیوی بہت خوش ہوئی۔ پھر ایک مدت گزر گئی اور حضرت ابراہیم ﷺ پھر مکہ پہنچے۔ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل ﷺ سے ملے ان کو اللہ کے حکم سے آگاہ کیا کہ اللہ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اللہ کا گھر تعمیر کریں اور اس سلسلے میں تمہیں میری معاونت کرنی ہے۔ جس پہ حضرت اسماعیل ﷺ نے کہا: میں اپنی پوری خوشی کے ساتھ آپ کے ساتھ شامل ہوں آپ اللہ کے حکم کی تعمیل کریں۔

''علامہ طبریؒ نے تعمیر کعبہ کے حوالے سے حضرت خالد بن عروہؒ کی روایت درج کی ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ مجھے بیت اللہ کے بارے میں بتلایئے کیا یہ گھر زمین میں سب سے پہلے بنایا گیا۔ حضرت علیؓ نے کہا نہیں بلکہ وہ جگہ جہاں سب سے پہلے برکت رکھی گئی وہ مقام ابراہیم ﷺ ہے اور جو وہاں داخل ہو گیا وہ امن والا ہو گیا اور اگر تو چاہے تو میں تجھے بتلاؤں کہ یہ بیت اللہ کس طرح تعمیر ہوا پھر واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ﷺ پہ وحی نازل فرمائی کہ میرے لیے گھر بناؤ یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم ﷺ نے خود کو عاجز سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پہ سکینہ نازل فرمائی اور یہ سکینہ کیا تھی وہ ایک تیز رفتار ہوا ہے جس کے دو سر تھے اور وہ مجسم تھی اور اس کے دونوں سر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے تھے وہ یعنی سکینہ حضرت ابراہیم ﷺ کو لے کر مکہ کی اس وادیٔ میں پہنچی اور بیت اللہ کی تعمیر کی جگہ پہ آ کے رک گئی پھر اس نے اس جگہ کا طواف کرنا شروع کیا جہاں بیت اللہ تعمیر کیا جانا مقصود تھا کیونکہ اللہ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو بتا دیا تھا جہاں یہ سکینہ جا رکے وہاں تم میرا گھر تعمیر کرو۔ چنانچہ نشاندہی کے بعد حضرت ابراہیم ﷺ نے اللہ کے گھر کی تعمیر شروع کی جب دیواریں قد سے نکلنے لگیں تو حضرت ابراہیم ﷺ نے حضرت اسماعیل ﷺ سے ایک پتھر لانے کو کہا جس پہ کھڑے ہو کے آپ اللہ کے گھر کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعمیر کر سکیں حضرت اسماعیل ﷺ ایک پتھر لائے مگر حضرت ابراہیم ﷺ نے اس کو پسند نہ فرمایا تو حضرت اسماعیل ﷺ کسی اور پتھر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے وہ ایک اور پتھر تلاش کر کے لائے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم ﷺ ایک نہایت عمدہ پتھر پہ کھڑے کام کر رہے ہیں جس سے روشنی نکل رہی تھی تو آپ نے حضرت ابراہیم ﷺ سے دریافت کیا یہ پتھر کون لایا ہے تو حضرت ابراہیم ﷺ نے جواب دیا کہ یہ پتھر وہ لایا ہے جو تمھاری مدد پر بھروسا نہیں کرتا اور وہ پتھر حضرت جبرائیل ﷺ آسمانوں سے لائے تھے"[14*]

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اسلوب قرآن بھی اس سکینہ کی تائید کرتا ہے جس نے کعبۃ اللہ کی جگہ کا تعین کرنے میں آپ کی مدد کی تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○

.....

[14*]

بیت اللہ کی تعمیر کے احوال درج کرتے ہوئے تاریخ طبری مدنظر رہی۔

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۱۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن الحکیم (سورۃ الحج ۲۲ ؛ ۲۶)

ترجمہ:

"اور جب ہم نے ابراہیم ﷺ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا، اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اور (نماز میں) رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک وصاف رکھنا"۔

تعمیر کعبہ کے بعد اللہ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو حکم دیا کہ اب لوگوں کو حج کی طرف بلاؤ۔ تو حضرت ابراہیم ﷺ نے جواب دیا۔ میرے مالک میری آواز آخر کہاں تک جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تمھارے ذمہ آواز لگانا اور ہمارے ذمے اس کو پہنچا دینا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ نے آواز دی اے لوگو اللہ نے تم پہ بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے تو اس کی طرف آؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ زمین وآسمان کی ہر مخلوق نے نہ صرف یہ آواز سنی بلکہ اس کا جواب بھی دیا۔

"لبیک اللھما لبیک"

اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگ پیدل اور دبلے پتلے اونٹوں پر دور دراز سے اس شہر کی طرف آنے لگے۔

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الحج ۲۲ ؛ ۲۷)

ترجمہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"(اور ہم نے ابراہیم ﷺ سے کہا) کہ لوگوں میں (حج کے) فرض ہونے کا اعلان کر دو اور لوگ (تمھارے پاس) حج کے لیے چلیں آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر بھی، جو پہنچیں گی دور دراز رستوں سے"۔

علامہ طبری عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عبیدؓ بن عامر سے پوچھا کہ آپ تک یہ بات کیسے پہنچی کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے لوگوں کو حج کے لیے بلایا تھا تو انھوں نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ جب ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ نے بیت اللہ کی تعمیر مکمل کر لی اور وہ کام کر لیا جو اللہ کو منظور تھا تو حج کا موقع آ گیا تو حضرت ابراہیم ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں کو اللہ کے گھر کا حج کرنے کے لیے بلایا۔ اول انھوں نے یمن کی طرف منہ کیا اور اللہ سے دعا مانگی لوگوں کو حج بیت اللہ کی دعوت دی تو جواب ملا **"لبیک اللھم لبیک"** پھر حضرت ابراہیم ﷺ نے شام کی طرف منہ کیا اللہ سے دعا کی اور لوگوں کو اللہ کے گھر کی طرف بلایا تو وہاں سے بھی وہی جواب ملا یعنی **"لبیک اللھم لبیک"** پھر ۸ ذی الحجہ آپ حضرت اسماعیل ﷺ کو ساتھ لے کر منیٰ میں تشریف لے آئے آپ کے ساتھ بہت سے دوسرے مسلمان بھی تھے۔ وہاں آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور رات وہیں گذاری۔ پھر اگلے دن فجر کی نماز وہیں پڑھی تب آپ عرفہ آ گئے اور وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ نے ظہر اور عصر کی نماز اکٹھے پڑھی پھر آپ عرفہ میں موقوف کی جگہ آئے وہاں ایک درخت کے پاس ٹھیرے اور یہی جگہ عرفہ کے اندر موقوف ہے جہاں امام حج ٹھیرتا ہے اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیتا ہے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو حضرت ابراہیم ﷺ اور ان کے ساتھی وہاں سے مزدلفہ آ گئے اور وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی سب نے رات وہیں گذاری۔اگلے دن سب نے صبح کی نماز پڑھی اور مزدلفہ میں ''قزح'' کے مقام پر ٹھیرے یہ مزدلفہ کا موقوف ہے۔پھر جب صبح خوب روشن ہو گئی تو ابراہیم ﷺ وہاں سے چل پڑے آپ ان لوگوں کو اپنے افعال دکھاتے رہے اور تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کبریٰ کی رمی کی پھر منیٰ میں جانور ذبح کرنے کی جگہ آئے پھر نحر اور حلق کیا۔پھر وہاں سے لوٹ کر بیت اللہ آئے تا کہ لوگوں کو دکھائیں کہ طواف وداع کس طرح کرنا ہے۔پھر منیٰ میں آ کر رمی کی یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے اور لوگوں کو گھر جانے کی اجازت دی۔بعض دیگر صحابہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل ﷺ حضرت ابراہیم ﷺ کو مناسک حج سکھاتے رہے[*15]۔

.....

[*15]

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو مناسک حج کی تربیت دی۔

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۱۸۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانی

حضرت اسماعیل ﷺ جب تیرہ سال کے ہوئے تو حضرت ابراہیم ﷺ نے ایک عجیب خواب دیکھا جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ اپنے محبوب فرزند حضرت ﷺ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ سراپا تسلیم و رضا سیدنا ابرہیم ﷺ نے اس خواب کو کسی تاویل کے حوالے کرنے کی قطعی کوشش نہیں کی بلکہ خود کو اس ازحد دشوار حکم کو بجالانے کے لیے تیار کیا، گریز کی کسی راہ پہ جانے کے بجائے اس حکم الٰہی سے اپنے بیٹے کو بھی آگاہ کر دیا۔ جسے آپ نے بڑی منتوں اور مرادوں کے بعد حاصل کیا تھا۔ جس نے جواب میں حضرت ابراہیم ﷺ کو خوش کر دیا تھا۔

حضرت اسماعیل ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات ۳۷ ؛ ۱۰۲)

ترجمہ؛

"اے پدر بزرگوار؛ کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حضرت اسماعیل ﷺ سے پوچھنے کا مذعا یہ نہ تھا کہ تو راضی ہو تو اللہ کے حکم کی تعمیل کروں ورنہ نہ کروں بلکہ دراصل حضرت ابراہیم ﷺ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ جس صالح اولاد کی انھوں نے دعا مانگی تھی وہ فی الواقع کس قدر صالح ہے۔ اگر وہ خود بھی اللہ کی خوشنودی پہ اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ان کی دعا مکمل طور پہ قبول ہوئی ہے اور ان کا بیٹا محض جسمانی حیثیت سے ہی ان کی اولاد نہیں بلکہ اخلاقی روحانی اور معنوی حیثیت سے بھی ان کا وارث ہے۔ چنانچہ حضرت اسماعیل ﷺ کے استقلال اور عزم نے ثابت کیا کہ حضرت اسماعیل ﷺ کے بارے میں اللہ نے آپ کی دعا کو جامعیت کے ساتھ قبول کیا ہے۔

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات ۳۷ ؛ ۱۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:

"تب ابراہیم ﷺ نے کہا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری راہنمائی کرے گا، اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو(اس دعا کے جواب میں اللہ نے فرمایا) تب ہم نے اس کو (ابراہیم ﷺ) کو ایک حلیم اور بردبار بیٹے کی بشارت دی"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور جنگل کی راہ اپنائی ۔اسے ماتھے کے بل زمین پہ لٹایا اور اللہ کی رضا کی خاطر وہ عمل ثقیل شروع کیا جس کی مثال انسانی تاریخ میں موجود ہی نہ تھی ۔انھوں نے اپنے محبوب لخت جگر کے گلے پر چھری چلا دی تب ندا آئی بس اے براہیم اپنا ہاتھ روک لے تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔

وَنَادَيْنَهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۵)

ترجمہ؛

"اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم (بس ہاتھ روک لے) بے شک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنوں کو"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

یعنی اللہ کی رحمت جوش میں آ گئی تھی کہ جب اس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی ہے جو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے محبت رکھتا اور اسی محبت کے صلے میں وہ اپنی زندگی بھر کے سرمائے کو اس کی راہ میں قربان کر رہا ہے۔اس کا بیٹا جو اس کی دعا ہے اور اللہ کی عطا ہے وہ بھی صبر و وفا کا پیکر ثابت ہوا ہے اور اسے بھی اپنی زندگی سے زیادہ اللہ کی خوشنودی سے محبت ہے تو زمین و آسمان کو ہلا دینے والے اس منظر نے اللہ کی رحمت کو کس عروج پہ پہنچا دیا ہوگا اس کو بیان کرنے کے لیے لفظوں کا دامن نہایت تنگ محسوس ہو رہا ہے کہ بہت سے احساسات لفظوں کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ وہ لفظوں سے ماوراء ہوتے ہیں۔

الفاظ میں ایسی کیفیات کو بیان کرنے سے بعض اوقات واقعہ کی حقیقی شان کچھ گھٹ کے ہی رہ جاتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ﷺ کی جگہ آپ کو ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے آپ نے اللہ کی راہ میں قربان کیا۔حضرت ابراہیم ﷺ کے اس لازوال یقین محکم اور حضرت اسماعیل ﷺ کی استقامت اور صبر کو آنے والی نسلوں میں یادگار بنا دیا گیا۔مندرجہ بالا آیت میں اللہ نے محسنین کا درجہ بیان فرمایا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ جو لوگ احسان کی روش اختیار کرتے ہیں ہم ان کے اوپر آزمائشیں اس لیے نہیں ڈالتے کہ انھیں خواہ مخواہ تکلیفوں میں ڈالیں اور رنج و غم میں مبتلا کریں بلکہ یہ آزمائشیں ان کی فضیلتوں کو ابھارنے کے لیے اور انھیں بلند مراتب عطا کرنے کے لیے ان پر ڈالی جاتی ہیں۔

پھر آزمائش کی خاطر ہم انھیں جس مخمصے میں ڈالتے اس سے انھیں بہ خیریت نکال بھی لیتے ہیں جیسے کہ ہم نے حضرت ابراہیم ﷺ کو نکالا۔دیکھو کہ اللہ کو تمھارے بیٹے کی قربانی درکار نہ تھی بلکہ وہ تمھارے خلوص کو جانچنا چاہتا تھا۔اگرچہ اسے ہر بات کا پہلے ہی علم ہوتا ہے اس لیے اس قربانی کے لیے تمھاری تیاری اور آمادگی ہی اس بات کے لیے کافی ہوگئی کہ ہم تمھیں وہ بلند مرتبہ عطا کر دیں جو ہماری خوشنودی پر واقعی اپنا بیٹا قربان کرنے والے کو مل سکتا تھا۔اس طرح ہم نے تمھیں تمھارے بیٹے کی زندگی بھی بخش دی اور تمھیں بلند مرتبہ بھی عطا کر دیا کہ اللہ کے نزدیک مقصد یہ نہ تھا کہ وہ تمھارے ہاتھ سے تمھارے بیٹے کو ذبح کرا دیتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اصل مقصود تو اس بات کا امتحان لینا تھا تمہیں ہمارے مقابلے میں دنیا کی کوئی اور چیز تو زیادہ عزیز نہیں ۔مگر تم امتحان میں کامیاب ہوئے اور ہم نے اسے بڑی قربانی قرار دیا اور قیامت تک کے لیے اسے تمھاری سنت جاریہ بنا دیا کہ اسی تاریخ کو تمام عالم کے لوگ دنیا بھر میں جانور قربان کر کے وفاداری اور جانثاری کے اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کرتے رہیں۔ ان شاءاللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذبیح کون

حضرت ابراہیم ﷺ کے دو بیٹوں حضرت اسماعیل ﷺ اور حضرت اسحاق ﷺ کی نسل سے دو بہت بڑی قومیں پیدا ہوئیں۔ ایک بنو اسحاق جنھیں بنو اسرائیل بھی کہا جاتا ہے اور جن کے گھر سے دنیا کے دو بڑے مذاہب نصرانیت اور یہودیت نے جنم لیا اور روئے زمین کے بہت بڑے حصے کو اپنا حلقہ بگوش کیا۔ دوسرے بنو اسماعیل جو نزول قرآن کے وقت تمام عرب کے مقتدا و پیشوا تھے اس وقت ان میں سے قبیلہ قریش کو مکہ معظمہ میں عزت و شرف کا مقام حاصل تھا۔ درست طور پہ تو اس امر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ بنو اسحاق یعنی بنو اسرائیل کب بنو اسماعیل سے حسد کے رشتے میں بندھ گئے تاہم یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل ہی بنی اسرائیل نبی اسماعیل سے نالاں تھے۔ بنو اسحاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ کتاب کے حامل تھے اس لیے وہ عربوں کو اپنے سے کم تر جانتے تھے اور شاید اس امر کے پیچھے بھی ان کا حسد ہی کارفرما تھا کہ انھوں نے اپنی کتاب میں تحریف کرتے ہوئے حضرت اسماعیل ﷺ کی بجائے حضرت اسحاق ﷺ کو ذبیح اللہ بتایا۔ حالانکہ باوجود ان کی تحریفات کے ان کی کتاب مقدسہ میں بے شمار ایسے مقامات موجود ہیں جو اس بات کے شاہد ہیں کہ ان کی تحریف اس روشنی کا راستہ روکنے میں مکمل طور پہ کامیاب نہ ہوسکی جو خالق اپنی مخلوق تک پہنچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ ذبیح اللہ کے معاملے میں بھی دیگر قرائن کے علاوہ خود تورات بھی اس امر پہ گواہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی تھے۔ کتاب پیدائش میں مذکور ہے:

"خدا نے ابرہام کو آزمایا اور کہا اے ابراہام.........تو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موریا کے ملک جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے طور پہ چڑھا

بائبل (کتاب پیدائش ــــــ ۲۲ : ۱ـ۲)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

جہاں ایک طرف بائبل کا یہ بیان ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ سے اللہ جل وجلالہٗ نے حضرت اسحاق ﷺ کی قربانی مانگی دوسری طرف یہ بھی کہا جارہا ہے کہ وہ تیرا اکلوتا بیٹا ہے۔ حالانکہ خود بائبل اور بعد میں قرآن نے اس بات کو قطعی طور پہ متعین کردیا کہ حضرت اسحاق ﷺ کبھی اور کسی بھی دور میں حضرت ابراہیم ﷺ کی اکلوتی اولاد نہ تھے۔ وہ اکلوتے کس طرح ہوسکتے تھے جبکہ ان سے تیرہ چودہ سال قبل اللہ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل ﷺ عطا فرما دیئے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں بائیبل کی مندرجہ ذیل تصریحات کا مطالعہ کریں جس سے ہمارا نقطہ نظر نہ صرف واضح ہو جاتا ہے بلکہ یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت اسماعیل ﷺ حضرت ابراہیم ﷺ کی پہلی اولاد تھے تو پہلی اولاد کی موجودگی میں دوسری اولاد اکلوتی کس طرح ہو سکتی ہے ؟؟؟

"اور ابرہام کی بیوی ساری کے کوئی اولاد نہ ہوئی اُس کی ایک مصری لونڈی تھی جس کا نام ہاجرہ تھا اور ساری نے ابراہام سے کہا کہ دیکھ خدا نے مجھے تو اولاد سے محروم رکھا ہے سو تو میری لونڈی کے پاس جا شاید اس سے میرا گھر آباد ہو اور ابرہام نے ساری کی بات مانی اور ابراہام کو ملک کنعان میں رہتے دس سال ہو گئے تھے جب اس کی بیوی ساری نے اپنی مصری لونڈی اسے دی کہ اس کی بیوی بنے اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی"

بائیبل (کتاب پیدائش۔۱۶ : ۱۔۳)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا پیدا ہو گا اور اس کا نام اسماعیل رکھنا"

بائیبل (کتاب پیدائش۔۱۶ : ۱۱)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"اور جب ابرہام سے ہاجرہ کے اسماعیل پیدا ہوئے تب ابراہام چھیاسی برس کے تھے"

بائیبل (کتاب پیدائش۔ ۱۶ : ۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"خداوند نے کہا ابرہام سے کہ ساری جو تیری بیوی ہے ۔۔۔اس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشوں گا۔۔۔تو اس کا نام اضحاق رکھنا۔۔۔جو اگلے سال اسی وقت معین پر پیدا ہوگا۔۔۔تب ابراہام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو اور گھر کے سب۔۔۔۔مردوں کو لیا اور اسی روز۔۔۔۔خداوند کے حکم کے مطابق ان کا ختنہ کیا۔۔۔۔ابرہام ننانوے برس کا تھا جب اس کا ختنہ ہوا۔۔۔اور جب اسماعیل کا ختنہ ہوا تو وہ اس وقت تیرہ برس کا تھا"

بائبل (کتاب پیدائش ۔ ۱۷ : ۱۵ ۔ ۲۵)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"اور جب اس کا بیٹا اضحاق اس سے پیدا ہوا تب ابرہام سو برس کا تھا"

بائبل (کتاب پیدائش ۔۲۱ : ۵)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس سے بائبل کی تضاد بیانی کھل کے سامنے آجاتی ہے ظاہر ہے کہ چودہ برس تک تنہا حضرت اسماعیل ﷺ ہی حضرت ابراہیم ﷺ کے بیٹے تھے۔تو اب اگر ان سے ان کے اکلوتے بیٹے کی قربانی مانگی گئی تھی تو وہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی ہو سکتے تھے۔حضرت اسحاق ﷺ کس طرح ہو سکتے تھے جب کہ وہ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔اب اسی معاملے میں ہم قرآن سے نظائر پیش کرتے ہیں تا کہ معاملے کی حتمی صورت کھل کے سامنے آجائے۔اس لیے کہ قرآن کے بعد ہمارے لیے کسی اور بات پہ یقین کرنا ممکن ہی نہیں کیونکہ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے، محفوظ کتاب ہے، حتمی کتاب ہے، فارق کتاب ہے، مبین کتاب ہے جس سے منہ موڑنا تباہی کو دعوت دینا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ہوتا ہے:

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ ○ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ○ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ○ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ○ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ○ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات ۳۷ : ۹۹۔۱۱۲)

ترجمہ:

ابراہیم نے کہا" میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری راہنمائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو صالحین میں سے ہو (اس دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی وہ لڑکا جب اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک روز) ابراہیم نے اس سے کہا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو بتا تیرا کیا خیال ہے اس نے کہا ابا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے آپ انشا اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا اور اس کی تعریف و توصیف ہمیشہ کے لیے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی سلام ہے ابراہیم پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی ایک نبی صالحین میں سے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے ہم نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے اللہ سے ایک بیٹے کی دعا کی جسے اللہ نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد آپ کو وہ خواب دکھایا گیا جس میں آپ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے اس خواب کو سچ جانا اور اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کو تیار ہو گئے۔ جسے اللہ نے اپنی حکمت سے بچا لیا اور اسے بڑی قربانی قرار دیا۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے اس عمل پہ اللہ نے اپنی خوشی کا اظہار ان لفظوں میں کیا کہ وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور حضرت ابراہیم ﷺ کا شمار محسنین میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور انعام کے طور پہ ایک اور بیٹے حضرت اسحاق ﷺ کی خوشخبری بھی دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ وہ صالح ہوگا اور نبی بھی ہوگا تا کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی خوشی دوگنی ہو جائے۔اب قرآن کے حوالے سے بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی تھے۔تاہم ان امور پہ بحث ابھی باقی ہے کہ وہ کون سی تاریخی روایات تھیں جن کی بنا پر اسلامی روایات میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے اور بہت سے بلند پایہ صحابیؓ اور علمائے تاریخ واہل سیر بھی حضرت اسماعیل ﷺ کی بجائے حضرت اسحاق ﷺ کو ذبیح اللہ قرار دیتے ہیں۔چنانچہ مفسرین اور علمائے تاریخ نے صحابہ رضوان اللہ علیہ اور تابعین کی جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک گروہ کا قول یہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ تھے اس گروہ میں حسب ذیل بزرگوں کے نام ملتے ہیں۔ حضرت عمرؓ ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ،حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ،حضرت ابو ہریرہؓ،قتادہؒ،عکرمہؒ،حسن بصریؒ،سعید بن جبیرؒ،مجاہد،شعبیؒ،مسروقؒ،مکحولؒ،زہریؒ،عطاؒ، مقاتلؒ،سدیؒ،کعب احبارؒ،زید بن اسلمؒ اور علامہ طبریؒ کے نام ملتے ہیں۔کچھ دوسرے لوگوں کو اس بات کا یقین ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ تھے۔ان میں بھی جلیل القدر لوگ شامل ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ،حضرت علیؓ،حضرت عبداللہ بن عمرؓ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ،حضرت ابو ہریرہؓ،حضرت معاویہؓ،عکرمہؒ،مجاہدؒ،یوسف بن مہرانؒ،حسن بصریؒ،محمد بن کعب القرظیؒ،علامہ شعبیؒ،سعید بن المسیبؒ،علامہ ضحاکؒ،محمد بن علی بن حسینؒ (محمد الباقر)،ربیع بن انسؒ،احمد بن حنبلؒ وغیرہم شامل ہیں۔

مگر جب ہم ان دونوں نقطہ نظر کی شہادت دینے والوں کی اس فہرست پہ نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں متعدد نام مشترک ہیں یعنی ایک ہی بزرگ سے دو مختلف اقوال نقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیے گئے ہیں۔مثال کے طور پہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ تھے تو دوسری طرف عطا بن ابی رباحؒ بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے ہی روایت درج کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ تھے۔روایت میں یہ الفاظ اضافی ہیں کہ "یہودی جو یہ کہتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ تھے جھوٹے ہیں" اسی طرح حضرت حسن بصریؒ سے ایک روایت ہے کہ وہ حضرت اسحاق ﷺ کو ذبیح اللہ مانتے تھے مگر عمرو بن عبید کا دعوی ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کو اس امر میں کوئی اشتباہ نہ تھا حضرت ابراہیم ﷺ کے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ حضرت اسماعیل ﷺ تھے۔اس اختلاف روایات کا نتیجہ یہ ہوا کہ علمائے اسلام میں سے بعض پورے جزم و وثوق کے ساتھ یہ رائے دیتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ تھے جیسا کہ ابن جریر طبریؒ اور علامہ قاضی عیاضؒ وغیرہ،ان کے برعکس مسلمان علماء ہی کا ایک گروہ قطعی طور پہ حکم لگاتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ تھے،مثلاً علامہ ابن کثیرؒ اور علامہ شبلیؒ وغیرہ اور بعض اس معاملے میں تذبذب کا شکار ہوئے اور کوئی حتمی رائے دینے سے گریز کی راہ اختیار کی۔جیسے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ اسحاقؒ وغیرہ،تاہم اس معاملے میں اگر نگاہ عمیق سے تمام نظائر کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر ہر اشتباہ سے پاک نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو جس بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا وہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی تھے اور حسب ذیل دلائل معاملے کو ہر پہلو سے واضح کر دیتے ہیں[*16]۔

---

*16

ذبیح کی اس تحقیق میں سید مودودیؒ کی تفسیر قرآن "تفہیم القرآن" سے مدد لی گئی۔

سید ابوالاعلی مودودیؒ۔

تفہیم القرآن (جلد چہارم۔ ص ؛ ۲۹۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوپر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے کہ اپنے وطن سے ہجرت کرتے وقت حضرت ابراہیم ﷺ نے ایک صالح بیٹے کے لیے دعا کی تھی جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔ فحوائے کلام صاف بتا رہا ہے کہ یہ دعا اس وقت کی گئی جب آپ بے اولاد تھے اور بشارت جس لڑکے کی دی گئی وہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی تھے جو آپ کے پلوٹھی کے بیٹے تھے۔ پھر یہ بات بھی قرآن ہی کے سلسلہ کلام سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہی بچہ جب باپ کے ساتھ چلنے دوڑنے کے قابل ہوا تو اسے ذبح کرنے کا اشارہ فرمایا گیا۔ چنانچہ اب یہ بات قطعی طور پہ ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کے پلوٹھے کے بیٹے حضرت اسماعیل ﷺ ہی تھے نہ کہ حضرت اسحاق ﷺ۔ خود قرآن میں دوسری جگہ حضرت ابراہیم ﷺ کے بیٹوں کی ترتیب اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ○

ترجمہ؛

سب تعریفوں کا سزاوار وہ اللہ ہی ہے جس نے (مجھے کو یعنی ابراہیم کو) اسماعیل اور اسحاق جیسے بیٹے عطا فرمائے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

پھر قرآن مجید میں حضرت ابراہیم ﷺ کو جہاں حضرت اسحاق ﷺ کی بشارت دی ہے وہاں ان کے لیے غلام علیم (علم والے لڑکے) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ " فَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ " (الذاریات ۔۲۸) آپ کو ایک فرزند کی بشارت ہو جو بڑا عالم ہوگا۔ جب کہ سورۃ الحجر میں بھی یہی اسلوب اختیار کیا گیا " لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نُوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ " (سورۃ الحجر ۵۳) آپ خائف نہ ہوں ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا اور جب آپ کو حضرت اسماعیل ﷺ کی بشارت دی گئی تھی تو یہ الفاظ ارشاد فرمائے " وَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (پس ہم نے مژدہ سنایا انھیں ایک حلیم فرزند کا)ان آیات سے یہ ظاہر ہوا کہ حضرت اسماعیل ﷺ میں صفت حلم غالب تھی اور حضرت اسحاق ﷺ میں صفت علم، اور یہ حضرت اسماعیل ﷺ کا حلم ہی تو تھا کہ جب حضرت ابراہیم ﷺ نے ان کو اپنا خواب سنایا تو آپ نے بغیر کسی تردد کے کہا" اے میرے پدر بزرگوار آپ کو جو حکم ملا ہے آپ اس کی تعمیل فرمایئے آپ انشا اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے ۔پھر قرآن مجید میں حضرت اسحاق ﷺ کی بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دے دی تھی کہ ان کے ہاں حضرت یعقوب ﷺ جیسا جلیل القدر بیٹا بھی پیدا ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ جس بیٹے کی پیدائش کی خبر دیتے ہی ساتھ یہ خبر بھی دی جا چکی ہو کہ اس کے ہاں ایک لائق بیٹا پیدا ہوگا اور اگر اس کے متعلق حضرت ابراہیم ﷺ کو یہ خواب دکھایا جاتا ہے کہ اس کو ذبح کر دو تو حضرت ابراہیم ﷺ کبھی یہ نہ سمجھ سکتے تھے کہ اس بیٹے کو قربان کرنے کا اشارہ فرمایا جا رہا ہے۔علامہ ابن جریر طبری نے اس کی تاویل کی ہے کہ ممکن ہے یہ خواب حضرت ابراہیم ﷺ کو اس وقت دکھایا گیا ہو جب حضرت اسحاق ﷺ کے ہاں حضرت یعقوب ﷺ پیدا ہو چکے ہوں مگر درحقیقت یہ ایک نہایت ہی بودی تاویل تھی۔اس لیے کہ قرآن کا اسلوب بیان اس کی تردید کر رہا ہے۔قرآن مجید میں سورۃ الصافات میں ذبح کے متعلق یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں "اور جب وہ دوڑنے چلنے کے قابل ہو گیا " تب یہ خواب دکھایا گیا اور ان الفاظ کو جو بھی شخص خالی الذہن ہو کے پڑھے گا اس کے تصور میں یقیناً آٹھ دس برس کے ایک بچے کی تصویر ہی آئے گی اور کوئی بھی شخص یہ تصور نہیں کر سکتا کہ جوان بیٹے کے لیے بھی یہ الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ہمارے استدلال کو تقویت پہنچانے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اس قصہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ''ہم نے اسے اسحاق ﷺ کی بشارت دی، ایک نبی صالحین میں سے'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی بیٹا نہیں ہے جسے ذبح کرنے کا اشارہ کیا گیا تھا بلکہ اس سے پہلے کسی اور بیٹے کی بشارت دی جا چکی تھی اور جب وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اللہ کی طرف سے اسے ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ جب حضرت ابراہیم ﷺ اللہ کے اس امتحان سے کامیابی کے ساتھ گزر گئے تب ان کو ایک اور بیٹے یعنی حضرت اسحاق ﷺ کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ واقعات کی یہ ترتیب قطعی طور پہ یہ فیصلہ کر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو جس صاحبزادے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا وہ کسی صورت بھی حضرت اسحاق ﷺ نہیں ہو سکتے بلکہ ذبیح اللہ ان سے کئی سال پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ مگر علامہ ابن جریر طبریؒ نے اس امر کی بھی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ واقعات کی اس صریح ترتیب کو یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ پہلے صرف حضرت اسحاق ﷺ کے پیدا ہونے کی بشارت دی گئی تھی اور پھر جب وہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اس کی راہ میں قربان ہونے کے لیے تیار ہو گئے تو اس کا انعام انھیں اس شکل میں عطا کیا گیا کہ ان کے نبی ہونے کی خوشخبری سنائی گئی۔

تاہم ان کی یہ تاویل ان کی پہلی تاویل سے بھی کمزور ہے اور اس تاویل کو سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے رد کرتے ہوئے تفہیم القرآن میں لکھا ہے کہ اگر علامہ طبری کی اس بات کو درست مان لیا جائے تو آیات کی ترتیب مختلف ہوتی اور اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتا ''کہ ہم نے اس کو اسحاق ﷺ کی خوشخبری دی ایک نبی صالحین میں'' بلکہ اللہ یوں فرماتا کہ '' ہم نے اس کو یہ بشارت دی کہ تمھارا یہی لڑکا ایک نبی ہوگا صالحین میں سے'' مزید براں بہت سی معتبر روایات اور تاریخی آثار بھی اس امر کی طرف ہی اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی ذبیح اللہ تھے۔ اس لیے کہ حضرت اسماعیل ﷺ کے فدیہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو جو مینڈھا عطا کیا تھا اس کے سینگ مدت دراز تک کعبۃ اللہ میں موجود تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ اور عامر شعبیؒ دونوں اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ انھوں نے خود خانہ کعبہ میں یہ سینگ دیکھے تھے حتیٰ کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے تک یہ سینگ کعبۃ اللہ میں ہی موجود تھے۔جب حجاج بن یوسف نے حرم پاک میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور کعبہ تک کی عمارت کو مسمار کر دیا گیا تو اس وقت یہ سینگ بھی دست برد زمانہ کی نظر ہو گئے۔علامہ ابن کثیرؒ اپنی تاریخ میں مزید لکھتے ہیں کہ ان سینگوں کی کعبۃ اللہ میں موجودگی اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ بڑی قربانی کا یہ واقعہ شام میں نہیں (جیسا کہ یہودی کہتے ہیں) بلکہ مکہ میں پیش آیا تھا اور حضرت اسماعیل ﷺ کے ساتھ پیش آیا تھا اسی لیے تو حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ میں اس کی یادگار محفوظ رکھی گئی۔

تاریخ عالم کے سرسری مطالعے سے بھی یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ مسلمان ہی وہ واحد امت ہیں جنھوں نے حضرت ابراہیم ﷺ کی اس قربانی کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ ساڑھے چار ہزار سال کا متواتر عمل اس بات کا شاہد ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کی اس سنت کے حقیقی وارث بنی اسماعیل ہیں نہ کہ بنی اسرائیل کیونکہ بنو اسحاق میں کبھی کوئی ایسی رسم جاری نہیں رہی جس میں ساری قوم بیک وقت قربانی کرتی ہو اور اسے حضرت ابراہیم ﷺ کی قربانی کی یادگار قرار دیتی ہو۔

جبکہ یہ بات صدیوں سے عرب کی روایات میں محفوظ چلی آ رہی تھی کہ قربانی کا یہ واقعہ منیٰ میں پیش آیا تھا اور یہ صرف روایت ہی نہ تھی بلکہ اس وقت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک مناسک حج میں یہ رسم برابر چلی آ رہی تھی کہ لوگ اسی مقام منیٰ پر جا کر اسی جگہ جہاں حضرت ابراہیم ﷺ نے قربانی کی تھی اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔پھر اللہ تعالیٰ نے اہل عرب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ نے بھی اسی قدیم طریق کو باقی رکھا حتیٰ کہ آج تک حج کے موقع پر دس ذی الحج کو منیٰ میں قربانی کی جاتی ہے جو حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کی استقامت اور صبر کی لازوال داستان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یادگار ہے۔ جولوگ منیٰ نہ جاسکیں وہ اپنے اپنے مقام پر سنت ابراہیم کی پیروی میں جانور قربان کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں ۔قیامت تک اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ یہ رسم خطہ ارض سے موقوف ہو جائے الا یہ کہ حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کی اولاد اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے ماننے والے زمین سے نابود ہو جائیں جب کہ یہ ممکن نہیں کیونکہ قرآن وسنت کی تعلیمات اس بات کی شاہد ہیں کہ زمین پہ اور کوئی امت رہے نہ رہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے موجود رہیں گے ۔ان شاءاللہ

حاکمؒ اپنی کتاب حدیث مستدرک میں حضرت امیر معاویہؓ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں جو اس بات پہ دلیل پیش کرتی ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ تھے:

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اس نے عرض کی یارسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم میں اپنے پیچھے ایک ایسا وطن چھوڑ آیا ہوں جو خشک سالی کا شکار ہے جہاں پانی کے ذخیرے خشک ہو گئے ہیں میں اپنے پیچھے ایسا مال چھوڑ آیا ہوں جو خستہ حال ہے قحط کے باعث مال ہلاک ہو گیا ہے اور اہل وعیال ضائع ہو گئے تو اے اللہ کے نبی اللہ نے آپ کو جو عطا فرمایا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ مرحمت فرمایئے اے ذبیحین کے فرزند :حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن ذبیحین کا لفظ سن کر رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اس کی تردید نہیں کی اور ذبیحین سے مراد حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما الصلواۃ والسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں"[*17]۔

اتنے واضح دلائل کے بعد یہ بات قابل تعجب نظر آتی ہے کہ خود امت مسلمہ میں حضرت اسحاق ﷺ کے ذبح ہونے کا خیال آخر کیسے پھیل گیا اور یہودیوں نے اگر حضرت اسماعیل ﷺ کو اس شرف سے محروم کر کے اپنے دادا حضرت اسحاق ﷺ کی طرف اسے منسوب کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ ایک سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن آخر مسلمانوں کے ایک گروہ کثیر نے یہودیوں کے اس تصور کو کیسے قبول کر لیا اس سوال کا ایک بہت شافی جواب علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں دیا ہے۔

"حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے مگر بظاہر یہی معلوم ہوتا کہ دراصل یہ سارے اقوال جو حضرت اسحاقؑ کے ذبیح اللہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں کعب احبار سے منقول ہیں کعب احبار حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان ہوئے وہ کبھی کبھی یہود و نصاریٰ کی قدیم کتابوں کے مندرجات پڑھ کے حضرت عمرؓ کو سنایا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ انھیں سن لیا کرتے تھے اسی

.....

*17

رسول اللہ ﷺ کو بعض صحابہ ابن ذبیحین کہہ کے بھی پکارتے تھے۔ہم نے یہ روایت ابن ہشام سے تحریر کی ہے۔

علامہ ابن ہشام ۔ (سیرت ابن ہشام ۔جلد اول ص ۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنا پر دوسرے لوگ بھی ان کی باتیں سننے لگے اور وہ سب رطب و یابس جو وہ بیان کرتے تھے بعد میں انہی کو روایت کرنے لگے حالانکہ امت کو ان کے اس ذخیرہ علم میں سے کسی چیز کی ضرورت نہ تھی"[18*]۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس سوال پہ مزید روشنی محمد بن کعب قرظی کی اس روایت سے پڑتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری غیر موجودگی میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاں یہ سوال چھڑا کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ تھے یا حضرت اسماعیل ﷺ ۔اس وقت ایک صاحب بھی مجلس میں موجود تھے جو پہلے یہودی علماء میں سے تھے اور بعد میں سچے دل سے مسلمان ہو چکے تھے وہ بیچ میں بولے امیر المومنین" خدا کی قسم ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ﷺ ہی تھے اور یہودی اس بات کو خوب جانتے ہیں مگر وہ عربوں سے حسد کی بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ ہیں ۔چنانچہ ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ یہودی پروپیگنڈا ہی کا اثر تھا کہ مسلمانوں میں بھی یہ خیال جڑ پکڑ گیا کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ﷺ تھے مسلمان چونکہ علمی معاملے میں ہمیشہ غیر متعصب رہے ہیں اس لیے ان میں سے بہت سے لوگوں نے یہودیوں کے ان بیانات کو جن کو وہ قدیم صحیفوں کے حوالے سے تاریخی روایات کے بھیس میں پیش کرتے تھے محض ایک علمی حقیقت سمجھ کر قبول کر لیا اور اس میں چھپے تعصب کو محسوس نہ کر سکے، اللہ ہم پہ رحم فرمائے۔

....

18*

مسلمانوں کے ہاں بھی بعض صاحب علم کا یہ خیال تھا کہ ذبیح حضرت اسحاق ہیں ۔تحقیق "تفہیم القرآن" سے تحریر کی گئی۔
سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ۔ تفہیم القرآن (جلد چہارم۔ ص : ۳۰۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چراغ شب آخر

حضرت ابراہیم ﷺ کی ساری زندگی استقامت، اطاعت، صبر اور قربانی سے عبارت ہے۔ آپ نے عمر بھر لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا۔ حضرت ابراہیم ﷺ کو اللہ نے اسلام کی عالمگیر دعوت پھیلانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ کبھی عراق کے نمرود کے ساتھ معرکہ آرا نظر آتے ہیں تو کبھی شام و فلسطین کے وسیع ریگ زاروں میں اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑتے نظر آتے ہیں، تو کبھی بیت اللہ کی دیواریں کھڑی کرتے نظر آتے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔ حضرت ابراہیم ﷺ کا اصل کام دنیا کو اللہ کی اطاعت کی طرف راغب کرنا اور اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کے مطابق انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا نظام درست کرنا تھا۔ وہ خود اللہ کے مطیع تھے اور اس کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے عطا کیے ہوئے علم کی پیروی کرتے تھے اور اپنے اندر اس بات کی آرزو رکھتے تھے کہ دنیا کے سب انسان مالک کائنات کے مطیع ہو کر رہیں اور اس علم کے مطابق اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کریں جو خدا نے ان کے لیے اتارا ہے۔ تاکہ ان پہ رحم کیا جا سکے۔ یہی خدمت تھی جس کے لیے انھیں دنیا کا امام و پیشوا بنایا گیا۔ اُن کی وفات کے بعد اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اُن کی اولاد کو چنا۔ حضرت ابراہیم ﷺ کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں ایک حضرت اسماعیل ﷺ کی اولاد کہلائے جو عرب ہی میں رہی۔ چنانچہ قریش اور عرب کے بعض دوسرے قبائل کا تعلق اسی شاخ سے تھا جو حضرت اسماعیل ﷺ کی اولاد تھے اور جو عرب قبیلے نسلاً حضرت اسماعیل ﷺ کی اولاد نہ تھے وہ بھی چونکہ ان کے پھیلائے ہوئے مذہب سے کم وبیش متاثر تھے اس لیے وہ اپنا سلسلہ نسب انھی سے جوڑتے تھے۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے بعد امامت کا منصب ان کی نسل کی اس شاخ کو ملا جو آپ کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق ﷺ اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب ﷺ سے چلی۔ حضرت اسحاق ﷺ کا نام چونکہ اسرائیل تھا اس لیے ان کی نسل سے جو انبیاء لوگوں کو اللہ کی دعوت پہنچانے پر مامور ہوتے رہے انھیں اور ان کی اقوام کو بنو اسرائیل کہا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن میں اولاد ابراہیم ﷺ کی اس فضیلت کا ذکر کیا ہے جو انھیں دوسرے انسانوں پہ حاصل تھی۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا
وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ
وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝
وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام ۶: ۸۳۔۸۵)

ترجمہ:

"پھر ہم نے ابراہیم کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسی اولاد عطا فرمائی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست) جو اس سے پہلے ہم نے نوحؑ کو دکھائی تھی اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت بخشی اسی طرح ہم نیکوکاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں (اسی کی اولاد سے) زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور الیاس کو (راہ یاب کیا) ان میں سے ہر ایک صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسماعیلؑ، الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو رستہ دکھایا ان میں سے ہر ایک کو ہم نے دنیا والوں پر فضیلت عطا کی نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا، انھیں اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی راہنمائی کی"۔

ایک مدت دراز تک حضرت اسحاق ﷺ اور حضرت یعقوب ﷺ کی اولاد میں ہی سے انبیاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبعوث ہوتے رہے اسی کو راہ راست کا علم دیا گیا۔ اسی کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ اس راہ راست کی طرف اقوام عالم کی راہنمائی کرے۔ انھوں نے حضرت سلیمان ﷺ کے زمانے میں بیت المقدس کو اپنا مرکز قرار دیا جب تک یہ قوم امامت کے منصب پہ فائز رہی بیت المقدس ہی دعوت إلی اللہ کا مرکز اور خدا پرستوں کا قبلہ رہا۔ حضرت ابراہیم ﷺ کی دعوت اور جدوجہد اس طاغوت کے خلاف تھی جس میں لوگوں نے توہمات کی بنا پر اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ وہ اپنے حقیقی معبود سے باغی ہو کر اس کے ملک اور رعیت میں اپنا حکم چلانے لگے تھے۔ یہ بغاوت کا آخری درجہ ہے جس کے لیے قرآن نے طاغوت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اللہ کے انبیاء کی جدوجہد اور دعوت کی بنیاد ہی اس طاغوت کے انکار پہ رکھی تھی اور وہ لوگوں کو لوگوں کی بندگی سے آزاد کرا کے اللہ کی اطاعت میں دینے پر مامور تھے۔ حضرت ابراہیم ﷺ کی قوم بھی اسی طاغوت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

قدیم زمانوں سے کر آج تک تمام مشرک سوسائٹیوں میں یہ قدر مشترک رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب الارباب اور خدائے خدایگان کی حیثیت سے تو مانتے رہے ہیں مگر صرف اسی کو رب اور تنہا اسی کو خدا اور محبوب ماننے سے انکاری تھے۔ انھوں نے مذہبی حلقوں کے ساتھ ملی بھگت سے اللہ کی شہنشاہی کو ہمیشہ سے دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک اللہ کی فوق الفطری خدائی جو سلسلہ اسباب پہ حکمران ہے اور جس کی طرف انسان اپنی حاجات اور مشکلات میں دستگیری کے لیے رجوع کرتا ہے۔ اس خدائی میں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ارواح اور فرشتوں اور جنوں اور سیاروں اور دوسری بہت سی ہستیوں کو شریک ٹھیراتا ہے۔ وہ انھی سے اپنی دعائیں مانگتے ہیں اور انھی کے سامنے سب مراسم پرستش بجالاتے ہیں اور انھی کے آستانوں پہ اپنی نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔ خدائی کا دوسرا حصہ تمدنی اور سیاسی معاملات سے متعلق ہے یعنی ایسی حاکمیت جو قانون حیات مقرر کرنے کی مجاز اور اطاعت امر کی مستحق ہو اور جسے دینوی معاملات میں بھی فرمانروائی کے متعلق اختیارات حاصل ہوں۔ چنانچہ خدائی کے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے حصے کو دنیا کے تمام مشرکین قریب قریب ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ سے سلب کر کے وقت کے شاہی خاندانوں مذہبی پروہتوں اور سوسائٹی کے اگلے پچھلے بڑوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور تاریخ کے دریچوں میں مزین اکثر حکمران خاندان اسی دوسرے معنی میں خدائی کے دعویدار ہوئے ہیں۔

اس تصور کو عوام کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے انھوں نے آسمانی خداؤں کی اولاد ہونے کا دعوی کیا اور مذہبی طبقے اس معاملے میں ہمیشہ ان کے شریک کار رہے۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنی قوم کو راہ حق کی دعوت دی تو وقت کا بادشاہ نمرود ان کے آڑے آیا جس کا دعوی بھی یہی تھا کہ وہ آسمانی خداؤں کا اوتار ہے۔ نمرود بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر نہ تھا اور نہ اس کا دعوی یہ تھا کہ زمین و آسمان کا خالق اور کائنات کا مدبر وہ خود ہے اور نہ یہ کہ اسباب عالم کے پورے سلسلے پہ اسی کی حکمرانی چل رہی ہے۔ بلکہ اسے دعویٰ صرف اس امر کا تھا کہ وہ ملک یعنی عراق کا اور اس کی رعیت کا حاکم مطلق ہے اور یہ کہ میری زبان اور میرا حکم ہی ملک کا قانون ہے اور میں کسی اور قوت کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں اور عراق کا ہر وہ باشندہ باغی اور غدار ہے جو اس حیثیت سے مجھے اپنا رب نہ مانے یا میرے سوا کسی اور کو رب تسلیم کرے۔

چنانچہ جب حضرت ابراہیم ﷺ نے نمرود کو دین حق کی دعوت دی تو نمرود نے حیرت اور رعونت کے ساتھ پوچھا کہ تمھارا خدا کون ہے تو حضرت ابراہیم ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف ایک رب العالمین ہی کو خدا اور معبود جانتا ہوں اور اس کے سوا سب کی خدائی اور ربوبیت کا انکاری ہوں۔ جب نمرود اور اس کے حواریوں نے حضرت ابراہیم ﷺ کی دعوت کا باریکی سے جائزہ لیا تو انھوں نے جانا کہ بات صرف قومی مذہب اور مذہبی معبودوں تک محدود نہیں بلکہ اس کی زد براہ راست نمرود کی مملکت اور سیاسی اقتدار پہ بھی پڑتی ہے یہی وجہ ہے نمرود نے حضرت ابراہیم ﷺ کو گرفتار کر لیا اور بعد ازاں انھیں آگ میں ڈال دیا گیا جس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیلات گذر چکی ہیں۔آگ سے زندہ نکل آنے کے بعد حضرت ابراہیم ﷺ نمرود کی اس خدائی سے ہجرت کر جاتے ہیں اور اللہ کی وسیع زمین میں نکل جاتے ہیں تا کہ لوگوں کو اس علم خاص سے نوازسکیں جو اللہ کی طرف سے انھیں عطا کیا گیا تھا۔حضرت ابراہیم ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اسی تگ ودو میں گزرا کہ لوگوں تک اس پیام خیر کو زیادہ سے زیادہ منتقل کیا جائے جو اللہ کی طرف سے ان پہ اتارا گیا تھا۔اگر چہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے لاکھوں پیغمبر زمین پر اتارے تا کہ وہ ان کو سیدھی راہ دکھا سکیں مگر اپنے بعض پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو غیر معمولی محبت تھی اور بارگاہ الٰہی میں ان کا خاص مقام تھا۔حضرت ابراہیم ﷺ بھی انھی پیغمبروں میں شامل تھے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر اپنے ان احسانات کا ذکر بھی کیا جو اللہ نے ان کے ساتھ اپنی محبت کی وجہ سے کیے۔چونکہ حضرت ابراہیم ﷺ نے بھی اللہ کے لیے ہر مرحلہ پہ اپنی محبت اور استقامت کا ثبوت فراہم کیا اور اللہ کی بندگی کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کیا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو غیر معمولی رتبوں سے نوازا مثلاً اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وقت جلیل القدر اور صالح اولاد عطا کی جب عام طبعی اصولوں کی رو سے اولاد جیسی نعمت پانے کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔

اللہ نے بڑھاپے میں آپ کو حضرت اسماعیل ﷺ اور حضرت اسحاق ﷺ جیسی لازوال نعمت سے نوازا جب وہ خود اور ان کی بیوی تک تمام عمر بے اولاد رہ کر اب قطعی طور پہ خوشی کے اس امکان کو رد کر چکے تھے تب اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کو اولاد عطا کی بلکہ ایسی بے نظیر اولاد عطا کی جس کا ذکر رہتی دنیا تک محفوظ رہے گا کہ جب تک اس دنیا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان رکھنے والا ایک شخص بھی موجود ہے اس وقت تک حضرت ابراہیم ﷺ اور آپ کی اولاد کا تذکرہ باقی رہے گا۔پھر یہ بھی دیکھیں کہ دنیا میں اور کوئی نبی ایسا نہ ہوا جن کے ہاں مسلسل چار نسلوں تک انبیاء ہی پیدا ہوتے رہیں یعنی خود حضرت ابراہیم ﷺ اللہ کے خلیل اور پیغمبر تھے،ان کے بیٹے حضرت اسماعیل ﷺ اور حضرت اسحاق ﷺ بھی جلیل القدر پیغمبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے پھر حضرت اسحاق ﷺ کے بیٹے حضرت یعقوب ﷺ بھی اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹے حضرت یوسف ﷺ بھی اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہوئے ۔اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ آپ کو بہت ہی صالح اولاد عطا کی بلکہ ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی عطا فرمادی کہ ان کے یہ دونوں بیٹے بہت بابرکت ثابت ہوں گے اور ان کی نسل سے بڑی بڑی قومیں آباد ہوں گی اور وہ ان کے جد اعلیٰ ہوں گے ۔ان کی اولاد کی کثرت کا یہ عالم ہوگا کہ گنی نہ جائے گی ۔چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی اپنا ملک اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔

آپ نے شام کا ملک اسحاق ﷺ کو عطا فرمایا تا کہ ان کو اپنے ننھیال کا قرب حاصل رہے۔عرب کا ملک حضرت اسماعیل ﷺ کے حوالے کیا تا کہ ان کو بھی قرابتداروں کا تعاون حاصل رہے۔پھر یہ بھی ہے کہ دونوں بھائی اس طرح آباد ہوئے کہ ان کے درمیان کوئی تیسرا ملک نہ تھا تا کہ وقت پر ایک بھائی دوسرے کی اعانت و امداد کرتا رہے۔حضرت اسماعیل ﷺ کی شادی بنوجرہم کے سردار مضاض کی بیٹی سے ہوئی تھی۔بنوجرہم عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا اور مضاض اپنے علاقے کا واحد فرمانروا تھا۔حضرت اسحاق ﷺ کی شادی اپنے ننھیال میں ہوئی تھی۔ایک طویل عرصہ تک ایک ہی باپ کی اولاد مصر اور بابل کے قدیم اور علم وتہذیب کے وارث علاقوں کے حکمراں بنے رہے۔بحر ہند سے لے کر بحر احمر تک کی اہم بندرگاہوں پہ انھی کی اولادوں کا قبضہ تھا اور وہ وقت کی متمدن دنیا کی تجارت پہ اپنا کنٹرول رکھنے کے قابل ہو گئے تھے[19*]۔

.....

*19

حضرت ابراہیمؑ کے بیٹوں نے بہت ترقی کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اقتدار وقوت سے نوازا۔

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری۔

(رحمت للعالمینؐ ۔ جلد اول ص ۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف عرب کا اندرونی حصہ بھی انھی کے قبضے میں تھا جو ان کے لیے غیر اقوام سے بچاؤ کے لیے ہمیشہ ایک نا قابل تسخیر حصار ثابت ہوا۔اس طرح اگر چہ حضرت ابراہیم ﷺ کی ایک ہی نسل سے پیدا ہونے والی اولادوں میں جسمانی بُعد بڑھتا رہا اور وہ اپنے اپنے علاقوں میں مقیم اور مگن رہے۔تاہم تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا انتظام فرمایا کہ بہت سے مواقعوں پر ان دونوں اقوام کے درمیان باہمی ملاپ اور معاونت کا سلسلہ جاری رہا کہ حضرت موسیٰ ﷺ جب فرعون کے خوف سے بھاگے کہ وہ ایک قبطی کے قتل میں ان کو گرفتار کر لے گا تو انھوں نے ملک عرب ہی میں پناہ لی اور دوبارہ جب وہ بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے چھڑا کر لائے تب بھی انھوں نے بیابان عرب میں ہی چالیس سال بتا دیئے۔

پھر جب حضرت داؤد ﷺ بادشاہ سیمول کے خوف سے ملک چھوڑنے پہ مجبور ہوئے تو اہل عرب ہی تھے جنھوں نے ان کو پناہ دی تھی۔پھر جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کی سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی تب بھی معد بن عدنان نے ہی ملک عرب میں ان کو عزت و آرام سے رکھا۔اس طرح اولاد ابراہیم ﷺ کو اللہ نے وہ عزت و منزلت عطا فرمائی جس کی دعا حضرت ابراہیم ﷺ نے کی تھی کہ ان کی اولاد کو صالح بنا اور ان کو برکت عطا فرما۔حضرت ابراہیم ﷺ کی بیوی حضرت ہاجرہ ﷺ نے بہت پہلے انتقال فرمایا کیونکہ بہت سی تاریخی روایات اسی امر کی تصدیق کرتی ہیں۔سدیؒ سے امام طبریؒ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم ﷺ کے دل میں حضرت اسماعیل ﷺ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا تو انھوں نے اس کا ذکر حضرت سارہ ﷺ سے کیا جنھوں نے ان کو اس شرط پہ اجازت دی کہ آپ ان کے ہاں رات نہیں گذاریں گے۔چنانچہ جب حضرت ابراہیم ﷺ مکہ پہنچے تو انھیں معلوم ہوا کہ حضرت ہاجرہ انتقال فرما چکیں ہیں اس لیے تاریخی قرائن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سارہ ﷺ حضرت ہاجرہ ﷺ کی وفات کے بعد کافی عرصہ تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندہ رہیں۔حضرت سارہ ؑ کا انتقال کنعان کے علاقے جبابرہ نامی بستی میں ہوا،حضرت ابراہیم ؑ نے انھیں اپنی ایک ملکیتی زمین میں دفن کیا۔حضرت سارہ ؑ کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم ؑ نے ایک عرب خاتون "قطورا" سے شادی کی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ مزید بیٹے عطا فرمائے علامہ طبری نے ان کے نام یوں لکھے ہیں۔۱۔مقسان، ۲۔زمران، ۳۔مدیان، ۴۔یسبق، ۵۔وسوح، ۶۔لسر[20*]۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم ؑ نے انتقال فرمایا اس وقت آپ کی عمر 175 سال تھی ۔حضرت ابراہیم ؑ کو ان کے بیٹوں حضرت اسماعیل ؑ ،حضرت اسحاق ؑ نے مزروعہ حجرون میں حضرت سارہ ؑ کے قریب دفن کیا۔

بالیبل(کتاب پیدائش)

حضرت ابراہیم ؑ پر اللہ تعالیٰ نے دس صحیفے نازل فرمائے ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل فرمائیں؟

"جس پہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا

.....

*20

حضرت ابراہیم کی عرب بیوی قطورہ کے بیٹوں کے نام تاریخ طبری سے تحریر کیے گئے۔
علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ
تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۲۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ نے چار کتابیں نازل فرمائیں البتہ ان کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے ،حضرت اخنوح علیہ السلام پہ تیس صحیفے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل فرمائے اور کتابیں یہ ہیں تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حضرت ابراہیم ﷺ پہ نازل ہونے والے صحیفے تمام کے تمام امثال تھے جو لوگوں کے لیے خیر کی دعوت سے مزین تھے۔ تاریخ کے بوسیدہ صفحات میں موجود امثال ابراہیم سے چند منتخب امثال ملاحظہ کریں۔

☜ اے بادشاہ جو غرور میں مبتلا ہو گیا ہے میں نے تجھے دنیا میں اس لیے نہیں بھیجا کہ تو زیادہ سے زیادہ مال جمع کرے بلکہ میں نے تجھے دنیا میں اس لیے بھیجا کہ تو مظلوم کی پکار کو مجھ تک نہ آنے دے
(بلکہ مظلوم کو اس سے پہلے ہی انصاف فراہم کرے) اس لیے کہ میں مظلوم کی پکار کو واپس نہیں کرتا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ عقلمند شخص جب تک مغلوب نہ ہو جائے تو اس کے اوقات اس طرح مقرر ہونے چاہییں کہ وہ کچھ وقت مناجات میں گزارے کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے بارے میں غور و فکر کرنے میں گذارے کچھ وقت اپنے کام کا محاسبہ کرے کہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کیا کیا اعمال کیے اور کچھ وقت اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے میں گزارے۔

☜ عقل مند کو چاہیے کہ وہ صرف تین صورتوں میں سفر کرے، سفر آخرت، تلاش رزق میں ، غیر محرم کی لذت سے بھاگنے کا سفر۔

☜ عاقل کو حالات زمانہ معلوم ہونے چاہیں اپنے مرتبہ کا خیال اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور لایعنی باتوں سے اجتناب کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری زندگی اطاعت اور وفاداری سے عبارت ہے۔آپ نے بہت کوشش کی کہ آپ کے وطن کے لوگ اس آفاقی پیغام پر ایمان لے آئیں جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا مگر وطن کے لوگ ایمان تو کیا لاتے خود آپ کے گھر والوں نے آپ کی دعوت کو مسترد کر دیا اور آپ کے والد نے آپ سے نہایت سخت رویہ اختیار کیا۔چنانچہ آپ اپنے وطن سے ہجرت کر گئے تب آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایک صالح بیٹے کی دعا فرمائی جو آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسا جلیل القدر بیٹا عطا فرمایا۔تاریخی روایات کے مطابق جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیرہ چودہ سال کی ہو ہوگئی تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزمائش میں ڈالا۔آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسماعیل ﷺ کواللہ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔تب آپ نے اپنے اس خواب کا ذکر حضرت اسماعیل ﷺ سے کیا تو حضرت اسماعیل ﷺ نے نہایت خوبصورت جواب دیا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو واقع ہی صالح اور نیک اولاد عطا فرمائی تھی۔حضرت اسماعیل ﷺ نے فرمایا اے میرے باپ آپ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔انشاء اللہ تب حضرت ابراہیم ﷺ اس امتحان میں ثابت قدمی سے گزر گئے۔اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ آپ کی قربانی کو قبول کر لیا بلکہ اس کو یادگار کے طور پہ رہتی دنیا تک جاری کر دیا۔قبل ازیں اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم ﷺ نے فلسطین سے پھر ہجرت کی اور وادیٔ مکہ کی ویران اور بیابان گھاٹی میں اترے۔اپنے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل ﷺ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ ﷺ کو وہاں چھوڑا اور واپس چلے گئے۔حضرت ہاجرہ ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ ایک مدت دراز تک وہیں مقیم رہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ﷺ کی پیاس بجھانے کے لیے مکہ کی اس ویران وادی میں پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا جس کو زم زم کہتے ہیں اور جس سے آج تک لوگ اپنی پیاس بجھاتے چلے آرہے ہیں۔

پانی کے اس چشمے کو دیکھ کر بنو جرہم کا قبیلہ بھی وہیں آباد ہو گیا اور حضرت ہاجرہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت اسماعیل ﷺ نے اسی قبیلے میں شادی کر لی تھی۔حضرت اسماعیل ﷺ کی بیوی قبیلہ بنو جرہم کے سردار مضاض کی بیٹی تھی جن کا نام السیدہ بنت مضاض بن عمرو الجرہمی تھا۔حضرت ابراہیم ﷺ اللہ کے حکم سے ایک بار پھر مکہ لوٹے اور اپنے بیٹے اسماعیل ﷺ سے کہا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس مقدس جگہ اللہ کا گھر تعمیر کروں اور اس سلسلے میں تمہیں میری مدد کرنی ہے حضرت اسماعیل ﷺ نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور لوگوں کو اس گھر میں اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرنے کی طرف بلایا۔لوگ جوق درجوق حاضر ہونے لگے اور اللہ کا یہ گھر آباد ہوتا چلا گیا اور آج تک اس گھر کی رونق برقرار ہے اور یقیناً روز قیامت تک برقرار رہنے والی ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بہت برکت عطا فرمائی اور آپ کو بارہ بیٹے عطا فرمائے جو عرب کے مختلف حصوں میں آباد ہوئے اور وہ بہت جلد اس طرح پھیل گئے کہ مغرب کی طرف سے اپنے ننھیال کے علاقوں تک جا ملے اور جنوب کی طرف ان کے خیمے یمن تک پہنچ گئے جہاں ان کے باپ نے ان کے ان بھائیوں کو آباد کیا تھا جو ان کی آخری بیوی قطورا سے تھے۔شمال کی طرف ان کی بستیاں شام سے جا ملیں جہاں ان کے بھائی بنو اسحاق آباد تھے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے قیدار بہت نامور ہوا۔قیدار کی اولاد ہمیشہ خاص مکہ ہی میں آباد رہی اور انھوں نے اپنے باپ ہی کی طرح کعبۃ اللہ کی تقدس کا خاص خیال رکھا اور حاجیوں کی خدمت کرنے میں کبھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔انھوں نے اس مقدس مسجد کی دل و جان سے خدمت کی جو دنیا کے لیے توحید کی پہلی درسگاہ تھی۔قیدار کی اولاد سے ستائیس پشت بعد عدنان اول نامی شخص نہایت اولعزم شخص گزرا ہے۔عدنان کے چھوٹے بھائی عک نے یمن میں اپنی سلطنت قائم کر رکھی تھی۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا فرمائے علامہ طبری کی تحقیق کے مطابق ان کے نام یہ ہیں

نابت۔قیدر۔ادبئل۔میشا۔مسمع۔دما۔ماس۔اذو۔وطور۔نفیس۔طما۔قیدمان[21*]۔

....

*21

حضرت اسماعیل کے بیٹوں کے نام تاریخ طبری سے تحریر کیے گئے۔

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص ۳۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیگر مورخین نے بھی حضرت اسماعیل ﷺ کے فرزندوں کی تعداد بارہ ہی لکھی ہے۔ تاہم ناموں میں کہیں کہیں معمولی اختلاف ہے۔ بعض نے قیدر کی جگہ قیدار لکھا ہے اور ادبیل کی جگہ ادبال اور میشا کی جگہ میشان لکھا ہے۔ بارہ بیٹوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ﷺ کو ایک بیٹی بھی عطا کی تھی۔ چنانچہ جب حضرت اسماعیل ﷺ کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت اسحاق ﷺ کو وصیت کی کہ وہ ان کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے عیصو سے کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ عرب کے کثیر التعداد قبائل حضرت اسماعیل ﷺ کے بیٹوں نابت اور قیدار کی اولاد ہیں۔ توراۃ کتاب پیدائش میں مذکور ہے کہ؛

"اس لڑکے کی آواز خدا نے سن لی اسی روز ان کا ختنہ کیا گیا اسی روز حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنا ختنہ بھی کیا کیونکہ اسی روز یہ حکم ہوا تھا کہ خدا نے ابراہم ﷺ سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ میں رکھیں گے اور میرا عہد جو میرے اور تمھارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو کہ اب تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے گا پس اسماعیل وہ فرزند اولین ہیں جو عہد کا حکم نازل ہونے کے بعد پہلے ہی روز خدائے برتر کے عہد میں داخل ہوئے اور فرزند عہد کہلائے"۔

کتاب پیدائش

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حضرت اسماعیل ﷺ کو اللہ نے عجیب غلبہ عطا فرمایا تھا آپ کا وجود مسعود عرب اور غیر عرب کی بہت سی ریاستوں میں اتحاد اور اتفاق کا ذریعہ بھی تھا۔ آپ اگرچہ عرب، حجاز، حضر موت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے علاقے کے لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے تھے مگر آپ کی شان وجلالت کے تذکرے عراق سے لے کر شام وفلسطین تک پھیلے ہوئے تھے کہ آپ سیّدنا حضرت ابراہیم ﷺ کے بڑے بیٹے تھے جو عراق میں پیدا ہوئے اور شام میں سکونت اختیار کی۔آپ سیدہ ہاجرہ ﷺ کے اکلوتے بیٹے تھے جو مصر میں پیدا ہوئیں اور اپنے شوہر کے ساتھ سالہا سال تک شام وفلسطین میں مقیم رہیں اور دم آخر اس مقدس سرزمین عرب میں آباد رہیں جسے کل دنیا کی آنکھ کا تارا بننا تھا۔

حضرت اسماعیل ﷺ قبیلہ بنو جرہم کے داماد تھے جو عرب کا حکمران قبیلہ تھا۔حضرت اسماعیل ﷺ کا مسکن ایسی جگہ تھا جس کے ایک طرف مصر ہے جو آپ کا ننھیال ہے تو دوسری طرف عراق تھا جہاں آپ کا ددھیال تھا۔ایک طرف شام تھا جہاں آپ کے بھائی حضرت اسحاق ﷺ حکمران تھے تو اس کی الٹی طرف یمن کی ریاست تھی جہاں بنی قطورا آباد تھے جو اولاد ابراہیم ﷺ تھے اور آپ کے بھائی تھے اور پھر عیسو بن اسحاق تھے جو آپ کے داماد تھے اور دور اٹلی کے ساحلوں تک حکمران تھے۔حضرت اسماعیل ﷺ کی مادری زبان قبطی تھی اور پدری زبان عبرانی تھی۔جبکہ ان کے سسرال کی زبان عربی تھی اور انھی سے حضرت اسماعیل ﷺ نے عربی میں مہارت پیدا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف علاقوں میں مقیم مختلف زبانیں رکھنے والوں کی طرف مبعوث کیا اور آپ کی زبان کو دعوت کے لیے روانی عطا کی کیونکہ آپ ہر علاقے کی زبان جانتے تھے اس لیے ان سب زبانوں کے اندر تبلیغ دین اور اشاعت توحید کے مواقع قدرت ربانیہ نے ان کو عطا کیے تھے۔

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہیں کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کا نام کل عالم کی ہدایت کے لیے چنا جائے اور آپ کی اولاد پر نبوت کا خاتمہ کیا جائے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جائے تا کہ خدا کے کلام میں اور انسانوں کی زبان سے ان کا لقب "رحمت للعالمین" پکارا جائے۔مگر افسوس کہ اہل کتاب ہمیشہ سے بنو اسماعیل ﷺ کے درجے کو بنو اسحاق ﷺ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھٹا کر بیان کرتے رہے ہیں جوان کے احساس کمتری پہ دلیل ہے۔اگرچہ اللہ کے ہاں اسماعیل ؑ وراسحاق ؑ کے رتبوں یا حضرت سارہ ؑ اور حضرت ہاجرہ ؑ کے رتبوں میں کوئی تفاوت بیان نہیں کیا گیا۔اس پہ دلیل قرآن وحدیث سے تو ہم بعد میں بیان کریں گے یہاں ہم اہل کتاب کے لیے انہی کی کتاب سے اپنے نظریہ وتصور کوتقویت فراہم کرتے ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کی الہامی کتابوں میں اس طرح کا کوئی اشتباہ نہیں پایا جاتا کہ اس نے حضرت اسحاق ؑ کو حضرت اسماعیل ؑ پر یا حضرت سارہ ؑ کو حضرت حاجرہ ؑ پر کسی بھی قسم کی کوئی فضیلت عطا کی ہو۔

چنانچہ کتاب التوراۃ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

☜ خداوند خدا نے ہاجرہ کے دردوغم کو سنا اوراس کی اعانت فرمائی

کتاب پیدائش---- (۱۶۔۱۱)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ خداوند خدا نے ساری کے دردوغم کوسنا اوراس کی اعانت فرمائی

کتاب پیدائش ---- (۱۸۔۱۴)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ اورخداوند خدا نے اسماعیل نام رکھا ہاجرہ کے فرزند کا

کتاب پیدائش ---- (۱۶۔۱۱)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ اور خداوند خدا نے اسحاق نام رکھا ساری کے فرزند کا

کتاب پیدائش ۔۔۔۔ (۱۷۔۱۹)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ خدا نے برکت دی ہاجرہ کے فرزند اسماعیل کو

کتاب پیدائش ۔۔۔۔ (۱۷۔۲۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ خدا نے برکت دی ساری کے فرزند اسحاق کو

کتاب پیدائش۔۔۔۔۔ (۱۷۔۲۱)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ اور خداوند خدا ساتھ تھا اسماعیل کے

کتاب پیدائش۔۔۔۔۔(۲۱۔۲۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ خداوند خدا ساتھ تھا اسحاق کے

کتاب پیدائش۔۔۔۔۔(۲۶۔ ۲۴)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ اور فرمایا خداوند خدا نے کہ اسماعیل (علیہ السلام) کئی قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا

کتاب پیدائش ۔۔۔ (۲۵ ۔ ۱۲)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ اور فرمایا خداوند خدا نے کہ اسحاق (علیہ السلام) کئی قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا

کتاب پیدائش ۔۔۔ (۱۷ ۔ ۹)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تورات کے بعد ہم قرآن وسنت سے اولادِ ابراہیم کے فضائل پیش کرتے ہیں امام محمد عبداللہ بخاریؒ اپنی صحیح میں حدیث پاک لائے ہیں کہ:

"جب حضرت ابراہیم ﷺ بیت اللہ کی تعمیر کے ارادے سے حضرت اسماعیل ﷺ کے پاس مکہ پہنچے تو وہ اس وقت تیروں کی نبل یعنی لوہے کی وہ تکیاں تیار کر رہے تھے جو تیروں میں استعمال کی جاتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل ﷺ صنعت حدادی کے بھی ماہر تھے اور حضرت اسماعیل ﷺ کی زوجہ نے حضرت ابراہیم ﷺ کو بتایا کہ حضرت اسماعیل ﷺ اپنی پوری زیست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف پانی اور گوشت پہ گذارہ کیا ہے"۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ﷺ کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○

القرآن الحکیم (سورۃ مریم ۱۹ : ۵۵)

ترجمہ؛

"اور ذکر کر کتاب میں اسماعیل کا کہ وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول و نبی تھا وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکواۃ (صدقہ اور پاکیزگی) کا حکم دیا کرتا تھا اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا"۔

حضرت اسماعیل ﷺ نے ساری زندگی اللہ کے دین کی تبلیغ واشاعت میں گذاری۔لوگوں کو راہ حق کی طرف راغب کیا۔اللہ نے آپ کو جس برکت اور فراخت سے نوازا تھا اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔بنی اسماعیل پہ اگر چہ اللہ کے بے پناہ احسانات ہیں مگر میرے نزدیک ان کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ ان کی اولاد سے رفیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا جن کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا تورات کی ایک روایت کے مطابق حضرت اسماعیل ﷺ نے 173 سال کی عمر پائی اور وفات کے بعد اپنی والدہ کے پہلو میں مطاف کعبہ کے اندر مدفون ہوئے۔ اللہ ان سے محبت کی نسبت سے ہمارے گناہ بھی معاف فرمادے۔

آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنوا سماعیل حجاز میں

حجاز میں مقیم بنو اسماعیل کو عرب مستعربہ کہا جاتا ہے۔۔عرب مستعربہ ان قبائل کو کہا جاتا ہے جو حضرت اسماعیل ؑ کی نسل سے حجاز میں مقیم ہوئے۔انھوں نے مکہ مکرمہ کو اپنا مرکز قرار دیا اور جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔اگرچہ مورخین نے حضرت ابراہیم ؑ کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق ؑ اور ان کی بیوی قطورہ کی اولاد کو بھی عرب مستعربہ ہی کہا ہے۔حضرت ابراہیم ؑ کے بھائی ناحور اور بھتیجے لوط ؑ کی اولاد بھی جو حجاز کے علاقوں میں آباد ہو گئے تھے۔انھیں بھی عرب مستعربہ ہی کہا جاتا ہے۔حضرت اسحاق ؑ کے بیٹے اودوم کی اولاد کو عرب میں اودومی کہا جاتا ہے۔حضرت ابراہیم ؑ کی عرب بیوی قطورہ کی اولاد کو بنی قطورہ اور ناحور کی اولاد کو بنی ناحور کہا جاتا۔تاہم بنی ناحور موآب اور عمان کی اولاد کو ان کے دادا کی نسبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بنو ہاران بھی کہا جاتا جس سے ثابت ہوا کہ تمام عرب مستعربہ کی اصلیت ایک ہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ۲۱۰۰ ق م کا دور تھا جب عراق پر نمرود کے خاندان کی حکومت تھی ان کے دارالحکومت کا نام "اُر" تھا۔ جب حضرت ابراہیم نے نمرود اور اس کی قوم کو دین توحید کی دعوت دی تو بادشاہ سمیت ساری قوم حضرت ابراہیم کی دشمن ہو گئی تو آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق شام اور فلسطین کو ہجرت کی۔ اس ہجرت میں آپ کی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت لوط نے شرق اردن کو اپنی دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبرانہ سرگرمیوں کا مرکز فلسطین تھا۔

حضرت ابراہیم مصر سے واپس آئے تو آپ کو اللہ نے حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل عطا فرمائے جنھیں آپ نے ان کی ماں سمیت اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ میں لا بسایا چنانچہ حضرت اسماعیل مکہ ہی میں جوان ہوئے اور وہیں اللہ کے حکم سے اپنے باپ کے ساتھ مل کر بیت اللہ تعمیر کیا۔ حضرت اسماعیل نے عرب کے ایک مشہور قبیلہ بنو جرہم کے سردار کی بیٹی سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کو بارہ بیٹے عطا فرمائے۔ انھی بارہ بیٹوں کی اولاد کو عرب مستعربہ کہا جاتا ہے جو عرب کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئی۔ جس کی تفصیل مورخین نے یوں بیان کی ہے۔ حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹوں کے نام یہ ہیں نبایوت، قیدار، ادبئیل، مسام، مشماع، دومہ، مسا، حدد، تیما، یطور، نافیش اور قدمہ شامل ہیں۔ [22*]

---

*22

حضرت اسماعیلؑ کے بیٹوں کے نام تاریخ طبری سے تحریر کیے گئے۔

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الامم والملوک (جلد اول ۔ ص 312)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سر سید احمد خان نے تحقیق کے بعد حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد کے مختلف علاقوں میں سکونت کے بارے میں لکھا ہے کہ!

"حضرت اسماعیل ؑ کا بیٹا نیابوث جزیرۃ العرب کے شمال مغربی حصہ میں آباد ہوا اور اس کی اولاد الحجر کے وسط سے مشرق میں وادیٔ القریٰ کے اندر حجاز میں دور تک آباد ہوئی۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ نیابوث کی اولاد کو جزیرۃ العرب میں شہرت اور ناموری حاصل تھی۔ پھر قیدار کی اولاد کا مرکز خاص شہر مکہ اور اس کے ارد گرد حجاز کا علاقہ تھا جس میں مکہ اور مدینہ کے شہر شامل تھے۔ اہل عرب کا مشہور خاندان قریش قیدار ہی کی نسل سے تھا اور نبی اکرم ﷺ کی ولادت اہل قریش کے ہاں ہوئی۔ اس طرح قیدار کو نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے جدِ امجد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ عرب روایات، مشرقی مورخین اور مغربی محققین کے متفقہ بیان سے پتا چلا ہے کہ آلِ قیدار بھی جزیرۃ العرب کی معروف اور نامور قوم تھی۔ قیدار کی قوم کا اصل مسکن ہمیشہ سے حجاز ہی کا علاقہ رہا۔ حضرت اسماعیل ؑ کے ایک اور بیٹے مشماع کے متعلق پتا چلا ہے کہ اس کا ابتدائی مسکن نجد کے نواح میں کہیں تھا۔ دومہ کی اولاد پہلے تو مدینہ اور تہامہ کے قرب و جوار میں بستی رہی مگر بڑھتی آبادی کی وجہ سے ان کے کچھ قبائل شام کی طرف نقل مکانی کر گئے اور دومۃ الجندل کا شہر بسایا۔ حضرت اسماعیل ؑ کے ایک اور بیٹے مسا کی اولاد پہلے تو حجاز ہی میں مقیم رہی تاہم بعد میں وہ یمن کی زرخیز وادیوں کی طرف نکل گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یمن میں موسا کا شہر انھی نے بسایا تھا۔ حدد کی اولاد بھی یمن میں جا کر آباد ہو گئی اور یمن کا قبیلہ بنی حدد اسی حدد کی اولاد بیان کی جاتی ہے۔ حدیدہ اسی قبیلہ کا شہر تھا۔ تیما کی اولاد نے بھی ابتدائی طور پہ حجاز ہی میں سکونت اختیار کی مگر بعد میں اس کی اولاد سارے نجد میں پھیل گئی اور جنوب مشرق میں خلیج فارس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کناروں تک آباد ہو گئی۔یطور کی اولاد کا مقام سکونت ضلع جدور تھا جو جبل الشیخ کے شرق اور شاہراہ حجاز کی تجارتی شاہراہ کے مغرب میں واقع تھا۔نافیش کا علاقہ وادیٔ القریٰ تھا اور قدامہ کی اولاد کا مسکن یمن کا نواح بتایا جاتا ہے۔حضرت اسماعیل ؑ کے بیٹے مسمام اور اس کی اولاد کے بارے میں عربوں کی تاریخیں خاموش ہیں۔عربوں کا مشہور مورخ مسعودی کہتا ہے کہ یمن کے شہر ظفار کے دروازے پر سنگ سیاہ کا ایک کتبہ آج تک موجود ہے جس میں حبشی اور فارسی حکمرانوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ بنو اسماعیل کے حکمرانوں کے نام بھی درج ہیں۔کچھ شرقی محققین کا خیال ہے کہ قریش کے جد امجد عدنان کی اولاد سے اس کا بیٹا عک یمن کو منتقل ہو گیا تھا جہاں اس کی اولاد نے بہت ترقی کی اور انھوں نے وہاں اپنی سرداری قائم کی"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ایک مغربی محقق (Ronder Foster) لکھتا ہے کہ:

تاریخی امور شاہد ہیں کہ عک ابن عدنان اور دیگر بنو اسماعیل نے جنوبی عرب میں مختلف اوقات میں اپنی سرداریاں اور بادشاہتیں قائم کیں۔مسعودی نے بھی کچھ اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔تاہم اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعد میں یہ سرداریاں بڑی مملکتوں میں ضم ہو گئیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاز میں بنو اسماعیل کی سرداریاں

حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد نے عرب میں خوب نام پیدا کیا۔وہ جزیرۃ العرب کے مختلف خطوں میں پھیل گئے اور اپنی حکومتیں بادشاہتیں اور سرداریاں قائم کیں۔جس کا مختصر بیان یہاں پیش نظر ہے۔حضرت اسماعیل ؑ کے بڑے بیٹے نابایوث نے جزیرۃ العرب کے شمال مغربی علاقے الحجر میں اپنی حکومت قائم کی۔مغربی محقق (Ronder Foster) لکھتا ہے کہ قدیم زمانہ میں صحرائی اور ریگستانی بدوی عرب قبائل پہ نبطیوں کو بہت اثر ورسوخ حاصل تھا۔اس لیے کہ نبطی ماہر تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کے جنگجو بھی تھے اور بحیرہ روم کے اردگرد بہت دور تک کی زرخیز زمینوں پر ان کا قبضہ تھا۔تجارت میں تو پورے عرب میں نابت کی اولاد کا کوئی ثانی ہی نہ تھا۔دمشق سے لے کر الحجر تک سب تجارتی مراکز ان کے قبضے میں تھے۔اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ انھوں نے غزہ کی بندرگاہ کو بھی ترقی دی جس کی وجہ سے مشرق اور مغرب کے درمیان تجارت کی اولین بنیاد پڑی۔ناجی قوم بہت خوشحال تھی بعد میں ان کی سلطنت کو مزید وسعت ملی اور شام و لبنان کے علاوہ فلسطین حوران اور مدین کے علاقے بھی ناجی بادشاہت کے تحت آ گئے۔دریائے نیل سے ملنے والے کچھ کتبوں سے پتا چلا ہے کہ دریائے نیل سمیت مصر کے کچھ علاقے بھی جانے کب تک ناجی تسلط ہی میں رہے۔ناجی قوم نے اپنے لیے ایک عجیب سماج وضع کر رکھا تھا جس کی مثال ان کی ہم عصر قوموں میں نہیں ملتی۔وہ خانہ بدوشی پہ یقین رکھتے تھے ان کا خیال تھا زمین کا سارا حسن ان کے لیے تخلیق کیا گیا ہے اور زمین کا حسن انسان پہ سفر کرنے ہی سے آشکار ہوتا ہے۔اس لیے ان کے ہاں باغ لگانا،مکان بنانا اور گندم اگانا ممنوع تھا اور اس جرم کی سزا موت تھی۔وہ یہ سمجھتے تھے کہ مکان بنانے اور باغ لگانے سے انسان زمین کا قیدی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی آزادی کی روش ترک کر دیتا ہے۔

ناجی قبائل آزاد منش تھے اور صحراؤں اور ریگ زاروں کے حسن میں محو گھومتے رہتے تھے۔ مورخین نے ناجی بادشاہوں کے نام بیان نہیں کیے۔شاہ تدمور بھی دراصل بنو اسماعیل ہی تھے جن کے اونٹوں کے لمبے لمبے تجارتی قافلے شام کے صحراؤں میں رواں دواں رہتے۔تدمور کے بنو اسماعیلی قبائل اپنی جنگی صلاحیتوں کی بنیاد پر تاریخ میں جگہ بنائے ہوئے ہیں۔تدمور اگرچہ نسبتاً ایک چھوٹی سی ریاست تھی مگر ان کے حوصلوں کا یہ عالم تھا کہ وہ شاہ ایران کی فوجوں پہ بلا سوچے سمجھے حملہ کر دیتے۔اس قبیلہ کا اہم بادشاہ اذینہ تھا تاہم اصل شہرت اس کی بیوی زینت کے حصے میں آئی جو اذینہ کے بعد برسر اقتدار آئی۔

اس نے اپنی ریاست کو اشیائے کوچک اور مصر تک وسعت دی مگر بعد میں اسے رومی افواج کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس کی ریاست رومۃ الکبریٰ میں ضم ہو گئی۔تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل تدمور نسلی اور سیاسی لحاظ سے وہی حیثیت رکھتے تھے جو نبطیوں کو حاصل تھی۔ وہ قریش اور حجاز کے دیگر عرب قبائل سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے اور حضرت اسماعیل ﷺ کی اولاد تھے شاید اسی لیے ڈاکٹر یوسف گورایہ نے تدمور کے حکمرانوں کو بھی عرب المستعربہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شامل کیا ہے۔مورخین نے ریاست تدمور کے بارے میں بہت کم معلومات فراہم کی ہیں اس لیے ان کے سماجی، عقائدی اور اخلاقی احوال کی تفصیل میں جانا قدرے مشکل ہے۔تاہم قیاس یہی ہے کہ ان کے ہاں بھی شرک کے عقائد موجود تھے اور ان کی اخلاقی قدریں اپنی ہم عصر دوسری ریاستوں جیسی ہی رہی ہوں گی۔بنولحیان بھی حضرت اسماعیل [redacted] ہی کی اولاد تھے جنھوں نے مکہ سے شرق اور نبطیوں کے جنوب میں اپنی سرداری قائم رکھی تھی۔ان کا دارالسلطنت العلا تھا جو یمن سے بحیرہ روم کے تجارتی راستہ پر واقع تھا۔شرقی مورخین نے بنولحیان کا تذکرہ بہت ہی کم کیا ہے۔تاہم ایک مغربی محقق (Cosskel) نے خاص بنولحیان پر دو کتابیں لکھیں ہیں بنو لحیان بہت ہی قدیم زمانوں میں ہوئے۔جب آل ثمود اپنی عظمتوں کو دیکھ رہے تھے بنولحیان کا دارالسلطنت یمن اور ہندوستان کو بحیرہ روم کی بندرگاہوں سے ملانے والی شاہراہ پر واقع ایک اہم تجارتی مرکز تھا۔تب اندرون عرب ثمود کی بادشاہت عام طور پر شرقی اور وسطی عرب کے تجارتی راستوں پر مختار تھی تو لحیان کی طاقت بحیرہ روم کے ممالک اور مشرق بعید کی درمیانی شاہراہ تجارت پر مرکوز تھی۔چنانچہ اسلام کے ظہور سے کچھ پہلے بنولحیان مکہ کے قریب آباد تھے اور قریش کے اتحادی تھے۔

تورات میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم [redacted] نے اپنا سارا ملک حضرت اسحاق [redacted] کو دے دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی عرب بیوی قطورہ کی اولاد جزیرۃ العرب کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم [redacted] نے حضرت اسحاق [redacted] کو صرف ملک شام اور فلسطین کے علاقے عطا فرمائے تھے۔جزیرۃ العرب اور اس کے تمام علاقے انھوں نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل [redacted] کو عطا کیے تھے جن کی اولاد نے جزیرۃ العرب میں بہت شہرت اور ناموری حاصل کی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخین نے بنی قطورہ کی عرب میں موجودگی کی تصدیق کی ہے۔جزیرۃ العرب میں بسنے کے باوجود بھی بنی قطورہ نے اپنی انفرادیت قائم رکھی اور اپنی ماں کی نسبت سے بنی قطورہ کہلائے۔ان کے اصل مسکن کے بارے میں بھی مورخین کی آراء مختلف ہیں بعض نے کہا ہے کہ اول اول وہ الحجر کے علاقے میں آباد ہوئے۔تاہم مورخین کی اکثریت اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات پہ متفق ہے کہ بنی قطورہ کا اصل مسکن حجاز کا علاقہ تھا اور ان کی آبادیاں حدود حجاز سے شروع ہو کر خلیج فارس تک پھیلی ہوئیں تھیں جہاں اب بھی کبھی کبھار ماہرین آثار قدیمہ کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ آثار دستیاب ہوتے رہتے ہیں۔ بعض مفسرین نے خیال ظاہر ہے کہ اصحاب الایکہ اور اہل مدین بنی قطورہ ہی کی اولاد سے تھے تاہم انھوں نے اپنے اس دعویٰ میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ پھر بنی عیسو تھے جو حضرت اسحاق ؑ کے بیٹے اور حضرت اسماعیل ؑ کے داماد تھے۔ ان کی شادی حضرت اسماعیل ؑ کی بیٹی سے ہوئی تھی جن کا نام باسمت تھا۔ ان کے بارے میں بھی مورخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

کچھ مورخ کہتے ہیں کہ عیسو کی اولاد نے کبھی جزیرۃ العرب کا رخ نہیں کیا اور نہ ہی وہ کبھی عرب میں آ کر آباد ہوئے۔ جبکہ مورخین کے دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ بنی عیسو نے نہ صرف جزیرۃ العرب کی طرف مراجعت کی بلکہ انھوں نے عرب علاقوں میں اپنی سرداریاں بھی قائم کیں۔ ان کے مطابق وہ حجاز کی شمالی سرحد کے ساتھ عرب الحجر کے علاقوں میں آباد ہوئے۔ عیسو کا بیٹا رعوئیل تھا جو ان کی بیوی باسمت سے تھا جس نے عرب کے ان علاقوں پر اس وقت حکومت کی جب حضرت ابراہیم ؑ کے پوتے نیابوث نے انتقال کیا۔ اس کے بعد ان علاقوں کی سرداری رعوئیل کے پاس آ گئی تھی۔ تاہم مجھے مورخین کے پہلے گروہ کا موقف مضبوط نظر آتا ہے اس لیے کہ اہل عرب کے ہاں قبیلے کے سردار کی وفات کے بعد حکومت اس کے بیٹوں کو منتقل ہوا کرتی تھی نہ کہ کسی بھانجے کو۔

چونکہ خود نیابوث کے بیٹوں کا ذکر بھی مورخین نے کیا ہے اس لیے یہ بات عجیب سی لگتی ہے کہ نیابوث کے بیٹوں کی موجودگی میں حکومت اس کے بھانجے کو منتقل ہو جائے۔ ایک قیاس یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ رعوئیل اپنے ماموں کے پاس آ کر آباد ہو گیا ہو اور اس کی شناخت اپنے ننہال کے حوالے سے قائم ہو گئی ہو۔ تاہم پھر بھی یہ بات خارج از امکان ہے کہ بنی عیسو کی حکومت اس کو منتقل ہو گئی ہو کیونکہ یہ بات عرب کی قدیم روایات کی نفی کرتی ہے جس کے لیے کسی ٹھوس جواز کی ضرورت ہے جو ان مورخین نے پیش نہیں کیا جنھوں نے اس بات کو بیان کیا ہے۔ اہل عرب ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اودومی بھی کہا کرتے وہ تعداد میں بہت کم بیان کیے جاتے ہیں اس لیے قیاس یہی ہے کہ وہ اپنی انفرادیت قائم نہ رکھ سکے ہوں گے اور بنو اسماعیلی قبائل میں ہی ضم ہو کر رہ گئے ہوں گے۔ پھر بنی ناحور ہیں جو حضرت ابراہیم ؑ کے بھائی ناحور کی اولاد تھے۔ سر سید احمد خان نے ایک انگریز مورخ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ناحور کے دو بیٹے تھے جن کے نام عوص اور بوز تھے جن کی اولاد جزیرۃ العرب میں آ کر آباد ہوئی تاہم وہ ان کے بارے میں دیگر معلومات مہیا کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ خاص طور پہ انھوں نے ان کے مسکن کے بارے میں اشارہ تک نہیں کیا جس کی بنا پر کوئی رائے قائم کی جا سکے۔ عرب مورخین اور قدیم عرب روایات میں ان کا ذکر تک موجود نہیں اور نہ ہی عرب شعرا کے ہاں ان کا تذکرہ ملتا ہے جس کی بنا پہ کہا جا سکے کہ بنی ناحور عرب مستعربہ کی کوئی بڑی شاخ تھے۔ پھر حضرت لوط ؑ کے بیٹے مواب اور عمان تھے جنھوں نے جزیرۃ العرب کا رخ کیا۔ تاہم مورخین میں ان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں اور سب نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ حضرت لوط ؑ کی اولاد جزیرۃ العرب میں آباد تھی اور اہل عرب انھیں موابی اور عمانی کہا کرتے۔

وہ جزیرۃ العرب کے شمال میں آباد ہوئے جو بحر لوط کے مشرق میں واقع تھے اور ان کے علاقے کرک اور بلقا کے وسیع و عریض سبزہ زاروں پہ مشتمل تھے۔ سر سید احمد خاں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ حضرت لوط ؑ کے بڑے بیٹے عمان کی اولاد خلیج فارس کے کناروں پہ آباد ہوئی تھی اور آج کی مملکت عمان کبھی اسی قوم کا مسکن تھی۔ اس کے دوسرے بیٹے مواب کی اولاد بلقا اور کرک کے زرخیز علاقوں میں پروان چڑھتی رہی۔ مورخین میں ان کے مسکن کے بارے میں اختلاف موجود ہے مگر یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ بنی قطورہ ہوں یا بنی عیسو بنی ناحور ہوں یا بنی ہاران ان میں سے کسی نے بھی جزیرۃ العرب میں شہرت اور ناموری کے اس معیار تک سفر نہیں کیا جہاں تک بنو اسماعیل پہنچے۔ تاریخ عرب اور ان کے جاہلی ادب میں عرب المستعربہ کے اور بھی کئی بادشاہوں کا ذکر موجود ہے جن میں ایک کا نام وائلہ اور لقب قلیب تھا۔ وائلہ بنو عدنان میں سے تھے بعض مشرقی مورخین نے وائلہ کی شاہ یمن سے کئی لڑائیوں کا تذکرہ بھی کیا ہے پھر زہیر ابن خزیمہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیس ابن زہیر کا ذکر بھی موجود ہے جو نجانے کس زمانے اور کس علاقے میں عربوں کے بادشاہ رہے۔تاہم عرب کے جاہلی شعرا نے ان کا ذکر محفوظ رکھا ہے قیاس یہ ہے کہ وہ صحرائے عرب کے اندرونی ریگذاروں میں کہیں بادشاہ رہے ہوں گے اس لیے مورخین نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

مورخین نے ان قبائل کی سرداری کو کبھی قابل اعتناء نہیں جانا جو یونانیوں، رومیوں ایرانیوں اور اہل حبشہ سے کہیں دور تھے۔مغربی مورخین کی تحریروں میں خاص طور پہ اندرونی عرب کی سرداریوں کا تذکرہ نہیں ملتا جس کی بڑی وجہ یہ محسوس ہوتی ہے کہ انھوں نے عام طور پہ انھی قبائل اور سرداریوں کو اہمیت دی ہے جس کے ساتھ خود ان کی اپنی قوم نے جنگیں لڑی تھیں۔صحرائے عرب کے بادیہ نشین قبائل اپنے سیاسی استحکام کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے وہ ان متمدن ریاستوں کے سرحدی علاقوں میں صرف لوٹ مار کی غرض سے داخل ہوتے اور اپنا مقصد پورا ہوتے ہی صحرائے عرب کے ریگذاروں کی ان وسعتوں میں گم ہو جاتے جہاں تک ان کا پیچھا کرنے سے روم و ایران کی بڑی طاقتیں بھی ہچکچاتی تھیں۔اندرونی عرب کے ان حکمرانوں کو مورخین کے نظر انداز کرنے کی ایک وجہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ ان بادشاہوں کی سرداری محدود علاقے اور چند قبائل تک محدود رہتی تھی اور ان کا کوئی سیاسی اور تجارتی جھگڑا بھی ان متمدن ریاستوں سے نہ تھا۔ان کی سرداریاں بھی آئے روز بدلتی رہتیں تھیں اور باہم بھی ان کی رزمگاہیں آباد رہتی تھیں۔اس لیے اگر صحرا کے کسی حصے پہ آج کوئی قبیلہ حکمران ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ کل کوئی دوسرا قبیلہ اس کی جگہ حکمران ہو۔چنانچہ عرب مستعربہ کے ضمن میں بیان کی گئیں تفصیلات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تمام قبائل میں سے جنھوں نے جزیرۃ العرب کی طرف مراجعت کی ناموری اور شہرت صرف آلِ اسماعیل کے حصے میں آئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے جو کوئی بھی جزیرۃ العرب میں آ کر آباد ہوا وہ اپنی شناخت برقرار نہ رکھ سکا اور آخر کار وہ سب بنو اسماعیل ہی میں ضم ہو کے رہ گئے۔اس لیے بعد کے مورخین اب جب بھی عرب المستعربہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد صرف آلِ اسماعیل ہی لی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجداد العرب

اصل میں تو عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں اگر چہ کچھ قحطانی قبائل کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ اُن کا تعلق بنو ادوم سے ہے۔ اگر اُن کا دعویٰ درست تسلیم کرلیا جائے تب بھی اُن کا نسب کچھ زیادہ دور نہیں پڑتا اس لیے کہ ادوم بھی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی اولاد تھے اور ادوم کی ماں قطورہ کا تعلق عرب بائدہ سے تھا۔ چنانچہ عرب کے صاحب انساب بیان کرتے ہیں کہ عرب معد کے بیٹوں عدنان اور قحطان کی اولاد ہیں۔ اگر چہ اس کتاب میں ہم نے الگ سے بنو قحطان اور بنو عدنان کا ذکر کیا ہے۔ نبوت بنو عدنان کی اولاد کو عطا کی گئی۔ بنو عدنان میں ہی معضر بن کنانہ پیدا ہوا جس سے قریش کی بنا پڑی جو رسول اللہ ﷺ کا قبیلہ ہے۔ چنانچہ یہاں عربوں کا جو تذکرہ مقصود ہے اس میں نہ صرف اجداد قریش کا تذکرہ موجود ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اسی ذیل میں اجداد العرب تذکرہ بھی آ گیا ہے۔بیان کیا گیا کہ قریش نبی اکرم ﷺ کے آباء تھے آپ ﷺ نے قبیلہ قریش میں جنم لیا اور قریش اہل عرب کا سردار قبیلہ تھا جس کے ذمہ بیت اللہ کی خدمت اور اہل عرب کی مذہبی پیشوائی تھی۔قبیلہ کی مدحت اور اس کے خصائص کے بارے میں کافی کچھ بیان پیچھے گزر چکا ہے۔تاریخی تناظر کے حوالے سے اُن کا کچھ تذکرہ ہم یہاں بھی کریں گے کہ اللہ کی سنت رہی ہے کہ وہ اپنے انبیاء کو وقت کے سب سے اعلیٰ گھرانے میں پیدا کرتا ہے اور یقیناً قریش اپنی خوبیوں جیسے کہ سخاوت ،شجاعت ،مہمان نوازی کے باعث اس کا استحقاق رکھتے تھے کہ نبوت اُن میں ہو اور قدیم زمانوں سے آبائے قریش کا شمار اہل عرب کے شرفاء میں ہی کیا جاتا تھا۔قریش کے لوگ جب کعب بن مالک ہاں کے جمع ہوا کرتے تو وہ ان سے فرمایا کرتے کہ تم اُس قبیلے سے ہو جن میں نبوت اترنے والی ہے اس لیے تمھارے اخلاق و اوصاف دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ عمدہ ہونے چاہئیں۔وہ کہتے کہ وہ نبی انشاء اللہ میری اولاد سے ہوگا اور عنقریب یہ عظیم خبر تم تک پہنچ جائیگی۔جب یہ خبر یعنی اُن کی نبوت کی خبر تم تک پہنچے تو تم پہ واجب ہے کہ تم گرم جوشی سے اُن کا استقبال کرو اور اُن کا ساتھ دو۔اُن کے بازو بنو اور اُن کے مددگار ثابت ہو کیونکہ اُن کی وجہ سے تمھاری عزت وعظمت میں اس قدر اضافہ ہوگا جس کا آج تم تصور بھی نہیں کر سکتے اس کے بعد وہ یہ اشعار پڑھا کرتے۔

عَلٰی غَفْلَۃٍ یَاْتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ
فیخَبِّرِ اَخْبَارً صُدُوْقَ خَبِیْرُھَا

جہالت اور بے خبری کے دور میں محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے اور اس طرح خبریں بتلائیں گے جس طرح کہ ایک جاننے والا بیان کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَا لَيْتَنِيْ شَاهِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِهِ
حِيْنَ الْعَشِيْرَةُ تَبْغِي الْحَقَّ خُذْلَانَا

کاش میں اُن کی دعاؤں کا اثر دیکھنے والوں میں اس وقت شامل ہوتا جبکہ اُن کا قبیلہ سچائی کو رسوا کرنے کی کوشش میں مشغول ہوگا۔[*22]

قریش نضر بن کنانہ کی اولاد تھے اور نضر ہی کو آبائے قریش قرار دیا جاتا ہے اگرچہ کچھ مورخین کے مطابق فہر بن مالک سے قریش کی ابتدا ہوئی[*23]۔تاہم پہلے قول کو ہی زیادہ ترجیح دی گئی ہے اور کہا گیا کہ مالک بن نضر بہت خوبصورت اور وجیہ نوجوان تھا اس کا نام تو قیس تھا مگر اس کے حسن کی وجہ سے اس کا لقب نضر پڑ گیا اور وہ اسی نام سے جانا گیا۔چنانچہ فقہا کے نزدیک وہ قریش کا مورث اعلیٰ تھا اور فقہا کے استدلال کی بنیاد اس قول رسول ﷺ پہ رکھی ہے جس میں بیان کیا گیا کہ صحابہؓ نے آنحضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ قریش کون ہیں تو آپ ﷺ نے جواب

*22
حضرت کعب بن مالک سے منسوب یہ اشعار ہم برہان الدین حلبی کی تاریخ تاریخ حلبیہ جلد اول سے درج کیے ہیں۔
برھان الدین حلبی
(تاریخ حلبیہ جلد اول ص 181)

*23
علامہ برہان الدین حلبی نے سیرۃ حلبیہ میں لکھا ہے کہ قریش کا مورث اعلیٰ فہر بن مالک تھا جب کہ دوسرے مورخین نے کہا کہ وہ نضر بن کنانہ ہیں
علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ
سیرۃ حلبیہ (جلد اول ص ٤٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا" کہ قریش تو نضر بن مالک کی اولاد ہیں" اس لیے پہلوں میں سے کسی کی اولاد کو قریشی نہیں کہا گیا مگر نضر کی اولاد قریش ہیں۔نضر کی اولاد اس کے ہونہار بیٹے کنانہ کے نام سے جانی جاتی ہے اس لیے عرب کبھی کبھی اہل قریش کو بنو کنانہ بھی کہتے تھے اور بنو کنانہ یعنی اہل قریش کو قریش کیوں کہا گیا اس ضمن میں اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے اور اس بارے میں کئی روایات موجود ہیں جنھیں ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

☜ جن لوگوں کے خیال میں غالب کا بیٹا فہر قریش کا مورث اعلیٰ تھا انھوں نے بیان کیا ہے کہ چونکہ فہر کے بیٹے اُن لوگوں کو تلاش کرتے جو ضرورت مند ہوتے اور اُن کی حاجات اپنے مال سے پوری کرتے اس لیے اُن کو قرش کہا گیا جس کے معنی تلاش کرنے والے کے ہیں اس لیے لوگوں نے اُن کو قریش کہا[24*]۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ فہر کے باپ نے اس کا نام قریش رکھا تھا اور اس کا لقب فہر تھا اور چونکہ اس کی اولاد عربوں میں کثیر تھی اس لیے بعد کے لوگوں نے فہر کی اولاد کو قریش کہا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

.....

*24

علامہ طبری نے کہا ہے کہ قریش کا جد امجد فہر بن مالک تھا اور انھیں کو قریش کہا گیا،،،،

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوك جلد دوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ مقداڈ بن اسود کہتے ہیں جب قصی کو فراغت حاصل ہوئی اور خزاعہ اور بنی بکر کے سے نکل چکے تو انھوں نے وادیٔ میں بکھرے ہوئے قریش کو خاص شہر مکہ میں حرم کے اردگرد جمع کرلیا اور اسی دن سے اس اجتماعی حالت کی بنا پر یہ لوگ قریش کے نام سے موسوم کیے گئے اور تقرش جس سے یہ لفظ قریش نکلا اس کے معنی بھی مجمع یعنی اجتماعی حالت ہی کے ہیں۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کی وجہ تسمیہ نقط یہ ہے کہ فہر کے تینوں بیٹوں میں سے دو تو ایک ماں سے تھے اور ایک بیٹا دوسری ماں سے تھا یہ سب جدا جدا ہو کے وادیٔ مکہ کے مختلف حصوں میں منتشر ہو گئے جن میں سے کچھ تہامہ کی طرف نکل گئے اور کچھ مکہ کے نشیبی علاقوں میں ہی الگ الگ فروکش ہو گئے کچھ زمانے تک اُن کا یہی حال رہا تاہم بعد میں جب قصی نے قوت حاصل کرلی تو اس نے قریش کو باہم مجتمع کر لیا بنی بکر نے اس پہ کہا:

"لقد تقرش بنو جندلۃ"

جندلہ کی اولاد نے تو پھر تقرش یعنی اجتماع کرلیا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ علامہ محمد السائب کلبیؒ نے بیان کیا ہے کہ قریش کے معنی تو نسب کا دیوان ہیں یہ نہ کوئی باپ ہے نہ ماں نہ مربی نہ مربیہ بلکہ اس پہ اجتماع نسب ہوتا ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ بنو النضر بن کنانہ کا نام قریش یوں پڑا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کی چوپال میں آیا تو جو لوگ وہاں موجود تھے اُن میں سے کسی نے کہا کہ یہ تو کسی زبردست اونٹ کی طرح لگتا ہے یا قرش کی طرح ہے جو ایک بڑی سمندری مچھلی کا نام ہے جو اپنے قریب تمام چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہے جو بہت زور آور اور طاقت ور ہوتی ہے اور دوسروں پہ چھا جاتی ہے چونکہ نضر بن کنانہ کی اولاد بھی عربوں پہ چھا گئی تھی اس لیے اُن کو قرش کہا گیا جس سے لفظ قریش نکلا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

علامہ طبری نے کہا کہ چونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے اُن کی حاجت براری کرتا تھا اور قریش کے معنی چونکہ تفتیش کرنے والے یا کھوج لگانے والے کے بھی ہیں اس لیے چونکہ نضر اور اس کے بیٹے بھی حج کے دنوں میں حاجیوں کے حالات کی تفتیش کیا کرتے اور اپنی استطاعت کے مطابق اُن کی حاجت براری کرتے تھے اس لیے بعد کے لوگوں نے اُن کو قریش کا لقب عطا کیا اور وہ اسی نام سے معروف ہو گئے قریش کے معنی جو تفتیش کے لیے ہیں تو اس پہ عربوں کے کسی شاعر نے اس کی شہادت میں یہ شعر پیش کیا ہے۔

أيُّهَا الناطق المقرش عنّا

عند عمرو فهل لهن انتهاء

اے شخص! جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت کر رہا ہے اس سے کہہ کہ اسے کچھ ہماری محبوباؤں کی خبر بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ علامہ ابن جریر طبری نے قریش کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے اپنی مشہور عالم تاریخ "تاریخ الامم و الملوك" میں لکھا ہے کہ جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنونضر بن کنانہ کو یکجا نہیں کر دیا یہ بدستور بنونضر ہی کہلاتے رہے۔ تاہم جب یہ سب جمع ہو گئے تو اب ان کو اس لیے قریش کہا جانے لگا کہ تجمع ہی تقرش ہے۔ اسی بنا پہ عربوں نے کہا کہ تقرش بنوالنضر کہ تمام بنونضر پھر سے جمع ہو گئے ہیں، یا یہ بھی کہا گیا کہ بنونضر کو قریش اس لیے کہا گیا کہ اب انھوں نے غارت گری چھوڑ دی تھی۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ علامہ عبدالرحمان سہیلی نے لکھا ہے کہ نضر بن کنانہ قریش تھا بعض علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ فہر بن مالک قریش کا جد اعلیٰ تھا جس کا نام قریش اور لقب فہر تھا۔ ابو عبداللہ بکار نے قریش کے نسب میں مخلد بن نضر کا ذکر بھی کیا ہے ابن بکار نے اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ بنو مخلد بن نضر کا ذکر بنو عمرو بن حارث بن مالک بن کنانہ میں کیا جاتا ہے قریش بن بدر بن مخلد کا شمار بھی ان میں سے ہوتا ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ تجارت اور اکتساب میں قریش بنو کنانہ کا راہنما تھا اس لیے یہ بھی ایک معروف قول ہے کہ عرب اہل تجار کو بھی قریش کہا کرتے تھے مثال کے طور پہ کہا گیا کہ!

قَدِمَتْ عِيْرُ قُرَيْشٍ

یعنی قریش کا تجارتی کارواں پہنچ چکا ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظ قریش کی اس تحقیق کے بعد اب ہم نبی اکرم ﷺ کے آباء میں سے اُن لوگوں کا تذکرہ کریں گے جن کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ بنو ہاشم کا ذکر ہم نے تذکرہ اجداد قریش سے اس لیے الگ رکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں بنو ہاشم نے جس طرح اُن کی پشت پناہی کا فرض ادا کیا قریش اس سے قاصر رہے۔ بلکہ انھوں نے اسی شدت سے نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کی جس شدت سے بنو ہاشم نے آپ ﷺ کی موافقت کی۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے حالات پہ نظر ڈالیں گے تو ہم جانیں گے کہ جب اہل قریش کی شدید مخالفت کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام گزارنے پڑے تب ابولہب کے سوا بنو ہاشم کا کوئی فرد ایسا نہ تھا جو پیچھے رہا ہو بلکہ انھوں نے اپنی خاندانی عصبیت کو پوری قوت سے زندہ رکھا اور بنو ہاشم کے لوگ چاہے وہ نبی اکرم ﷺ پہ ایمان لائے تھے یا بدستور اپنے آبائی دین پہ قائم تھے وہ سب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں اُٹھ آئے تھے اور انھوں نے اہل قریش پہ یہ بات واضح کر دی تھی کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو قریش یا عربوں کے کسی دیگر قبیلے یا گھرانے نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو بنو ہاشم اُن کا خون پی جائیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ مکہ اور اردگرد کے عرب جو اپنے کفر میں سخت اور بت پرستی میں پختہ تھے اپنی شدید خواہش کے باوجود بھی نبی اکرم ﷺ کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکے کہ اُن کا خاندان اُن کی پشت پہ موجود تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

قوم بنی اسرائیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

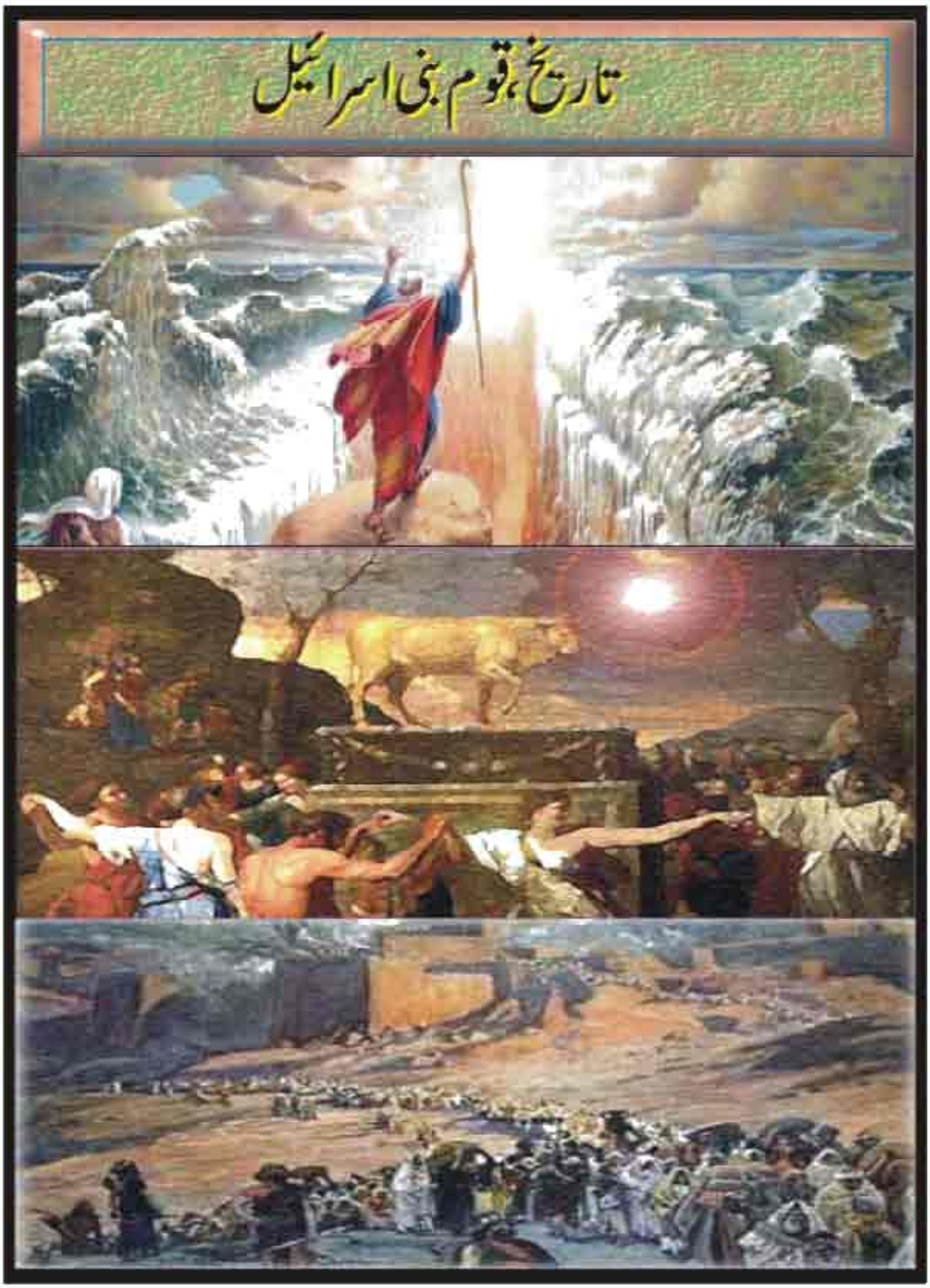

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم بنی اسرائیل ایک تعارف

اول یاد رکھنے کے قابل بات یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل کبھی مالک کائنات کی نہایت لاڈلی قوم تھی مگر ان کے رویہ انحراف نے آخر کار ان کو ایک مردود قوم قرار دلا دیا۔ ان کا انکار اور اپنی خواہشوں کو اللہ کے حکم پہ بالا رکھنے کی عادت نے ان سے عزت کا وہ مقام چھین لیا جو کبھی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ اللہ کے احکامات میں سے انہوں نے جو بات بھی اپنے خیالات اور خواہشات کے خلاف پائی اس کا بے دریغ انکار کیا۔ انہوں نے پوری ڈھٹائی اور سرکشی کے ساتھ اللہ کے انبیاء کو ایذا پہنچائی اور انہیں قتل تک کیا۔

قرآن نے ایک جگہ بیان کیا ہے کہ:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ○

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران ۳ : ۷)

ترجمہ؛

"سو وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس (قرآن) کے اس حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہیں، دین میں شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس کے (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے، حالانکہ ان کا (اصل) مطلب بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، اور جو لوگ علم دین میں پختہ کار اور فہیم ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پہ اجمالاً یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

عہد حاظر کے عظیم مفسر امام امین احسن اصلاحیؒ تدبر قرآن میں ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"پہلے مذکورہ آیات میں استعمال ہونے والے لفظ زیغ کی حقیقت کو سمجھ لیں کہ زیغ کے اصلی معنی میل یعنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں اور یہ لفظ بیک وقت دو مفہوموں کا حامل ہے۔ایک کجی اور دوسرے سقوط، کوئی چیز جو کھڑی ہوتی ہے جب جھک جاتی ہے تو گرنے کے قریب ہو جاتی ہے یہ حالت اس رسوخ کے بر عکس ہے جو اس آیت میں **راسخون فی العلم** کی بیان ہوئی ہے۔چنانچہ یہ زیغ یوں تو اہل ضلالت کی عام بیماری ہے لیکن اہل کتاب اس مرض میں سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ شدت کے ساتھ مبتلا رہے ہیں۔ یہود کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ شروع ہی سے اس بیماری میں مبتلا رہے ہے۔ اور ان کے ذہن کا یہ پہلو خاص طور پہ نہایت سنگین ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں کی موجودگی میں اس بیماری میں مبتلا رہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے سبب سے خدا کے غضب میں مبتلا ہوئے۔ قرآن میں دوسری جگہ سورہ صف میں اس کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

القرآن الحکیم (سورة الصافات ۳۷ : ۲)

ترجمہ:

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں دکھ پہنچا رہے ہو جب کہ تم اچھی طرح جان چکے ہو کہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پس جب وہ کج ہو گئے تو خدا نے بھی ان کے دل کج کر دیئے اور اللہ بد عہدوں کو ہدایت نہیں بخشتا"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

چنانچہ یہی یہود تھے جنہوں نے کلمۃ اللہ اور اس قسم کے بعض دوسرے الفاظ کی تحقیق کی تشریح میں فلسفیانہ موشگافیاں پیدا کر کے ان کو ایک گورکھ دھندا بنا دیا۔ جس سے بعد میں نصاریٰ کے لیے گمراہی کی راہیں کھلیں جو بنی اسرائیل ہی کی ایک شاخ تھے اور وہ حضرت مسیح کی الوہیت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدے میں مبتلا ہوئے۔نصاریٰ کی اس گمراہی پہ مزید اضافہ بت پرست قوموں کی تقلید سے ہوا۔پھر آہستہ آہستہ وہ حق سے اتنے دور ہوتے چلے گئے کہ اس سے ان کا رشتہ ہی منقطع ہو کر رہ گیا اور وہ صریح کفر میں مبتلا ہو گئے۔

چنانچہ قرآن نے ان کے بارے میں یہ تصریح فرمائی ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔

القرآن الحکیم (سورۃ المائدۃ ۵ : ۷۲)

ترجمہ:

"ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو وہی مسیح ابن مریم ہے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

یہود و نصاریٰ کی گمراہی کی نوعیت میں بس یہی فرق ہے کہ یہود کی گمراہی اصلاً عملی تھی، جب کہ نصاریٰ کی اعتقادی۔اس فرق کی وجہ سے حق کی مخالفت میں ان کا رویہ بھی ایک دوسرے سے مختلف رہا۔یہود تو قرآن کو حق جاننے کے باوجود اس کی مخالفت کرتے تھے۔جب کہ نصاریٰ جس طرح توراۃ اور انجیل کے متشابہات میں پڑنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے تھے اسی طرح قرآن میں بھی ان کی ساری دلچسپی صرف متشابہات کی حد تک تھی اور انھی میں وہ موشگافیاں کر کے طرح طرح کے فتنے پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔اس طرح اپنی گمراہی کا بھی سامان کرتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے۔قرآن کے محکمات میں نہ انہوں نے خود دلچسپی لی اور نہ ان لوگوں کو دلچسپی لینے دی جن پہ ان کا بس چلتا تھا۔الغرض قلب و نظر کے زیغ اور متشابہات کی پیروی کے باب میں یہود و نصاریٰ دونوں ایک ہی سطح پہ تھے اور یہ بیماری ان میں مشترک تھی۔تاہم ان کے ذوقی رجحانات ذرا الگ الگ تھے۔یہود ابتغاء فتنہ سے لگا کر رکھتے تھے تو نصاریٰ ابتغائے تاویل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے۔یہ گمراہیاں چونکہ دنیا کے تمام گمراہ طبقات میں مشترک ہیں اس وجہ سے قرآن نے اسلوب بیان عام ہی رکھا ہے تا کہ کلام میں وسعت پیدا ہو سکے۔اگر چہ یہاں یہود و نصاریٰ کی تخصیص نہیں کی گئی لیکن قرآن کا ذوق رکھنے والے جانتے ہیں کہ اشارہ انہی کی طرف ہے۔یہی انداز سورہ فاتحہ میں بھی اختیار کیا گیا ہے اور وہاں بھی **مغضوب علیہم** اور **ضالین** کے الفاظ ہر چند عام ہیں اور ان کے عام ہونے کی وجہ سے ان میں بڑی وسعت پیدا ہو گئی ہے لیکن ان کا خاص اشارہ یہود و نصاریٰ ہی کی طرف ہے۔متشابہات کی پیروی کی وجہ سے یہود و نصاریٰ جس قسم کی گمراہیوں میں مبتلا ہوئے اس کو ایک مثال سے واضح کرنا مفید ہو گا۔یاد رہے کہ قرآن اور انجیل اس امر میں باہم متفق ہیں کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ ہیں اور کلمۃ اللہ کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ اس امر سے امر و حکم کی تعبیر کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش چونکہ فطرت کے عام ضابطے کے خلاف ہوئی تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کلمہ سے تعبیر کیا یعنی ان کی ولادت اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے ہوئی ہے یہ اس حقیقت کا اظہار تھا کہ اصل شئے کسی چیز کے واقع ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہی ہے۔ اسباب محض ظاہر کا پردہ ہیں اور یہ بات قرآن میں نہایت وضاحت سے بیان ہوئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے جس سے کسی صاف ذہن کے آدمی کے اندر کوئی الجھن پیدا ہو سکے۔چنانچہ قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا ہے کہ؛

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○

القرآن الحکیم۔ (سورۃ آل عمران ۳ : ۵۹)

ترجمہ؛

"بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسی آدم کی، آدم کو مٹی سے پیدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا، پھر اس سے کہا کہ ہو جا بس وہ ہو گیا"۔

یعنی آدم کو کلمہ کن کے ذریعے وحی ناطق بنایا۔اسی چیز کو دوسری جگہ نفخ روح سے تعبیر فرمایا ہے۔یعنہ یہ معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔نصاریٰ نے اس واضح بات میں جو تحریف کی اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب ان کو بت پرست قوموں سے سابقہ پیش آیا اور ان کے ساتھ ان کی مذہبی بحثیں شروع ہوئیں تو انہوں نے ان پر یہ اعتراض شروع کیا کہ تم تو ایک مصلوب خدا کی پرستش کرتے ہو اور ہم تم سے ہزار درجے افضل ہیں، اس لیے کہ ہم آسمانی دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔چنانچہ نصاریٰ نے اپنے حریفوں کے اس اعتراض سے بچنے کے لیے یہ کوشش کی کہ اپنے عقیدے کو بھی انہی کے سانچے میں ڈھال دے۔اس مقصد کے تحت انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مسیح تو ابن اللہ ہیں وہ مخلوق نہیں ہیں۔اپنے اس نئے عقیدے کی آرائش میں انہوں نے ایک طرف تو یونانیوں مجوسیوں اور ہندوؤں کے فکر و فلسفہ سے مواد حاصل کیا تو دوسری طرف یہودی متکلمین کے علم کلام سے بھی راہنمائی حاصل کی جو یہود کے آخری دور کی پیداوار تھے جو نہ صرف خالق اور مخلوق کے درمیان وسائل و وسائط کے قائل تھے بلکہ ان کو مستقل ذوات کا درجہ دیتے اور ان کو کلمۃ اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔نصاریٰ نے بعینہٖ یہی عقیدہ حضرت عیسیٰ کے لیے اختیار کر لیا کچھ عرصہ تک تو بات اسی حد تک رہی مگر آہستہ آہستہ گمراہی سے مزید گمراہی پیدا ہونی شروع ہوئی اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا کلمہ، اسی کے جوہر سے اور ازل سے اس کے (خدا) کے ساتھ قرار دے دیا اور پھر اس عقیدے کی تائید کے لیے انجیل یوحنا کے آغاز میں تحریف کے چور دروازے سے بعض عبارتیں بھی داخل کر دیں تا کہ باہر سے برآمد کیے ہوئے اس عقیدے کے لیے گھر سے بھی دلیل فراہم ہو جائے۔چنانچہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے الہامی علوم کو تباہ کرنا شروع کر دیا اور ان نشانات تک کو مٹا دیا جو ان کی عظمت کے نشاں تھے۔قوم بنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کی داستانِ جرم نہ صرف طویل ہے بلکہ شرمناک بھی ہے۔خود ان کی کتابیں ان کی اس سیاہ تاریخ کی شاہد ہیں۔مثال کے طور پہ ہم بائبل سے چند منتخب اقتباسات کا مفہوم پیش کرتے ہیں۔[25*]'

☜ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی سلطنت ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ایک شاندار عروج کے بعد بدترین انتشار اور انارکی کا شکار ہوئی تو ان کی وسیع اور مستحکم ریاست یروشلم کی دولت یہودیہ اور سامریہ میں منقسم ہو گئی تو اس کے بعد ان کے وارثوں کی آپس میں لڑائیاں شروع ہو گئیں۔نوبت یہاں تک آئی کہ یہودیہ کی ریاست نے اپنے ہی بھائیوں کے خلاف دمشق کی آرامی سلطنت سے مدد مانگ لی اس پہ خدا کے ایک نبی حنانی علیہ السلام نے یہودیہ کے فرمانروا آسا کو سخت سرزنش کی مگر آسا نے ان کی باتوں پہ توجہ دینے کی بجائے اللہ کے اس پیغمبر کو جیل بھیج دیا"۔

بائبل (۲ تواریخ باب ۱۶ آیت ۷۔۱۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

.....

*25

بنی اسرائیل کے ہاں اپنے انبیاء کے احکامات سے انحراف معمول کی بات تھی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ۔

تفہیم القرآن (جلد سوم۔ ص ؛ ۳۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ حضرت الیاس علیہ السلام جنہیں اہل کتاب کے صحیفوں میں ایلیا کے نام سے پکارا جاتا ہے نے جب بعل کی پرستش پر یہودیوں کو ملامت کی اور ان کے کانوں میں از سر نو دعوت توحید کا صور پھونکنا شروع کیا تو سامریہ کے اسرائیلی بادشاہ اخی اب اپنی مشرک بیوی کی خاطر ہاتھ دھو کر ان کی جان کے پیچھے پڑ گیا حتیٰ کہ انہیں جزیرہ نما سینا کے پہاڑوں میں پناہ لینا پڑی۔اس موقع پر حضرت الیاس علیہ السلام نے جس درد بھرے لہجے میں اپنے رب کو پکارا کہ ان کے الفاظ یہودیوں کی بدبختی اور حق ناشناسی پہ دلیل پیش کرتے ہیں"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

آج تک تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اگر چہ دنیا کی بہت سی قوموں نے اللہ کے انبیاء کو جھٹلایا مگر کسی نے ان پہ ظلم وستم کے وہ در نہیں کھولے جس کے مرتکب اہل یہود ہوئے۔حضرت الیاس ﷺ کے الفاظ یہود کی کتاب سے۔

☜ اے خداوند خدا، بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبح کو ڈھایا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا، اور ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں سو وہ میری بھی جان لینے کے درپے ہیں، اے خداوند خدا اکیلا تو ہی میرا مددگار اور ہمدرد ہے"

(۱۔سلاطین ۱۹ : ۱۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ اللہ کے ایک اور نبی حضرت یرمیاہ علیہ السلام کو اخی اب نے حق گوئی کی پاداش میں جیل میں ڈال دیا اور ان کے صیاد کو حکم جاری کیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھلانا اور مصیبت کا پانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پلانا"۔

(۱۔سلاطین باب ۲۲ آیت ۲۶،۲۷)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ پھر جب یہودیہ کی ریاست میں علانیہ بت پرستی اور بدکاری ہونے لگی اور حضرت زکریا علیہ السلام نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو شاہ یہوداہ یوآس کے حکم سے انہیں عین ہیکل سلیمانی میں "مقدس" اور "قربان گاہ" کے درمیان سنگسار کر دیا گیا"۔

(۲۔تواریخ باب ۲۴۔آیت ۲۱)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ اس کے بعد جب سامریہ کی اسرائیلی ریاست اشوریوں کے ہاتھوں ختم ہو چکی اور یروشلم کی یہودی ریاست پر تباہی کا طوفان ٹلا کھڑا تھا تو "یرمیاہ" علیہ السلام اپنی قوم کی حالت زار اور زوال پہ ماتم کرنے اٹھے اور کوچہ کوچہ گھوم کر لوگوں کو پکارنا شروع کیا کہ سنبھل جاؤ ورنہ تمہارا انجام سامریہ سے بھی بدتر ہوگا تو قوم کے درد میں مبتلا اللہ کے اس نبی کو قوم بنی اسرائیل نے یوں جواب دیا کہ ہر طرف سے ان پہ لعنت اور پھٹکار کی بارش ہونے لگی وہ پیٹے گئے بتید کیے گئے ،رسی سے باندھ کر کیچڑ بھرے حوض میں لٹکائے گئے تا کہ بھوک اور پیاس سے سوکھ سوکھ کر مر جائیں قوم بنی اسرائیل نے ان پہ الزام لگایا تھا کہ وہ قوم کے غدار ہیں اور بیرونی دشمنوں سے ملے ہوئے ہیں۔

(یرمیاہ ، باب۱۵آیت ۱۰ ۔ باب ۱۸ آیت ۲۰۔۲۳ ، باب ۴۰ آیت ۱۔۱۸ باب ۳۶ تا باب ۴۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ قوم بنی اسرائیل پہ آئے ایک اور نبی حضرت عاموس علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے سامریہ کی اسرائیلی ریاست کو ان کی بدکاریوں اور گمراہیوں پر ٹوکا اور ان کے برے انجام سے خبردار کیا تو قوم نے انہیں نوٹس دیا کہ وہ ان کے ملک سے نکل جائیں اور کہیں اور جا کر اپنی نبوت کریں ہمیں ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں جو تم بیان کرتے ہو ۔

(عاموس باب ۷ ۔آیت ۱۰۔۱۳)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جب قوم کی توجہ ان کی بدکاریوں کی طرف مبذول کرنے کی کوشش کی اور ان بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیہ کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھیں تو پہلے تو ان کو قید کر دیا گیا اور پھر بادشاہ نے اپنی معشوقہ کی فرمائش پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سر کاٹ کر ایک تھال میں رکھ کے اپنی اس رقاصہ کی خدمت میں پیش کر دیا جو اس کی معشوقہ بھی تھی۔

(مرقس باب ۶ آیت ۱۷۔۲۹)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

☜ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہ قوم بنی اسرائیل کے علماء اور سرداران قوم کا غصہ بھڑکا کیونکہ وہ انہیں ان کے گناہوں اور بدکاریوں سے ٹوکتے تھے، ایمان اور راستی کی طرف تلقین کرتے تھے۔اس قصور پہ ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا اور رومی عدالت سے ان کے خلاف قتل کا فیصلہ حاصل کیا گیا اور جب رومی حاکم پیلاطس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمہاری خاطر ایک قیدی رہا کرنا چاہتا ہوں تم یسوع اور برابا ڈاکو میں سے کسی ایک کو چن لو تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساری قوم نے متفقہ فیصلہ دیا کہ اے بادشاہ تو برابا ڈاکو کو چھوڑ دے اور یسوع کو پھانسی پہ لٹکا دے اسی میں ہماری خوشی ہے۔

(متی باب ۲۷۔ آیت ۲۱تا۲۶)

قوم بنی اسرائیل صدیوں انحطاط کا شکار رہے۔اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پیغمبر پیام حق پہنچانے لیے ان میں مامور فرمائے۔مگر انہوں نے اللہ کے پیغمبروں سے جو رویہ اختیار کیا وہ بہت ہی پست تھا۔انسان کم ہی اس کی توقع کرتا ہے کہ کوئی قوم اتنی محسن کش بھی ہو سکتی ہے،تاریخ عالم سے یہ بات ثابت ہے کہ لوگ تو عام درجے کے مصلحین،سماجی راہنماؤں،فلاسفہ،سیاسی راہنماؤں اور حکیموں تک کو عزت کا وہ مقام عطا کرتے رہے ہیں جو قوم بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کو بھی عطا نہ کیا۔وہ نہ صرف اللہ کے پیغمبروں سے تعرض کرتے بلکہ ان کے مقابلے پہ اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کو ایذا پہنچاتے،توہین کرتے،انکار کرتے،قید کرتے اور آخر میں ان کو قتل کرنے سے بھی نہ کتراتے۔صدیوں کے اس مسلسل اخلاقی انحطاط نے ہی انہیں آخر کار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لانے سے بھی محروم رکھا۔

ورنہ اصولاً تو ان کا دین اسلام ہی تھا اور وہ کبھی اللہ کے مسلم بھی رہے تھے۔دراصل ان کے عقائد میں بہت سے غیر اسلامی عناصر کی آمیزش ہو گئی تھی جن کے لیے توراۃ میں کوئی سند موجود نہ تھی۔ پھر ان کی عملی زندگی میں بکثرت رسوم اور طریقے رواج پا گئے تھے جو ان کے اصل دین کا حصہ نہ تھے۔پھر یہ بھی تھا کہ نزول قرآن کے وقت حضرت موسیٰ ﷺ کو گذرے تقریباً انیس صدیاں گذرنے کو آئی تھیں۔خود اسرائیلی روایات کے حساب سے حضرت موسیٰ نے ۱۲۷۲ء قبل مسیح میں وفات پائی تھی،اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۱۰ء بعد مسیح منصب نبوت پہ سرفراز ہوئے۔اس طویل دور میں قوم بنی اسرائیل نے توراۃ کو انسانی کلام کے اندر غلط ملط کر دیا تھا اور خدا کا کلام جس حد تک لفظاً یا معنوی طور پہ ان کے ہاں محفوظ تھا اس کو بھی انہوں نے اپنی من مانی تاویلوں اور تفسیروں سے مسخ کر رکھا تھا۔دین کی حقیقی روح ان میں سے نکل چکی تھی اور ظاہری مذہبیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محض ایک بے جان ڈھانچہ تھا جس کو وہ سینے سے لگائے پھرتے تھے۔ان کے علماء مشائخ ان کے سرداران قوم اوران کے عوام سب کی اعتقادی، اخلاقی اور عملی حالت بری طرح بگڑ چکی تھی اوراپنے اس بگاڑ سے ان کوایسی محبت تھی کہ وہ اصلاح کی کسی صورت کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ صدیوں اللہ کے مقرر کردہ محترم انبیاء ان کے اس بگاڑ کا رد کرتے چلے آئے مگران کا اصرار اپنی جگہ برقرار رہا۔صدیوں ایسا ہوتا رہا کہ جب بھی اللہ کا کوئی بندہ انہیں دین کا سیدھا رستہ دکھانے کو آتا تو وہ اسے اپنا سب سے بڑا دشمن قرار دیتے اور ہر ممکن طریقے سے کوشش کرتے کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو جائے۔یہ لوگ حقیقت میں بگڑے ہوئے مسلمان تھے جن کے ہاں بدعتوں، تحریفوں، موشگافیوں، فرقہ بندیوں، استخواں گیری، مغز افگنی، خدافراموشی اور دنیا پرستی کی بدولت انحطاط اس حد کو پہنچ چکا تھا کہ وہ اپنا اصل نام مسلم تک بھول گئے تھے۔وہ محض یہودی بن کے رہ گئے تھے اور اللہ کے دین کو انہوں نے محض بنی اسرائیل کی آبائی وراثت سمجھ لیا تھا۔علمائے یہود کا سب سے بڑا قصور یہ تھا کہ انہوں نے کتاب اللہ کے علم کی اشاعت کے بجائے اس کو ربیوں اور مذہبی پیشہ وروں کے ایک محدود طبقے میں مقید کر رکھا تھا۔عامہ خلائق تو درکنار خود یہودی عوام تک کو اس کی ہوا نہ لگنے دی۔پھر جب عام جہالت کی وجہ سے قوم بنی اسرائیل میں عمومی جہالت اور گمراہیاں پھیلیں تو اہل یہود کے علماء نے نہ صرف یہ کہ ان کی اصلاح کی کوئی کوشش نہ کی بلکہ عوام میں اپنی مقبولیت برقرار رکھنے کے لیے ہر اس ضلالت اور بدعت کو جو ان کے ہاں رواج پا جاتی اپنے قول وعمل یا سکوت سے سندِ جواز عطا کرنے لگ جاتے۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنی عوام میں اس عقیدے کو بھی رواج دے رکھا تھا کہ صرف اہل یہود ہی اللہ کی محبوب قوم ہیں اور اللہ کی نعمتیں اور جنتیں صرف انھی کے لیے ہیں اور گروہ یہود سے باہر تمام لوگ عنقریب جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم بنی اسرائیل، تاریخ کے آئینوں میں

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کو بنو اسماعیل کہا جاتا ہے جس میں نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ جن پر رسالت اور نبوت کا اختتام کر دیا گیا اور قرآن کو اس دنیا کے لوگوں کی راہنمائی کے لیے محفوظ کر دیا گیا تا کہ قیامت تک انسانوں کی راہنمائی کے لیے کام دے اور ان پر حجت قائم ہو جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے چھوٹے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ اسلام کی اولاد کو بنو اسحاق یا بنی اسرائیل کہا گیا جن پہ اللہ نے بے پناہ انعام اکرام جاری رکھے اور انہیں دنیا کی راہنمائی کے لیے چن لیا اور ان میں بارہ ہزار سے زائد انبیاء کو مبعوث کیا۔ تاہم جب قوم بنی اسرائیل اللہ کی ان عنایات کا بوجھ نہ سہار سکی تو ان کو دنیا کی راہنمائی اور منصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت سے اتار کر یہ منصب بنو اسماعیل کو سونپ دیا گیا جس کی جلن اور حسد کی بنا پر بنی اسرائیل نے نہ صرف حق سے منہ موڑا بلکہ اپنے تمام وسائل اس کی مخالفت میں جھونک دیئے۔ جس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ بھی نہ نکلا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہی اور قوم بنی اسرائیل سمٹتی چلی گئی۔ آج یہ حال ہے کہ ایک ارب ساٹھ کروڑ مسلمانوں کے مقابلے میں قوم بنی اسرائیل چند لاکھ نفوس پر مشتمل اہل عرب کے نرغے میں ایک مختصر سی جگہ پہ سمٹی ہوئی ہے اور اسرائیل کی اس نام نہاد ریاست کو قائم رکھنے کے لیے یہود و ہنود اور نصاریٰ اپنی تمام تر توانائیاں بروئے کار لا رہے ہیں۔ تاہم ان کے مقدر میں دربدری اور ذلت لکھ دی گئی ہے اس لیے ظاہر کے پردے میں جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ نہایت عارضی ہے اور یہودی انشاء اللہ پھر سے دربدر ہونے کو ہیں کہ عزت و ثبات خالق کائنات کے قول کو ہے نہ کہ امریکہ یا برطانیہ کی اس پشت پناہی کو جو آج اس یہودی ریاست کو حاصل ہے۔

آج کی یہ یہودی ریاست اور اس کے وسائل یا اہل عرب کی کمزوری اور نااہلی ہمارے موضوع سے قدرے ہٹ کے ہے اس لیے ہم اپنا رخ تاریخ بنی اسرائیل کی طرف موڑتے ہیں تاکہ ہم جان سکیں کہ اللہ کی اس لاڈلی قوم کے وہ کون سے اعمال تھے جنہوں نے اس کو اللہ کے ہاں مردود قرار دلایا اور ذلت ان کے مقدر میں لکھ دی گئی اور منصب خلافت ارضی چھین لیا گیا اور مسلمانوں کا قبلہ تک بدل دیا گیا۔ دنیا کی زمام کار بنو اسماعیل کے ہاتھ میں دے دی گئی اور قیامت تک اس پہ اپنی تصدیق کی مہر ثبت کر دی کہ اب جو کوئی بھی محمد رسول اللہ پہ ایمان نہیں لائے گا اللہ کے ہاں اس کے کسی عمل کا کوئی درجہ نہیں۔ تب بنو اسرائیل کے حصے میں صرف انکار، ضد، خالق کے در سے لعنت کا طوق اور حسد کا وہ جذبہ آیا جس میں وہ آج تک جل رہے ہیں۔ ابتدا میں بنی اسرائیل کو عبرانی کہا جاتا تھا۔ لفظ عبرانی کا مادہ عبر ہے جس کا معنی ہے عبور کرنا۔ چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام دریائے یروں کو عبور کر کے فلسطین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں داخل ہوئے تھے اس روایت سے ان کی قوم کو عبرانی کہا گیا۔ بنی اسرائیل کی ایک روایت کے مطابق سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام میسوپوٹیمیا کے شہر اُر سے اپنے قافلے کے ہمراہ فلسطین کی زمین پر اترے تھے جس کو اس وقت ملک کنعان کہا جاتا تھا۔ مورخین بیان کرتے ہیں سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۲۲۰۰ ق م کے لگ بھگ ملک فلسطین میں بود و باش اختیار کی تھی اور ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے کا بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ جب سامی خانہ بدوشوں کا یہ قافلہ جس کا اصل وطن عرب تھا زرخیز علاقوں کی تلاش میں فلسطین پہنچا تو اہرام مصر کی تعمیر پر ایک ہزار سال گذر چکے تھے۔ مصر بابل و نینوا کے تمدن نقطۂ عروج کو پہنچ کر زوال پذیر ہو رہے تھے۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس ابتدائی دور کے حالات قدرے تاریخ کے اندھیرے میں گم ہیں جس کی وجہ سے مورخین کو عموماً ان روایات پہ اعتبار کرنا پڑتا ہے جو بنی اسرائیل کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ عہد نامہ قدیم کی روایات کے مطابق سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت پچھتر سال تھی جب خداوند خدا نے انہیں ملک کنعان کی طرف کوچ کا حکم دیا تھا کتاب مقدس میں مذکور ہے کہ!

"اور خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا کہ دیکھ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت سی قوموں کا باپ ہو گا اور تیرا نام پھر ابرام نہیں کہلائے گا بلکہ تیرا نام ابرہام ہو گا کیونکہ میں نے تجھے بہت سی قوموں کا باپ ٹھہرا دیا ہے اور میں تجھے بہت آبرومند کروں گا۔۔۔ میں تجھ کو اور تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دوں گا کہ وہ تیری دائمی ملکیت ہو جائے اور میں اس کا خدا ہوں گا"۔

(کتاب پیدائش)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مورخین لکھتے ہیں کہ سیّدنا حضرت ابرہیم علیہ السلام کے ملک کنعان میں بود وباش اختیار کرنے سے بہت پہلے تقریباً نو سو برس قبل جزیرہ کریٹ کے دارالسلطنت کنوسس کو دشمنوں نے تباہ کر دیا تو وہاں کے باشندے بھاگ کر بحیرہ روم کے ساحلوں پہ آباد ہونے لگے۔ مصری انہیں فلسطائن کہتے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے نئے وطن کا نام فلسطیہ رکھا جو بعد میں فلسطین کہلانے لگا۔جب سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے بیر شیبا کے مقام پر اپنے ڈیرے ڈالے۔وہیں انہوں نے خداوند خدا کی قربان گاہ بنائی۔مورخین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ وہی علاقہ تھا جہاں کبھی فلسطین کا ایک بڑا شہر سالم آباد تھا۔

مگر وہ وقت کی راکھ میں تباہ ہو چکا تھا اور جہاں سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ڈیرے ڈالے تھے وہیں بعد میں مشہور شہر یروشلم آباد ہوا جو آج تک موجود ہے۔یہ علاقہ یہوسون نامی پہاڑی سلسلہ کہلاتا تھا جن میں سے ایک کی چوٹی پر یروشلم کا شہر آباد ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین بیویوں سے اولاد نرینہ عطا فرمائی حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت سارہ ؑ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کی آخری اور عرب بیوی قطورا کے بطن سے اللہ نے آپ کو چھ فرزند عطا فرمائے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضرت سارہ علیہ السلام کے اصرار پر حضرت ہاجرہ علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ فاران کی جانب ہجرت کرنا پڑی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر ان کی اولاد حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاق ؑ نے انہیں مکفیلہ کے غار میں دفن کیا۔اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام تو ملک عرب کے حکمران بنے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس فلسطین و شام کا سارا علاقہ تھا۔حضرت اسحاق علیہ السلام کو اللہ نے بارہ بیٹے عطا فرمائے تھے۔جن میں سے حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسو اور حضرت یعقوب علیہ السلام بہت نامور ہوئے۔حضرت یعقوب کا شمار اللہ کے محبوب پیغمبروں میں کیا جاتا ہے۔ان کا لقب بعد میں اسرائیل پڑ گیا تھا۔چنانچہ آپ کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جانے لگا۔حضرت یعقوب علیہ السلام کے محبوب بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔جو اللہ کے نبی تھے اور جن کو اللہ نے بہت نعمتیں عطا کی تھیں۔وہ بعد میں مصر کے حاکم ہوئے۔بنی اسرائیل مصر میں پھلتے پھولتے رہے۔حضرت اسحاق ﷺ کی طرح حضرت یعقوب ﷺ کو اللہ نے بارہ بیٹے عطا فرمائے تھے۔حضرت یوسف ﷺ اور حضرت بن یامین ایک ماں سے تھے۔حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے جس کو ان کے بڑے بھائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا کرتے۔

بعد میں ان کا یہ حسد جب حد سے بڑھا تو حضرت یوسف ﷺ کے سوتیلے بھائیوں نے انہیں ایک اندھے کنویں میں گرا دیا۔وہاں سے گذرنے والا ایک قافلہ انہیں کنویں سے نکال کر مصر لے گیا اور انہیں غلام بنا کر بیچ ڈالا۔حضرت یوسف ﷺ کو شاہ مصر بکساس نے خریدا اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔بعد میں جب وہ ان کی خفیہ اور اعلیٰ صلاحیتوں سے آگاہ ہوا تو اس نے یوسف ﷺ کو مصر کی حکومت عطا کر دی۔جس کے بعد حضرت یوسف ﷺ کے والد اور دوسرے بھائی بھی مصر چلے آئے جہاں ان کی خوب آؤ بھگت کی گئی۔حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل پہ برا وقت آ پڑا تھا۔مصریوں میں اب قوم پرست فرعون حکمران تھے جنہوں نے بکاکس سے حکومت چھینی تھی۔چنانچہ فراعین مصر نے بنی اسرائیل کے لیے مصر میں جینا مشکل کر دیا اور حکمرانوں نے جبر و تشدد سے بنی اسرائیل کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔فرعون نے حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے ہر بیٹے کو قتل کر دیا جائے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیا جائے تا کہ بنی اسرائیل کی نسل بتدریج ختم ہو جائے۔

بائبل میں اس کی طرف اشارات موجود ہیں چنانچہ بیان کیا گیا کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تب مصر میں ایک نیا بادشاہ ہوا جو یوسف کو نہیں جانتا تھا اور اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ دیکھو اسرائیلی ہم سے تعداد میں زیادہ اور قوی ہو گئے ہیں سو آؤ ہم ان کے ساتھ حکمت سے پیش آئیں ایسا نہ ہو کہ جب وہ زیادہ ہو جائیں اور اس وقت جنگ چھڑ جائے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل کر ہم سے لڑیں اور ملک سے نکل جائیں اس لیے انہوں نے ان پر بیگار لینے والے مقرر کر دیے، جو ان سے سخت کام لے کر ان کو ستائیں۔ سو انہوں نے فرعون کے لیے ذخیرے کے شہر پتوم اور رعمسیس بنائے ۔۔۔۔ اور مصریوں نے بنی اسرائیل پر تشدد کر کے ان سے کام کروایا اور انہوں نے ان سے سخت محنت اور بیگار لی، گارے سے اینٹیں بنوا بنوا کر کھیت کے سخت کام لے کر ان کو تنگ کیا ان کی زندگیوں کو تلخ بنا دیا ۔۔۔۔ ان سب کی خدمتیں جو وہ ان سے کراتے تھے سب تشدد کی تھیں ۔۔۔۔ تب مصر کے بادشاہ نے عبرانی دائیوں ۔۔۔۔ سے باتیں کیں اور کہا کہ جب عبرانی یعنی اسرائیلی عورتوں کے تم بچہ جناؤ ۔۔۔۔ اور ان کو پتھر کی بیٹھکوں پہ بیٹھی دیکھو تو اگر بیٹا ہو تو اسے مار ڈالنا اور اگر بیٹی ہو تو جیتی رہنے دینا"۔

(خروج، باب ۱ آیت ۱۶۔۸)

مورخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دور گذر جانے کے بعد مصر میں ایک قوم پرستانہ انقلاب آیا تھا جس کی بنا پر اقتدار دوبارہ قبطیوں کے ہاتھ آ گیا تھا اور اس قوم پرست حکومت نے بنی اسرائیل کا زور توڑنے کی کوشش کی تھی اور اس سلسلے میں صرف اتنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہ ہی اکتفاء نہ کیا کہ اسرائیلوں کو ذلیل وخوار کیا جائے اور انہیں ادنیٰ درجے کی خدمات کے لیے مختص کر دیا جائے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ پالیسی اختیار کی گئی کہ بنی اسرائیل کی تعداد کو کم کیا جائے۔ان کے ہاں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کو قتل کیا جائے اور ہر لڑکی کو زندہ رہنے دیا جائے تا کہ رفتہ رفتہ ان کے ہاں مردوں کی تعداد نہایت کم ہو جائے اور ان کی عورتیں بدستور قبطیوں کی دسترس میں آتی رہیں جس سے ان کے ہاں قبطی نسل پیدا ہوتی رہتی اور بنی اسرائیل کی نسل معدوم ہو کے رہ جاتی۔تلمود میں اس کے متعلق مزید تفصیلات مذکور ہیں جن کے مطابق حضرت یوسف ﷺ کی وفات پر ایک صدی گذر جانے کے بعد یہ انقلاب رونما ہوا تھا۔

نئی قوم پرست حکومت نے پہلے تو بنی اسرائیل کو ان کی زرخیز زمینوں سے بے دخل کیا ان کی جائیدادیں اور مکانات چھینے۔انہیں حکومت کے ہر کلیدی عہدے سے برطرف کیا جس پہ بنی اسرائیل بے بس سے ہو کے رہ گئے۔اس کے باوجود بھی قبطیوں کو احساس تھا کہ بنی اسرائیلی بہت بڑی تعداد میں ان کے درمیان موجود ہیں اس لیے انہوں نے ان سے سخت بیگار لینی شروع کر دی اور ان کو معاشرے کا ذلیل طبقہ قرار دے دیا گیا۔قرآن بھی اس بات کا شاہد ہے کہ آل فرعون نے بنی سرائیل کو سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔تاہم قرآن اور بائیبل دونوں نے ان اسرائیلی روایات کی نفی کی ہے جن کے مطابق فرعون کو کوئی خواب آیا تھا یا اس کو کسی نجومی نے بتایا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم لینے والا ہے جو اس کا اقتدار چھین لے گا اس لیے اس نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرانا شروع کر دیا۔

تاریخ کے تناظر میں اصل بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ قبطی بنو اسرائیل کی تعداد سے پریشان تھے اس لیے انہوں نے ان کی نسل کشی کی کوشش کی تھی اسی دوران بنی لاوی گھرانے کے ایک شخص کے گھر ایک بیٹا ہوا جسے اس کی ماں نے فرعون کے جبر سے بچانے کے لیے سرکنڈوں کی ایک ٹوکری میں ڈال کر دریائے نیل میں بہا دیا۔حسن اتفاق سے فرعون کی بیوی (

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیلی روایات کے مطابق وہ فرعون کی بیٹی تھی) کی نظر پڑی کرتے ہوئے اس ٹوکری پر پڑی اس نے ٹوکری کو پانی سے نکلوا کر دیکھا تو اس میں ایک خوبصورت بچہ اپنا انگوٹھا چوس رہا تھا۔ اس کا دل پسیج گیا اور وہ اسے اپنے محل میں لے گئی۔ اُس نے اس بچے کا نام موسیٰ رکھا جو ایک قبطی نام تھا جس کا معنی ہے پانی سے نکالا گیا۔ اس نے فرعون کو اس بچے کے قتل سے باز رکھا۔ بائبل اور تلمود کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے لاوی کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے باپ کا نام تلمود اور بائبل میں عمرام لکھا گیا ہے مگر قرآن نے ان کو عمران کہہ کر پکارا ہے اس لیے ہم عمران ہی کو درست سمجھتے ہیں۔ عمران کے ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ایک لڑکی مریم اور ایک لڑکا ہارون علیہ السلام جنم لے چکے تھے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے محل میں پرورش پائی مگر جب وہ جوان ہوئے تو انہیں اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ان کے بھائیوں بنی اسرائیل کی حالت نہایت دگرگوں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی حالت زار سے پریشان رہنے لگے۔ اسی پریشانی میں ایک دن ایک جھاڑی کی اوٹ سے آگ کا ایک شعلہ لپکا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا آواز آئی کہ ہم تمہیں اور تمہاری قوم کو مصریوں کی غلامی سے آزاد کرا کے ملک کنعان لے جائیں گے جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم تک یہ خوشخبری پہنچائی اور ان کی آزادی کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے بہت سے معجزوں سے نوازا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس اپنے رب کا پیام لے کر پہنچے اور اسے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو میرے حوالے کر دے میں انہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔ فرعون کے انکار پہ اس کی قوم عذاب کی کئی قسموں میں مبتلا ہو کے رہ گئی۔ ان پہ مینڈکوں ٹڈیوں اور پھوڑے پھنسیوں کے عذاب نازل کیے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے جادوگروں میں عظیم مقابلہ طے پایا جس میں فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر ایک طویل کشمکش کے بعد جناب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ مصر سے خروج کیا جب وہ دریائے نیل کے ساحل پہ پہنچے تو فرعون کی فوجیں ان کے تعاقب میں تھیں ۔اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پانی پہ مارا تو دریا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو راستہ دے دیا۔بنی اسرائیل اسی راستے سے گذر کر دریا سے پار چلے گئے تو ان کے پیچھے آنے والے لشکر فرعون نے جب دیکھا کہ دریا نے ان کو راستہ دے دیا ہے تو وہ ان کے تعاقب میں دریا میں جا اترا مگر دریا نے صرف قوم بنی اسرائیل کو راستہ دیا تھا چنانچہ جونہی فرعون کی فوجیں دریا میں داخل ہوئیں تو دریا کی موجیں آپس میں مل گئیں اور لشکر فرعون دریا میں ڈوب کر تباہ ہو گیا۔خروج کے بعد کے حالات قدرے تاریخ کی روشنی میں آجاتے ہیں چنانچہ مصر اور اشوریا کے مآخذ میں بنی اسرائیل کی اس ہجرت کی تفصیلات موجود ہیں۔اگرچہ توجیہات مختلف ہیں مشہور مغربی مورخ (Well Deuran) اس ضمن میں رقم طراز ہے کہ!

"جوزفس نے ایک مصری مورخ "مینیتو" کے حوالے سے لکھا ہے کہ فاقہ زدہ اسرائیلی غلاموں میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی تھی اس لیے مصری حکومت نے انہیں اپنے ملک سے نکال دیا تھا۔موسیٰ ایک قبطی پروہت تھے جو یہودی جذامیوں کے پاس گئے اور انہیں مصری حفظانِ صحت کے طریقوں سے آشنا کرایا۔یونانی مورخ سٹرابو اور رومی مورخ لنسائس نے بھی ہجرت کی یہی توجیہ کی ہے"۔

تاہم قوم بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت کی یہ توجیہہ نہایت بودی ہے اس لیے کہ اس کی تفصیلات بیانِ قرآن کے خلاف ہیں اور بیانِ قرآن کے خلاف کوئی بھی بیان چاہے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنے ہی معتبر نام کے ساتھ ملے ہمارے لیے قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہوسکتا۔اس لیے کہ قرآن میں اس بات کی صاف تصریح موجود ہے کہ قوم بنی اسرائیل کی فراعین مصر سے نجات اللہ کی طرف سے ان پہ ایک احسان تھا۔اگر چہ خالق نے قوم بنی اسرائیل پر سینکڑوں دیگر احسانات بھی کیے تھے جو قوم بنی اسرائیل نے بھلا دیئے اور ناشکری کی اس راہ پہ چل نکلی جس پہ فلاح کی کوئی منزل نہ تھی۔

قرآن حکیم میں اللہ پاک قوم بنی سرائیل سے مخاطب ہو کے فرماتا ہے!

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ○ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ○ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ○

(القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ ۲ : ۴۷۔۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا نہ کسی کی سفارش قبول ہوگی، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی، یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات بخشی، انہوں نے تمہیں اس سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا کہ وہ تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس حالت میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی، یاد کرو وہ وقت جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لیے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیریت گزار دیا پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے قوم فرعون کو غرقاب کیا "۔

سید مودودی " تفہیم القرآن " میں قوم بنی اسرائیل کی صحرانوردی کے متعلق رقم طراز ہیں!

" حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر جزیرہ نمائے سینا میں مارہ ایلیم اور رفیدم کے راستے کوہ سینا کی طرف آئے اور ایک سال سے زائد مدت تک وہیں ٹھہرے رہے۔ یہیں تورات کے بیشتر احکام آپ پر نازل ہوئے۔ پھر آپ کو حکم ہوا کہ اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو لے کر فلسطین کی طرف جاؤ اور اسے فتح کر لو کہ وہ تمہاری میراث میں دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو لیے ہوئے حصیر اور حصیرات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستے دشت فاران میں تشریف لائے اور یہاں سے آپ نے ایک وفد فلسطین کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ قادس کے مقام پر اس وفد نے آ کر اپنی رپورٹ پیش کی۔ حضرت یوشع اور کالب کے سوا پورے وفد کی رپورٹ نہایت حوصلہ شکن تھی جسے سن کر بنی اسرائیل چیخ اٹھے اور انہوں نے فلسطین کی مہم پر جانے سے انکار کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب یہ چالیس برس تک اس علاقے میں بھٹکتے رہیں گے اور ان کی موجودہ نسل سے یوشع اور کالب کے سوا کوئی فلسطین کی شکل نہ دیکھ پائے گا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل دشت فاران بیابان شور اور دشت سین کے درمیان مارے مارے پھرتے رہے اور اعمالقہ، اموریوں مدائنیوں اور موآب کے لوگوں سے لڑتے بھڑتے رہے۔ جب چالیس سال گذرنے کے قریب آئے تب اودوم کی سرحد کے قریب کوہ ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیے ہوئے موآب کے علاقے میں داخل ہوئے اور پورے علاقے کو فتح کرتے ہوئے حسبون اور شطیم تک پہنچ گئے۔ یہاں کوہ عباریم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا ان کے بعد ان کے خلیفہ اول یوشع بن نون نے مشرق کی جانب سے دریائے اردن کو پار کر کے یریحو اور اریحہ کے شہروں کو فتح کیا جو ان کے پہلے فلسطینی شہر تھے پھر ایک قلیل مدت بعد ہی قوم بنی اسرائیل نے پورا فلسطین فتح کر لیا"۔

اب ہم دیگر مورخین کے حوالے سے ان تفصیلات کو بیان کرتے ہیں جن کا براہ راست تعلق قوم بنی اسرائیل کی تاریخ اور ان کے رویہ انحراف سے ہے جس کے باعث ان کو منصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت سے معزول کیا گیا تھا۔قوم بنی اسرائیل مصر کی کئی صدیوں تک غلامی کے باعث ذہنی پستی کی حالت میں تھی جس کے باعث وہ حضرت موسیٰ ؑ کی عظمت تک کو پہچاننے سے عاری تھے اور نہ ہی ان کو خالق کے ان احسانوں کا ادراک حاصل تھا جو ایک تسلسل کے ساتھ ان پہ نازل کیے جا رہے تھے۔صحرائے سینا میں ان کے قیام کے دوران اللہ نے ان کے لیے من وسلویٰ کا اہتمام کیا۔من جو دھنیے کے بیج کی طرح سفید تھا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور یہ اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل کی وہ ضیافت تھی جو ان کے لیے ایک ایسا اعزاز تھا جس کی مثال تاریخ انسانی میں دستیاب نہیں۔مگر انہوں نے اس پہ بھی ناک بھوں چڑھایا اور اپنے نبی سے پیاز اور ککڑی جیسی ادنیٰ سبزیوں کی فرمائش کر دی۔اس دشت نوردی کے دوران جب وہ کوہ سینا کے پاس سے گذرے تب خداوند خدا یہواہ شعلے کی شکل میں اتر کے ان کے پاس آیا اور اس نے جناب موسیٰ ؑ کو پہاڑ کی چوٹی پہ طلب کیا توراۃ میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔

"تب موسیٰ پہاڑ کے اوپر گیا اور پہاڑ کی چوٹی پہ گھٹا چھا گئی اور خدا کا جلال کوہ سینا پہ آ کے ٹھہرا اور چھ دن تک گھٹا اس پہ چھائی رہی اور ساتویں دن اس نے گھٹا میں سے موسیٰ کو بلایا اور بنی اسرائیل کی نگاہ میں پہاڑ کی چوٹی پر خداوند خدا کا جلال بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا اور موسیٰ گھٹا کے بیچ میں سے ہو کر پہاڑ پہ چڑھ گیا اور پہاڑ پہ چالیس دن اور راتیں رہا"۔

توراۃ (کتاب خروج)

اس دروان خداوند یہواہ نے اپنے احکام کی دو الواح جناب موسیٰ ؑ کو دیں اور خیمہ اجتماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت کا صندوق، قربان گاہ اور شمعدان وغیرہ بنانے کی دعوت دی۔ جناب موسیٰ ﷺ پہاڑ سے نیچے اترے تو انہوں نے دیکھا کہ قوم بنی اسرائیل نے پوجا کے لیے خدا کی بجائے سونے کا بچھڑا ڈھال لیا ہے۔ یہ منظر کسی بھی پیغمبر کے لیے ایک خوفناک منظر ہوتا۔ چنانچہ جناب موسیٰ ﷺ غصے سے بیتاب ہو اٹھے الواح کو پٹخ دیا اور حضرت ہارون علیہ السلام سے شکوہ کیا کہ میری غیر موجودگی میں تم نے قوم کی حفاظت نہ کی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا کہ میں ان کی اس حرکت سے بری الذمہ ہوں اور میں نے ان کو بہت سمجھایا قریب تھا کہ یہ لوگ مجھ پہ غالب آ جاتے اور قوم فرقہ فرقہ ہو جاتی۔ اس لیے میں نے ان کو ان کے حال پہ چھوڑ دیا۔ قوم بنی اسرائیل کی طرف سے اس حرکت پہ خود خالق کی ناراضگی بھی بجا تھی۔ تاہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی التجا اور دعاؤں کی بدولت ان پر سے عذاب کا خطرہ ٹل گیا۔ تب نئی الواح پر احکام عشرہ کندہ کیے گئے اور قوم بنی اسرائیل کی شریعت ان کے حوالے کر دی گئی۔ پھر جناب موسیٰ علیہ السلام نے تابوت سکینہ بنوایا اور اس میں الواح شریعت من کا مرتبان اور اپنا عصا رکھا اور اس کو بند کر دیا تب قوم بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں وہاں سے کوچ کیا۔ اس سفر میں یہواہ بنی اسرائیل کو سورج کی روشنی سے بچانے کے لیے بادل کے بلند ستونوں کی صورت ان کے سر پہ سایہ فگن رہتا اور رات کو ایک شعلہ کی صورت منزل کی طرف ان کی راہنمائی کرتا۔ کتاب التوراۃ میں بیان کیا گیا ہے:

> ”اور بنی اسرائیل کے سارے سفر میں یہ ہوتا رہا کہ جب وہ ابر مسکن کے اوپر اٹھ جاتا تو وہ آگے بڑھتے پر اگر وہ ابر نہ اٹھتا تو وہ اس دن تک سفر نہ کرتے جب تک وہ اٹھ نہ جاتا کیونکہ خداوند خدا کا ابر اسرائیل کے سارے گھرانے کے سامنے اور ان کے سارے سفر میں دن کے وقت تو مسکن کے اوپر رہتا اور رات کو اس میں آگ لگی رہتی“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(باب الخروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

بنی اسرائیل بہ حیثیت قوم نہایت ہٹ دھرم اور جھگڑالو تھے۔ ہر وقت شورش اور سرکشی پہ تلے رہتے تھے۔ وہ پرلے درجے کے بزدل ہو چکے تھے اسی لیے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فلسطین پہ حملہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ فلسطین میں بسنے والے لوگ بڑے بہادر قوی اور جسیم ہیں اس لیے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں اور فلسطین فتح کرنے کے لیے تم جاؤ اور تمہارا خدا جائے۔ چنانچہ خالق نے ان کے نصیب میں چالیس سال کی دربدری لکھ دی۔ قوم بنی اسرائیل چالیس سال تک صحرائے سینا میں ایک بے منزل مسافرت کے آزار میں مبتلا رہی اور جب تک ان میں لوگوں کی نئی نسل پروان نہ چڑھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انکار کرنے والے تمام لوگ ہلاک نہ ہو گئے قوم بنی اسرائیل کو اس ابتلاء سے نجات نہ مل سکی۔

توراۃ میں ارشاد ہے کہ!

"خداوند خدا کا قہر اسرائیل پہ بھڑکا اور اس نے ان کو چالیس برس تک آوارہ پھرایا جب تک کہ ان کی اس پشت کے سب لوگ جنہوں نے خداوند کے روبرو گناہ کیا تھا نابود نہ ہو گئے"۔

(توراۃ۔۔۔گنتی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب اللہ کے حکم سے قوم بنی اسرائیل نے پھر سے ملک فلسطین کی طرف کوچ کیا اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دریائے یردن کے کنارے پہنچ گئے تب خداوند خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ!

"جب تم دریائے یردن کو عبور کر کے ملک کنعان میں داخل ہو تو تم اس ملک کے باشندوں کو وہاں سے نکال دینا اور ان کی شبیہ دار پتھروں کو اور ان کے ڈھالے ہوئے بتوں کو توڑ ڈالنا اور ان کے سب سے اونچے مقاموں کو مسمار کر دینا اور تم اس ملک پہ قبضہ کر کے اس میں بسنا کیوں کہ میں نے وہ ملک تم کو دیا ہے تا کہ تم اس کے مالک بنو"۔

(توراۃ ۔۔۔ گنتی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"قوم بنی اسرائیل کو خداوند خدا نے یہ حکم جاری کیا کہ ملک فتح کرنے بعد تم ان کے تمام مذہبی مقامات کو مسمار کر دینا ان کے بت توڑ ڈالنا ان کے مذبح خانوں کو تباہ کر دینا اور ان سے کوئی عہد نہ کرنا اور نہ ان پہ کوئی رحم کرنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتوں کو آگ میں جلا دینا کیونکہ تو "خداوند اپنے خدا کے لیے ایک مقدس قوم ہے خداوند تیرے خدا نے تجھ کو روئے زمین کی اور سب قوموں میں سے چن لیا ہے اور وہ اس قسم کو جو اس نے تمہارے باپ دادا سے کھائی تھی پورا کیا"۔

(توراۃ ۔۔۔ باب استثناء)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب موآب کے میدان میں جناب موسیٰ علیہ السلام کو پیغام اجل آ پہنچا اور انہیں بیت فغور کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقابل دفن کیا گیا ۔زمانہ گذرنے کے ساتھ ان کی قبر کے نشانات معدوم ہوتے چلے گئے ۔قوم اپنے نبی کی وفات پہ تیس دن تک ماتم کرتی رہی ۔ جناب موسیٰ ﷺ کی وفات کے بعد خداوند خدا نے نون کے بیٹے یوشع کو مامور کیا کہ وہ دریائے یردن کو عبور کریں اور کنعانیوں پر حملہ آور ہوں ۔ چنانچہ بنی اسرائیل کا لشکر یوشع بن نون کی قیادت میں دریائے یردن کے پار اتر گیا اور یریحو کے قلعہ بند شہر کا محاصرہ کر لیا۔

"تب خداوند خدا نے یشوع سے کہا کہ دیکھ میں نے یریحو کو اور اس کے بادشاہ اور زبردست سورماؤں کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے سو تم سب جنگی مرد شہر کو گھیر لو اور ایک دفعہ اس کے گرد گرد ش کرو چھ دن تک تم ایسا ہی کرنا اور سات کاہن صندوق کے آگے مینڈھوں کے سینگوں کے نرسنگے لیے ہوئے چلیں اور ساتویں دن تم شہر کے گرد سات بار گھومنا اور کاہن نرسنگھے پھونکیں اور تم نرسنگھے کی آواز سنو تو سب نہایت زور سے للکارنا تب شہر پناہ گر جائے گی اور تم اس میں داخل ہو جانا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا بوڑھے کیا جوان کیا بیل بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے نابود کر دیا "۔

(یشوع)

نرسنگھیوں کی آواز نے اپنا اثر دکھایا اور یریحو کی شہر پناہ زمین بوس ہو گئی ۔ اموریوں کے خلاف خداوند نے بنی اسرائیل کی غیبی مدد کی اور اموریوں کو آسمانی پتھروں سے ہلاک کرنا شروع کر دیا ۔ جب اموری شکست کھا کر بھاگ رہے تھے تو یشوع نے خدا سے درخواست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کہ اے خداوند خدا سورج کو ٹھہرا دے تا کہ وہ اس کی روشنی میں رات سے پہلے دشمن کا قلع قمع کر سکے۔تب ان کی دعا قبول کی گئی اور سورج ٹھہر گیا اور بنی اسرائیل نے تمام اموریوں کو تہہ تیغ کر دیا۔اس طرح خداوند خدا یہوا بنی اسرائیل کی طرف سے لڑتا رہا اور فتح یاب ہوا اللہ کی جانب سے ان کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ؛

"تب خداوند خدا نے کہا کہ تمہارا ایک ایک مرد ایک ایک ہزار کو رگیدے گا کیونکہ خداوند خدا ہی تمہاری طرف سے لڑتا ہے جیسا کہ اس نے تم سے کہا تھا"۔

(یشوع)

یشوع کے بعد جدعون، افتاع، سمسون وغیرہ مدیانوں اعمالیق اور افرائمیوں وغیرہ سے نمرد آزما رہے اور اکثر غالب رہے۔تاہم جب غیر اقوام سے بنی اسرائیل کا میل جول بڑھا اور وہ ان میں شادیاں بھی کرنے لگے تب ان میں بت پرستوں جیسی رسوم اور عبادات رواج پا گئیں تو خداوند خدا نے بھی ان کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا اور وہ ذلیل و خوار ہونے لگے۔تب ان کے ہاں سیموئیل نبی کو مامور کیا سیموئیل نبی کے ظہور کے ابتدائی دور میں بنی اسرائیل سخت انتشار میں مبتلا تھے۔اگرچہ تعداد کے لحاظ سے یہ اس وقت تین لاکھ سے زیادہ تھے لیکن بدعات اور شرک کے غلبے کی وجہ سے ان کی مذہبی و اخلاقی حالت بڑی خراب تھی اور اجتماعی قومی نظم کے منتشر ہو جانے کی وجہ سے وہ ہلاکت کے قریب تھے۔

"فلسطی لڑے اور بنی اسرائیل نے شکست کھائی، اور ہر ایک اپنے ڈیرے کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھاگا اور وہاں نہایت خون ریزی ہوئی کیونکہ تیس ہزار اسرائیلی پیادے وہاں کھیت رہے، اور خدا کا صندوق ان سے چھن گیا"۔

(سیموئیل باب ۴: ۱۰۔۱۱)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"اس خبر لانے والے نے جواب دیا کہ اسرائیلی فلسطیوں کے آگے سے بھاگے اور لوگوں میں بڑی خونریزی ہوئی اور تیرے دونوں بیٹے حفنی اور فیخاس بھی مر گئے اور خدا کا صندوق چھن گیا جب اس نے خدا کے صندوق کا ذکر کیا تو وہ کرسی سے پچھاڑ کھا کر پھاٹک کے کنارے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی ۔۔۔۔۔ اور کہنے لگے کہ حشمت اسرائیل سے جاتی رہی اس لیے کہ خدا کا صندوق چھن گیا، اور اس کا خسر اور خاوند جاتے رہے تھے سو اس نے کہا کہ حشمت اسرائیل سے جاتی رہی"۔

(سیموئیل باب ۴، ۱۷۔۔۔۲۲)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" اور جس دن سے صندوق قریت یعریم میں رہا تب سے ایک مدت ہو گئی یعنی بیس برس گذر گئے اور اسرائیل کا سارا گھرانہ خداوند خدا کے پیچھے نوحہ کرتا رہا، اور سیموئیل نے اسرائیل کے سارے گھرانے سے کہا کہ تم اگر اپنے سارے دل سے خداوند کی طرف رجوع لاتے ہو تو اجنبی دیوتاؤں اور عستارات کو اپنے بیچ سے دور کر دو اور خداوند خدا کے لیے اپنے دلوں کو مستعد کر کے فقط اسی کی عبادت کرو تو وہ فلسطیوں کے ہاتھ سے تمہیں رہائی دلائے گا۔ تب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل نے بعلیم اور عشتارات کو دور کیا اور فقط خداوند خدا کی عبادت کرنے لگے پھر سیموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مصفاہ میں جمع کیا اور ان کے لیے خداوند خدا سے درخواست کرو"۔

(سیموئیل باب ۷۔۲۔۶)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"تب سیموئیل نبی بنی اسرائیل کے لیے دعا کرتا رہا اور خداوند خدا نے اس کی فریاد سنی، اور جس وقت سیموئیل اس سوختنی قربانی سے گزر رہا تھا اس وقت فلسطی اسرائیلیوں سے جنگ کرنے کو نزدیک آئے لیکن خداوند فلسطیوں کے اوپر اس دن بڑی کڑک کے ساتھ گرجا اور ان کو گھبرایا اور انہوں نے اسرائیلیوں کے آگے شکست کھائی اور اسرائیل کے لوگوں نے مصفاہ سے نکل کر فلسطیوں کو رگیدا اور بیت کر کے نیچے تک انہیں مارتے چلے گئے۔۔۔۔سو فلسطی مغلوب ہوئے اور اسرائیل کی سرحد میں پھر نہ آئے اور سیموئیل کی زندگی بھر خداوند خدا کا ہاتھ فلسطیوں کے خلاف ہی رہا اور عقرون سے جات تک کے شہروں کو فلسطیوں نے اسرائیلیوں سے لے لیا تھا اور وہ پھر اسرائیلیوں کے قبضے میں آئے اور اسرائیلیوں نے ان کی نواحی بھی فلسطیوں سے چھڑائی"۔

(سیموئیل باب ۷۔۱۰۔۱۴)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اللہ کے نبی سیموئیل نے قوم بنی اسرائیل کے اندر تجدید و اصلاح کا جو کام شروع کیا تھا اس سے بنی اسرائیل کے اندر کچھ زندگی تو ضرور پیدا ہوئی اور وہ فلسطیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں ان سے اپنے کئی شہر بھی واپس لے لیے مگر ابھی قوم ہر طرف سے بہت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دشمنوں میں گھری ہوئی تھی اور ان کے بہت سے شہر ہنوز دشمنوں کے قبضے میں تھے۔ فلسطیوں کے علاوہ موآب، اودوم اور ضوباہ کے بادشاہوں سے بھی ان کو ہر وقت خطرہ تھا۔ پھر سیموئیل نبی بوڑھے ہو چکے تھے اور انہوں نے بنی اسرائیل کی قیادت کی ذمہ داریاں اپنے بیٹوں کے سپرد کر دی تھیں۔

مگر قوم بنی اسرائیل اپنی عادت کے مطابق ان سے تعاون کرنے کو تیار نہ تھی اور اپنے نبی سے مطالبہ کر رہی تھی کہ کسی شخص کو ان کا امیر مقرر کیا جائے جس کی ماتحتی میں وہ جہاد کریں مگر اللہ کے نبی اپنی قوم کی اخلاقی حالت سے واقف تھے اور اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر جانتے تھے کہ بنی اسرائیل کی اصل کمزوری یہ نہیں ہے کہ میدان جنگ میں راہنمائی کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی لیڈر نہیں ہے بلکہ ان کی اصل کمزوری یہ ہے کہ جنگ کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے اندر عزم و ایمان نہیں ہے۔ اس وجہ سے اللہ کے نبی نے جیسا کہ تورات میں بھی بیان ہوا ہے ان کے اس مطالبے کی مخالفت کی اور ان کی توجہ ان کی اصل کمزوری کی طرف مبذول کرائی۔ مگر قوم اپنی ضد پہ اڑی رہی اور آخر کار اللہ کے نبی کو ان کے لیے سربراہ مقرر کرنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے طالوت کو ان کا سربراہ مقرر کر دیا (تورات میں ان کا نام ساؤل لکھا گیا ہے مگر ہم قرآن ہی کے بیان کو ترجیح دیں گے) تورات میں ان کے غیر معمولی طور پہ قد آور ہونے کا ذکر خاص طور کیا گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ساؤل قبیلہ بنیامین کا تیس سالہ نوجوان تھا۔ بنی اسرائیل میں اس سے خوبصورت شخص اور کوئی نہ تھا وہ اتنا قد آور تھا کہ لوگ اس کے کندھوں تک آتے تھے۔ وہ اپنے باپ کے گمشدہ گدھے ڈھونڈنے گھر سے نکلا تھا راستے میں جب وہ سیموئیل نبی کی قیام گاہ کے قریب سے گذرا تو اللہ نے اپنے نبی کو اشارہ کیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کو ہم نے بنی اسرائیل کی قیادت کے لیے منتخب کیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیموئیل طالوت کو بازو سے پکڑ کر اپنے گھر لے آئے اور تیل کی کپی لے کر اس کے سر پہ انڈیل دی اسے چوما اور اسے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ خداوند نے تجھے مسح کیا تا کہ تو نبی کی اس میراث کا پیشوا ہو۔اس کے بعد انہوں نے بنی اسرائیل کے اجتماع میں اس کی بادشاہی کا اعلان کر دیا اور قوم بنی اسرائیل میں یہ دوسرا شخص تھا جس کو خدا کے حکم سے "مسیح" کر کے پیشوائی کے منصب پر مقرر کیا گیا اس سے پہلے حضرت ہارون علیہ السلام کو سردار کی حیثیت سے مسح کیا گیا تھا اس کے بعد تیسرے ممسوح داؤد علیہ السلام ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے چوتھے مسیح تھے۔تاہم یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ طالوت کے متعلق قرآن یا حدیث یا توراۃ میں کوئی ایسی تصریح نہیں کہ وہ نبوت کے منصب پہ بھی فائز تھے اور محض بادشاہی کے لیے نامزد کیا جانا اس بات کے لیے کافی نہیں کہ انھیں نبی بھی تسلیم کیا جائے۔

"اور جب وہ لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تو ایسا قد آور تھا کہ لوگ اس کے کندھے تک آتے تھے"۔

توراۃ(باب سموئیل ۱۰۔۲۳)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

کچھ بعید نہیں کہ اپنے اس غیر معمولی قد و قامت کی وجہ سے وہ لوگوں میں طالوت کے لقب سے مقبول ہوں اس لیے کہ عبرانی میں "لمبے تڑنگے کو طالوت" کہا جاتا تھا۔عربی اور عبرانی دونوں زبانیں قریب قریب ہیں اس وجہ سے دونوں میں بہت سے مادے مشترک ہیں۔گمان ہوتا ہے کہ توراۃ میں ان کا ذکر نام سے کیا گیا ہے اور قرآن میں ان کے لقب کا ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ ان کے نام کے بارے میں توراۃ کا بیان غلط ہے اور ان کا اصل نام طالوت ہی ہے۔تاہم اللہ کے نبی کا اندازہ ہی درست ثابت ہوا اور ان کے اپنے ہی مطالبے پر جب ان کے اوپر سردار بھی مقرر کر دیا گیا اور جہاد کا حکم بھی دے دیا گیا تب قوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل نے حسب عادت عین وقت پر کندھا ڈال دیا اور نبی کے انتخاب پہ نقطہ چینی کرنے لگے اور بجائے اس کے کہ وہ اللہ کے نبی کے انتخاب کو ترجیح دیتے اور خوشی سے اس کی پیروی کرتے انہوں نے حسب عادت اللہ کے نبی پہ اعتراض جڑ دیا کہ یہ ہمارا سردار کیسے ہوسکتا ہے، جس کا قبیلہ بھی چھوٹا ہے اور گھرانہ بھی۔اس سے زیادہ تو ہم خود اس منصب کے حق دار ہیں۔ان کے اعتراض کی بنیاد یہ تھی کہ طالوت کوئی مالدار آدمی نہ تھا علاوہ ازیں ان کا تعلق قبیلہ بنیامین سے تھا جو بنی اسرائیل کا سب سے چھوٹا قبیلہ تھا۔پھر طالوت اس قبیلے کے تمام گھرانوں سے چھوٹے گھرانے کا فرد تھا۔

توراۃ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خود طالوت کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ ان کا قبیلہ اور خاندان چھوٹا ہے مگر وہ اس امر سے بھی آگاہ تھے کہ ان کی سرداری کا فیصلہ اللہ کے نبی نے کیا ہے اور یقیناً اللہ کے اشارے پہ کیا ہے اس لیے انہوں نے خوشی سے اس منصب کو قبول کیا۔چنانچہ جب سیموئیل نے ان کا انتخاب کیا تو انہوں نے بڑی انکساری سے یہ الفاظ اللہ کے نبی سے کہے:

> ”ساؤل نے جواب دیا کیا میں بنیامین یعنی اسرائیل کے سب سے چھوٹے قبیلے سے نہیں کیا میرا گھرانہ بنیامین کے قبیلے کے سب گھروں سے چھوٹا نہیں“
>
> توراۃ (باب سیموئیل ۔۔۔ ۹۔۲۱)

تاہم بنی اسرائیل نے اپنی روش نہ بدلی اور ان پہ اعتراض کرتے گئے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کا انتخاب اللہ کے نبی نے کیا ہے چنانچہ انہوں نے کہا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"پر شریروں میں سے بعض کہنے لگے یہ شخص ہم کو کس طرح بچائے گا سو انہوں نے اس کی تحقیر کی اور اس کے لیے نذرانے نہ لائے پر وہ ان سنی کر گیا اور لوگ سیموئیل سے کہنے لگے یہ کس نے کہا تھا کہ ساؤل ہم پہ حکومت کرے گا"۔

توراۃ (باب سیموئیل ۱۱۔۱۲)

تاہم اللہ کے نبی سیموئیل نے قوم کا اعتراض رد کر دیا اور کہا کہ طالوت میرا انتخاب نہیں ہے اس کو تمہاری سربراہی پہ خود خداوند خدا نے مقرر کیا ہے۔تم سرداری کو رسوخ اور مال کے پیمانوں سے ناپتے ہو مگر اللہ اسے علم اور عمل کے پیمانے سے ناپتا ہے۔طالوت کے پاس اگرچہ خاندان کی شوکت اور مال وزر کی فراوانی نہیں ہے مگر وہ علم کی وسعتوں اور عمل کی قوتوں سے مالا مال ہے اور خدا کے انتخاب میں انھی پیمانوں کو اہمیت حاصل ہے نہ کہ خاندان اور اور جاہ وحشم کو۔

اس کے بعد فرمایا!

اقتدار و اختیار خدا کی دین ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے اور جس کو بخشتا ہے اپنی حکمتوں کے تقاضوں کے تحت بخشتا ہے اس کا اقتدار تمام اقتداروں کو محیط ہے اور اس کا علم ہر چیز پہ حاوی ہے اس کے پاس نہ بخشنے کے لیے کوئی کمی ہے نہ بخش کر واپس لینے میں کوئی چیز مانع ہے۔چنانچہ اللہ کے نبی سیموئیل نے طالوت کو سردار مقرر کرنے کے موقع پر جو وعظ قوم اسرائیل کو دیا تھا اس کا کچھ حصہ توراۃ سے نقل کیا جاتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ!

"پھر سیموئیل لوگوں سے کہنے لگا وہ خداوند ہی ہے جس نے موسیٰ و ہارون کو مقرر کیا تھا اور تمہارے باپ دادا کو ملک مصر سے نکال لایا تھا سو اب ٹھہرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہوتا کہ میں خداوند کے حضور ان سب نیکیوں کے بارے میں جو خداوند نے تم سے اور تمہارے باپ دادا سے کیں گفتگو کروں ۔جب یعقوب مصر میں گیا اور تمہارے باپ دادا نے خداوند سے فریاد کی تو خداوند نے موسیٰ اور ہارون کو بھیجا جنہوں نے تمہارے باپ دادا کو نکال کر اس جگہ بسایا پر وہ خداوند کو بھول گئے ۔سو اس نے حصور کی فوج کے سپہ سالار سیسرا کے ہاتھوں اور فلسطیوں کے ہاتھ اور شاہ موآب کے ہاتھ بیچ ڈالا اور وہ ان سے لڑے پھر انہوں نے خداوند سے فریاد کی اور کہا کہ ہم نے گناہ کیا اس لیے کہ ہم نے خداوند کو چھوڑ کر اور بعلیم اور عستارات کی پرستش کی پر اب تو ہم کو ہمارے دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑا تو ہم تیری پرستش کریں گے سو خداوند نے یربعل اور بدان اور افتاح اور سیموئیل کو بھیجا اور تمہارے دشمنوں کے ہاتھ سے جو تمہارے چاروں طرف تھے رہائی دی اور تم چین سے رہنے لگے اور جب تم نے دیکھا کہ بنی عمون کا بادشاہ ناحس تم پہ چڑھ آیا ہے تو تم نے مجھ سے کہا کہ ہم پر کوئی بادشاہ سلطنت کرے حالانکہ خداوند تمہارا بادشاہ ہے سو اب اس بادشاہ کو دیکھو جسے تم نے چن لیا ہے اور جس کے لیے تم نے درخواست کی تھی دیکھو خداوند سے ڈرتے اور اس کی پرستش کرتے اور اس کی بات مانتے رہو اور خداوند کے حکم سے سرکشی نہ کرو اور تم اور وہ بادشاہ بھی جو تم پہ سلطنت کرتا ہے خداوند اپنے خدا کے پیرو بنے رہو تو خیر پر تم اگر خداوند کی بات نہ مانو بلکہ خداوند کے حکم سے سرکشی کرو تو خداوند کا ہاتھ تمہارے خلاف ہوگا جیسے وہ تمہارے باپ دادا کے خلاف ہوتا تھا سو اب ٹھہرے رہو اس بڑے کام کو دیکھو جسے خداوند تمہاری آنکھوں کے سامنے کرے گا"۔

توراۃ (سیموئیل باب ۱۲ ـــ ۶ـ۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوپر ذکر ہو چکا ہے بنی اسرائیل کے دورِ انحطاط میں دشمن ان سے قوم کی متبرک ترین چیز تابوت سکینہ کو ان سے چھین کر لے گئے تھے اور اس دور میں جب طالوت کا تقرر ہوا تو قوم بنی اسرائیل کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اس تابوت کو واپس کیسے حاصل کیا جائے۔ اس بنا پہ جب حضرت سیموئیل نے طالوت کا انتخاب کیا تو طالوت کے انتخاب کو خدائی انتخاب کی نشانی یہ ٹھہرائی کہ ان کی بیعت کے بعد قوم کو تابوت سکینہ خود بخود واپس مل جائے گا۔ چنانچہ آپ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور فلسطیوں نے اس صندوق کو ایک گاڑی پر رکھ کر اس کو بنی اسرائیل کے علاقے کی طرف ہانک دیا۔ توراۃ کے باب سیموئیل میں اس کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

"اب تم ایک نئی گاڑی بناؤ اور دو دودھ والی گائیں جن کے جوا نہ لگا ہو لو اور ان گایوں کو ایک گاڑی میں جوتو اور ان کے بچوں کو گھر لوٹا لاؤ اور خدا کا صندوق لے کر اس گاڑی پہ رکھو اور سونے کی چیزوں کو جن کو تم حرم کی قربانی کے طور پہ ساتھ کرو گے، ایک صندوقچہ میں کر کے اس کے پہلو میں رکھ دو اور اسے روانہ کر دو کہ چلا جائے اور دیکھتے رہنا ۔۔۔۔ سو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور دودھ والی گائیں لے کر ان کو گاڑی میں جوتا اور ان کے بچوں کو گھر میں بند کر دیا اور خداوند کے صندوق ۔۔۔۔ اور صندوقچہ کو گاڑی پہ رکھ دیا، ان گایوں نے بیت شمس کا سیدھا راستہ لیا وہ سڑک ہی سڑک ڈکارتی گئیں اور دائیں یا بائیں ہاتھ نہ مڑیں اور فلسطی سردار بیت شمس کی سرحد تک اس کے ساتھ گئے اور وادی شمس کے لوگ گیہوں کی فصل کاٹ رہے تھے اور انہوں نے جو آنکھیں اٹھائیں تو اپنے صندوق کو دیکھا اور دیکھتے ہی خوش ہو گئے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توراۃ(کتاب سموئیل باب ۶ ۔۔۔ ۷۔۱۴)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس کے بعد طالوت بنی اسرائیل کو لے کر دشمن سے جنگ کرنے نکلے۔تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ جنگ فلسطیوں کے خلاف تھی جس کی قیادت جاتی کر رہا تھا۔ قرآن نے اسے جالوت لکھا ہے اس لیے ہم بھی اس کو جالوت ہی لکھیں گے طالوت اور قوم بنی سرائیل کے راستے میں ایک دریا آیا قوم پیاس سے ہانپ رہی تھی مگر طالوت نے قوم کو کہا کہ اس وقت تک کوئی ندی کا پانی نہ پیے جب تک کہ وہ ندی پار نہ کر لے اور یہ تمہاری آزمائش ہے اللہ کی طرف سے ۔دراصل طالوت اپنی قوم کی اخلاقی حالت کو جانتا تھا اس لیے اس نے چاہا کہ بزدلوں کو الگ کر دے تا کہ وہ اطمینان سے میدان میں اتر سکے۔قوم کی اکثریت نے اسی کنارے پہ پانی پی لیا اور گر کر ہانپنے لگی اور اپنے سردار سے کہا کہ جالوت بہت بہادر اور اس کا لشکر بہت ظالم ہے اس لیے آج تو ہم میں اس سے لڑنے کی سکت نہیں ہے۔ظاہر ہے جو لوگ اپنے سردار اور قائد کے حکم سے چند گھنٹے کی پیاس برداشت کرنے کے قابل نہ ہوں میدان جنگ میں ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔تاہم کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو روکا اور صبر کیا طالوت نے ساری قوم کو پیچھے چھوڑا اور ان چند سو لوگوں پر بھروسہ کیا جنہوں نے صبر کیا تھا اور اپنے حکمران یا سالار کی بات کو غور سے سنا تھا اور عمل کیا تھا قرآن نے بھی واقعے کو اپنے مخصوص انداز سے پیش کیا ہے اور ان لوگوں کی خصوصیات بیان کی ہیں جنہوں نے اپنے سردار سے وفاداری کی۔اس کے بعد قرآن نے وہ دعا پیش کی جو طالوت نے دشمن کے سامنے اترنے سے قبل اپنے اللہ کے حضور کی۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ..

القرآن الحکیم (سورۃ البقرہ ۲ : ۲۴۹ ۵۰)

ترجمہ:

"لیکن جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے انہوں نے کہا! بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پہ غالب آ گیا ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلے پہ نکلے تو انہوں نے اپنے رب سے دعا کی ہم پہ صبر کا فیضان کر ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پہ ہمیں فتح نصیب فرما آخر کار اللہ کے اذن سے انہوں نے کافروں کو مار بھگایا اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکومت سے نوازا اور جن جن چیزوں کا چاہا اسے علم عطا فرمایا"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

چنانچہ جب طالوت ندی کے پار اترا تو اس کے ساتھ بہت ہی کم ساتھی تھے۔ تاہم اس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطمینان تھا کہ وہ اس سے مخلص ہیں اور پیٹھ دکھانے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ حق اور باطل کی وہ جنگ کچھ اسی طرح کی تھی جس طرح کی جنگ بدر کے میدان میں مسلمانوں نے آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں قریش کے خلاف لڑی تھی۔ بعض تاریخی روایات کی بنیاد پہ یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اسی طرح طالوت کے ساتھ بھی تین سو تیرہ لوگ ہی تھے مگر چونکہ وہ مخلص تھے اس لیے اس میدان میں بھی غالب رہے جو جالوت نے سجایا تھا اور اس میدان میں بھی غالب رہے جو ابوجہل نے سجایا تھا۔

توراۃ کے باب سیموئیل میں اس لڑائی کا ذکر اس طرح آیا ہے:

"پھر فلسطیوں نے جنگ کے لیے اپنی فوجیں جمع کیں اور یہواہ کے شہر شوکہ میں فراہم ہوئے اور شوکہ اور عزیقہ کے درمیان افسید میم میں خیمہ زن ہوئے اور ساؤل اور اسرائیل کے لوگوں نے جمع ہو کر ایلہ کی وادی میں ڈیرے ڈالے اور لڑائی کے لیے فلسطیوں کے مقابل صف آرائی کی اور ایک طرف کے پہاڑ پر فلسطی اور دوسری طرف کے پہاڑ پر بنی اسرائیل کھڑے ہوئے اور ان دونوں کے درمیان وادی تھی"۔

توراۃ (باب سیموئیل ۱۷ ۱-۳)

میدان جنگ سج چکا تھا دونوں فوجیں آمنے سامنے تھیں بنی اسرائیل کی قیادت طالوت کر رہا تھا اور فلسطیوں کا سردار جالوت تھا۔ جالوت بڑا دیوہیکل گرانڈیل اور ماہر جنگجو اور اعلیٰ پہ سالار کے طور پہ جانا جاتا تھا۔ چہار سو دشمنوں پہ اس کا رعب طاری تھا خاص طور پہ بنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل اس سے بری طرح مرعوب تھے۔تب بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت داؤدؑ جالوت کے مقابلے میں اپنے ہتھیار سجا کر نکلے۔یہ داؤدؑ ہی حضرت داؤدؑ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا اور جن کی صلب سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ان کی ابتداء انتہائی غریبانہ مگر انتہا نہایت شاندار ہوئی تھی۔انہوں نے خود اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ خداوند نے مجھے بھیڑ سالے سے نکالا اور اسرائیل کے تخت پر لا بٹھایا۔یہ طالوت کی اس فوج میں شامل تھے جس کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ان کی شمولیت کے متعلق تورات میں دو مختلف روائتیں درج ہیں ایک سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس جنگ کے پیش آنے سے پہلے ہی حضرت داؤدؑ طالوت کی مجلس مشاورت کے رکن تھے اور در پردہ یہ سموئیل کے ممسوح اور مستقبل کے بادشاہ بھی تھے۔دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب جنگ شروع ہونے والی تھی اسی وقت اتفاق سے حضرت داؤدؑ لشکر گاہ میں پہنچے اور ان کی بکریاں چراگاہ میں چر رہی تھیں۔وہ اپنے باپ کے حکم پر اپنے بھائیوں کو جو اس جنگ میں شریک تھے کھانے کی کچھ چیزیں دینے آئے تھے انہوں نے دیکھا کہ جنگ شروع ہونے لگی ہے اور فلسطیوں کا سردار جالوت اپنی لشکر گاہ سے نکل آیا ہے۔

تب جالوت نے بنی اسرائیل سے اپنے مقابل کے لیے پکارا مگر اس کی دہشت اتنی زیادہ تھی کہ بنی اسرائیل کے جنگ جو اس کے مقابلے پر جانے سے ہچکچاتے تھے اور اسرائیل کی لشکر گاہ سے کوئی اس سے مقابلے کو نہ نکلتا تھا۔یہ دیکھ کر حضرت داؤدؑ کی غیرت نے جوش مارا اور انہوں نے اپنے سردار سے جالوت کا مقابلہ کرنے کی اجازت طلب کی۔طالوت نے دیکھا کہ حضرت داؤدؑ ایک نوخیز سرخ رو اور خوش قامت نوجوان ہیں تاہم طالوت کو ان کی ناتجربہ کاری اور کم عمری کی وجہ سے ان کو اجازت دینے میں تردد ہوا اس لیے کہ جنگ میں پہلا وار ہی کبھی کبھی جنگ کا فیصلہ کر دیا کرتا ہے۔تب حضرت داؤدؑ نے طالوت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریب جا کر ان کو پکارا اور کہا کہ میں وہ نوجوان ہوں جو اپنی بکریوں پہ حملہ کرنے والے شیروں اور ریچھوں کے جبڑے چیر دیا کرتا ہوں بھلا اس نامختون فلسطینی کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے کہ یہ میرے مقابلے میں زندہ رہے اور خداند خدا کی فوجوں کو رسوا کرے۔تب طالوت کو اس نوجوان کے عزم و ہمت اور دعوے نے متاثر کیا اور اس نے حکم دیا کہ اس نوجوان کو جنگی لباس پہنا دیا جائے اور اس کو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس کیا جائے۔حضرت داؤدؑ جالوت کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری شان سے بنی اسرائیل کی لشکر گاہ سے نکلے تب جالوت نے ان کا مذاق اڑایا اور مسکراتا ہوا اپنی لشکر گاہ کی طرف چل دیا۔حضرت داؤدؑ کی ساری زندگی چونکہ بکریاں چرانے میں گذری تھی اس لیے وہ بھی اپنی لشکر گاہ میں واپس آئے اور اپنے سردار سے ایک اجازت طلب کی کہ اس کو یہ جنگ اپنے انداز سے لڑنے کی اجازت دی جائے۔طالوت نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور مسکرا کر رہ گئے مگر ان کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے انداز سے لڑ سکتے ہیں۔حضرت داؤدؑ نے اپنا سارا جنگی لباس اتار دیا اور اسلحہ ایک طرف رکھ دیا کیونکہ انہیں اس جنگی لباس اور جنگی اسلحہ کا کوئی خاص تجربہ نہ تھا اور وہ اسے پہن کر کچھ بندھا بندھا سا محسوس کر رہے تھے۔تب وہ بغیر کسی جنگی ہتھیار کے لشکر گاہ سے نکلے اور پوری آواز میں جالوت کو مقابلے کے لیے پکارا۔وہ لشکر گاہ کو چھوڑ کر میدان کے بیچ پہنچ گئے اور جالوت کا انتظار کرنے لگے۔تب جالوت بھی آ پہنچا۔حضرت داؤدؑ نے چرواہوں کی طرح اپنی فلاخن اٹھائی چادر کے ایک کونے میں کچھ پتھر رکھے اور وقت کے سب سے بڑے سپہ سالار کے مقابلے میں جم گئے۔اب کی بار پھر جالوت نے آپ کا مذاق اڑایا مگر حضرت داؤدؑ کے ترکی بہ ترکی جواب سے وہ رک گیا اور کہا کہ اچھا تیری یہی مرضی ہے تو آ تیرا گوشت چیلوں اور کوؤں کو کھلاتا ہوں۔اس نے حضرت داؤدؑ پہ حملہ کیا حضرت داؤدؑ طرح دے گئے اور اپنی فلاخن میں پتھر رکھ کے پوری طاقت سے جالوت پہ حملہ آور ہوئے۔حضرت داؤدؑ کی فلاخن نے جالوت کا سر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھیڑ کر رکھ دیا وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔اتنے بڑے سپہ سالار کا ایک چرواہے کے ہاتھوں مارا جانا ظاہر ہے کہ ایک عظیم واقعہ تھا۔چنانچہ فلسطینی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور بنی اسرائیل کی عورتوں کی زبان پر یہ گیت جاری ہو گیا۔

"ساؤل نے تو ہزاروں کو مارا پر داؤد نے لاکھوں کو مارا"

اس واقعہ کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کی اس زندگی کا آغاز ہوا جس میں وہ تاریخ بنی اسرائیل کے بلند ترین مقام پر فائز ہوئے اور ان پر اللہ کے بہت سے انعامات ہوئے۔ طالوت نے حضرت داؤدؑ کو اپنا داماد بنالیا اور وہ بنی اسرائیل کے بادشاہ بن گئے۔علاوہ ازیں ان کو حکمت کا وہ خزانہ بھی عطا ہوا جس کا مظہر زبور ہے۔درحقیقت یہی حکمت ہے جس کا جوڑ جب بادشاہی کے ساتھ ملتا ہے تو وہ بادشاہی زمین میں خدا کی خلافت کا درجہ حاصل کرتی ہے یہ نہ ہو تو بادشاہی چنگیزی ہے۔بادشاہی اور درویشی کا یہی امتزاج ہے جو اللہ کی نظروں میں پسندیدہ ہے۔اور حضرت داؤدؑ،حضرت سلیمانؑ،حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمرؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سب درویش بادشاہ تھے اس لیے کہ ان کی بادشاہی کا تخت سونے چاندی سے نہیں بلکہ حکمت و علم و گہر سے آراستہ ہوا تھا۔حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ نے بے شمار انعامات فرمائے اور آپ کو بے مثال بادشاہی عطا فرمائی۔لوہے کو آپ کے ہاتھ میں موم کر دیا گیا جس سے آپ نہایت باریک زرہ بنتے جس کی مثال تاریخ کے کسی دور میں نہیں ملتی۔پھر آپ کو خاص سوز و لحن عطا فرمایا گیا جس کی بنا پر جب آپ اللہ کی حمد و ثنا کرتے تو پہاڑ شجر و حجر بھی آپ کے ساتھ اللہ کی حمد کرتے۔اللہ نے آپ کو بہت سی اولادوں سے نوازا جن میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے نامور نبی ہوئے اور جن کے دور میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم بنی اسرائیل اپنی ترقی کی انتہا تک پہنچی۔اللہ تعالیٰ اپنے نبی سلیمانؑ سے بھی بہت خوش تھے اور انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جن کی مثال نہیں ملتی۔ہوائیں حضرت سلیمانؑ کے مطیع تھیں تو پرندے ان کے خادم تھے۔اللہ نے ان کو اپنے خاص علوم سے نوازا تھا جس کی بنا پر ملکہ سبا کا تخت پل بھر میں ہزاروں میل کا سفر طے کر کے ان کے حضور حاضر کر دیا جاتا ہے اور جن ان کے حکم سے باندھے رہتے ہیں ان کے لیے بڑے بڑے لگن تیار کرتے ہیں اور ان کے حکم سے ہیکل تیار کرتے ،حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں فلسطین کو شاہراہوں کی سرزمین کہا جاتا اس لیے کہ جب اشوری اور مصری آپس میں برسر پیکار ہوتے تو ان کی فوجیں فلسطین ہی سے گزر کر اسے پامال کرتی ہوئی ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتیں۔چنانچہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرنے کے لیے جناب سلیمانؑ نے مصر اور کنعان کے حکمرانوں کی بیٹیوں سے شادی کی اور انہیں اپنا حلیف بنایا۔جب اس طرف سے انہیں اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے ہیکل کی تعمیر پر کمر ہمت باندھی۔صور کے بادشاہ حیرام سے کہہ کر دیودار کی لکڑی فراہم کی۔صور اور صیدا کے شہروں سے ماہر فن معمار طلب کیے گئے۔ہیکل کی اندرونی دیواروں پر دیودار کی لکڑی استعمال کی گئی۔تاہم فرش پہ صنوبر کے تختے استعمال کیے گئے۔الہام گاہ بیس ہاتھ چوڑی اور بیس ہاتھ لمبی تھی جس پہ خالص سونا منڈھا گیا تھا۔قربان گاہ کے شمع دان بھی خالص سونے سے بنوائے گئے تھے۔

الہام گاہ میں زیتون کی لکڑی سے تراشے ہوئے دو فرشتے دس دس ہاتھ اونچے بنوائے گئے۔فرشتے کے ایک بازو سے دوسرے بازو کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ تھا ان کے پھیلے ہوئے بازوؤں کے نیچے تابوت سکینہ رکھا گیا۔جس میں جناب موسیٰؑ کے تبرکات الواح اور حضرت موسیٰؑ کا عصا رکھا تھا۔سال میں صرف ایک مرتبہ قربان گاہ کا دروازہ کھلتا اور سفید لباس پہنے کاہن اعظم اس میں داخل ہوتا اس کے ایک ہاتھ میں طلائی بخور دان ہوتا اور دوسرے ہاتھ میں سنہری پیالہ جس میں سفید بیل کا خون ہوتا وہ اس خون کو فرش پر چھڑکتا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی رسم ادا کرتا جس کے بعد بادشاہ اور دوسرے لوگ قربان گاہ میں قربانی کرتے اور سارے میں مقدس بخور جلائے جاتے جن سے فضا مہک جاتی تھی ۔ہیکل کی یہ عمارت سات برسوں میں تعمیر ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس خوشی میں بائیس ہزار بیل اور ایک لاکھ بیس ہزار بھیڑیں قربان کیں ۔حضرت سلیمانؑ کی دانش وحکمت ضرب المثل بن گئی تھی ۔حضرت سلیمانؑ کی اصل مخاطب ملک سبا کی قوم تھی جس کی ملکہ کا نام بلقیس تھا۔مورخین بتاتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی دعوت سے قبل بھی قوم سبا میں ایک ایسا عنصر موجود تھا جو دوسرے معبودوں کی بجائے خداوند واحد کو مانتا تھا۔موجودہ زمانے کی عصری تحقیقات سے بھی یہی بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے اور یمن کے قدیم کھنڈروں سے جو کتبات ملے ہیں ان میں سے بعض اس قلیل عنصر کی نشاندہی کرتے ہیں ۔

مثال کے طور پہ ۶۵۰ ق م کے لگ بھگ زمانے کے بعض کھنڈروں سے جو کتبات ملے ہیں ان میں سے بعض کتبات بتاتے ہیں کہ مملکت سبا کے متعدد مقامات پر ایسی عبادت گاہیں بنی ہوئیں تھیں جو ذسموی یا ذوسماوی یعنی (رب السماء) کی عبادت کے لیے مخصوص تھیں ۔بعض مقامات پر اس معبود کا نام ملکن ذسموی (وہ بادشاہ جو آسمانوں کا مالک ہے) بھی لکھا گیا ہے۔

یہ عنصر مسلسل صدیوں تک یمن میں موجود رہا۔چنانچہ ۳۷۸ ق م کے ایک کتبے میں بھی الٰہ ذوسموی کے نام سے ایک عبادت گاہ کی تعمیر کا ذکر ملتا ہے۔پھر ۴۶۵ ق م کے ایک کتبے میں یہ الفاظ تحریر کئے پائے جاتے ہیں" **بنصر ور دا الٰہن بعل سمین وارضین**" یعنی اس کی مدد اور تائید سے جو زمین وآسمانوں کا مالک ہے۔اسی زمانے کے ایک اور کتبے میں جس کی تاریخ ۴۵۸ ق م ہے اسی خدا کے لیے رحمان کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔مورخین نے قوم سبا کی تاریخ کے اکثر حصے بیان کیئے ہیں تاریخ کے مطابق "سبا " جنوبی عرب کی ایک بہت بڑی قوم کا نام ہے جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل تھی۔امام احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن جریر طبریؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن عبد البرؒ اور امام ترمذیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سبا عرب کے ایک شخص کا نام تھا جس کی نسل سے عرب میں درج ذیل قبیلے پیدا ہوئے: کندہ، حمیر، ازد، اشعریین، مذحج، انمار، خثعم، بجیلہ، عاملہ، جذام، لخم اور غسان ۔ بہت قدیم زمانے سے عرب کی اس قوم کا شہرہ تھا ۲۵۰۰ ق م میں مقام اُرسے ملنے والے کتبات میں اس قوم کا ذکر سابوم کے نام سے آیا ہے۔ اس کے بعد بابل اور آشور (اسیریا) کے کتبات میں بھی ان کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح بائبل میں بھی کثرت سے اس قوم کا ذکر آیا ہے۔ پھر روم اور یونان میں بھی صدیوں ان کا ذکر موجود رہا ہے۔ ان کا وطن عرب کا جنوب مغربی کونہ تھا جو آج یمن کے نام سے مشہور ہے۔ اس قوم کے عروج کا دور گیارہ سو برس قبل مسیح تھا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ایک دولت مند قوم کی حیثیت سے اس کا شہرہ دور دور تک میں پھیل چکا تھا۔ آغاز میں یہ ایک آفتاب پرست قوم تھی ،شرک اور بت پرستی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کے دیوتاؤں میں المقہ (چاند) عشتروہ (زہرہ) ذات حمیم اور ذات القمہ شامل ہیں۔

بعد میں یہ لوگ (سورج دیوتا) ہوبس حرتم اور ایسے ہی دوسرے بہت سے دیوتا اور دیویوں کی پوجا کرتے تھے۔ المقہ اس قوم کا سب سے بڑا دیوتا تھا اور قوم سبا کے بادشاہ اپنے آپ کو اسی بادشاہ کے دیوتا یا وکیل کی حیثیت سے اطاعت کا حق دار قرار دیتے تھے۔ یمن سے بکثرت ایسے کتبات ماہرین آثار قدیمہ کے ہاتھ لگے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سارا ملک ان دیوتاؤں خصوصاً القمہ کے مندروں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر اہم واقعہ پر انہیں مندروں میں قربانی یا شکریے کی دوسری رسوم ادا کی جاتیں۔ آثار قدیمہ کی جدید تحقیقاتی مہموں نے ان قدیم اقوام سے متعلق ہزاروں کتبات فراہم کئے ہیں جو اس دور کی تہذیبی معاشی سماجی اور عقائدی اقدار پہ بھرپور روشنی ڈالتے ہیں۔ اگر ان تاریخی کتبوں سے حاصل کردہ معلومات کو عربی روایات اور رومی و یونانی مورخین کی فراہم کردہ معلومات سے ملا لیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اس قوم کے اہم ادوار کی تفصیلات سامنے آجاتی ہیں۔قوم سبا کا اولین دور ۶۵۰ ق م سے شروع ہوتا ہے۔اس زمانے میں ملوک سبا کا لقب مکرب سبا تھا۔اغلب یہ ہے کہ یہ لفظ مقرب کا ہم معنی تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بادشاہ انسانوں اور خداؤں کے درمیان خود کو واسطہ قرار دیتے تھے۔

دوسرے الفاظ میں یہ کاہن بادشاہ ((Priest Kings)) تھے۔اس زمانے میں ان کا پایہ تخت صرواح تھا جس کے کھنڈر آج بھی مآرب سے مغرب کی جانب ایک دن کی مسافت پر پائے جاتے ہیں اور خربیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ان کا دوسرا دور (۶۵۰ سے ۱۱۵ ق م) تک کا دور گنا جاتا ہے اس دور میں سبا کے بادشاہوں نے مکرب کا لقب چھوڑ کر ملوک (بادشاہ) کا لقب اختیار کر لیا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت میں مذہبیت کی جگہ سیاست اور سیکولرازم کا رنگ غالب آ گیا تھا۔اس زمانے میں ملوک سبا نے صرواح کو چھوڑ کر مآرب کو اپنا دارالسلطنت قرار دے دیا تھا اور اس شہر نے بے مثال ترقی کی تھی۔یہ مقام سطح سمندر سے 3900 فٹ بلند تھا اور صنعاء سے ساٹھ میل مشرق کی جانب واقع ہوا تھا۔اس شہر کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں اور اس امر کی شہادت فراہم کرتے ہیں کہ یہ شہر کبھی ایک بہت متمدن قوم کا مرکز تھا۔ان کا آخری دور (۱۱۵ ق م سے ۳۰۰ ق م) تک قرار دیا جاتا ہے۔

اس زمانے میں سبا کی مملکت پر حمیر کا قبیلہ غالب تھا جو قوم سبا ہی کا ایک قبیلہ تھا اور تعداد میں دوسرے قبائل سے بڑھا ہوا تھا۔اس دور میں مآرب کو اجاڑ کر ریدان کو پایہ تخت بنایا گیا جو قبیلہ حمیر کا مرکز تھا۔بعد میں یہ شہر ظفار کے نام سے موسوم ہوا آج کل موجودہ شہر ریم کے قریب موجود ایک پہاڑی پر اس شہر کے کچھ کھنڈرات ملتے ہیں اور اسی کے قریبی علاقہ میں ایک قبیلہ حمیر کے نام سے آج بھی آباد ہے جسے دیکھ کر کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ یہ اسی قوم کی یادگار ہے جس کے ڈنکے کبھی دنیا بھر میں بجتے تھے۔اسی زمانے میں سلطنت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک حصے کی حیثیت سے پہلی مرتبہ لفظ یمنت اور یمنات کا استعمال ہوا اور رفتہ رفتہ اس پورے علاقے کا نام یمن ہو گیا۔ جو عرب کے جنوب مغربی کونے عسیر سے عدن تک اور باب مندب سے حضر موت تک پھیلا ہوا ہے۔ قرآن حکیم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر قوم سبا کی ایک ذہین ملکہ بلقیس (۹۶۵ ق م سے ۹۲۶ ق م) نے اس حقیقت کو جان لیا کہ سلیمانؑ ہی دین حق پہ ہیں اور وہ طاقتور بھی ہیں اس لیے اس نے اپنے اعمائدین قوم کی مشاورت سے حضرت سلیمانؑ کا دین قبول کر لیا اور اغلب یہی ہے کہ اس قوم کی غالب اکثریت مسلمان ہو گئی تھی بعد میں کیا ہوا کب یہ قوم پھر سے شرکیہ عقائد میں مبتلا ہوئی اس کی تفصیلات گذشتہ باب میں گذر چکی ہیں جس میں بیان کیا گیا تھا کہ حضرت سلیمانؑ کی اولاد ان کی عظیم سلطنت کی حفاظت کی اہل ثابت نہ ہوئی اور یہ سلطنت ٹکڑوں میں بٹ گئی۔

اسلام کی آمد سے تین سو سال قبل کے ایام اس قوم کی تنزلی کی داستان بیان کرتے ہیں اس دور میں ان کے ہاں مسلسل خانہ جنگیاں ہوئیں بیرونی قوموں کی مداخلت شروع ہوئی جس سے ان کی تجارت برباد ہو گئی پھر ان کی زراعت نے دم توڑا اور آخر ان کی آزادی بھی چھن گئی۔ تاہم ایک محکوم قوم کی حیثیت سے قوم سبا ابھی زندہ تھی کہ ان کا بنایا ہوا مشہور بند سد مآرب ٹوٹ گیا جس کے بعد یہ قوم ایسی بکھری کہ اس کی پراگندگی ضرب المثل بن کر رہ گئی اور تب اہل عرب کسی گروہ کے انتشار کا ذکر کرتے تو کہتے کہ " **تفرقوا ایدی سبا**" یعنی وہ تو ایسے بکھر گئے جیسے قوم سبا بکھری تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زوال نعمت کا دور شروع ہوا تو سبا کے مختلف قبیلے اپنا وطن چھوڑ کر عربوں کے مستقل علاقوں میں چلے گئے غسانیوں نے اردن اور شام کا رخ کیا اوس اور خزرج کے قبیلے یثرب میں جا بسے۔ بنو خزاعہ نے جدہ کے قریب تہامہ کے علاقہ میں سکونت اختیار کر لی۔ ازد کا قبیلہ عمان میں جا کر آباد ہوا۔ لخم جذام اور کندہ بھی نکلنے پر مجبور ہوئے حتیٰ کہ سبا نام کی کوئی قوم دنیا میں باقی نہ رہی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا ذکر صرف افسانوں میں رہ گیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر پھر سے دنیا پرستی حاوی ہوگئی اور ان کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔سیاسی نظم ابتری کا شکار ہوا اور ساتھ ہی اسرائیلی ریاست کے فرمانروا اور باشندے ہمسایہ قوموں کے مشرکانہ عقائد اور اخلاقی فساد سے متاثر ہونے لگے اور جلد ہی اپنی نظریاتی اساس سے دور ہٹ گئے۔انہوں نے مشرک خاندانوں میں شادیاں کر لیں اور حکومتیں اپنی طاقت کے ذریعے اپنے معاشروں میں فسق وفجور اور شرک وبت پرستی کو رواج دینے لگیں۔اگرچہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت الیسع علیہ السلام نے اس سیلاب کو روکنے کی ازحد کوشش کی مگر قوم جس تنزل کی طرف اپنا سفر شروع کر چکی تھی اس سے باز نہ آئی اور اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھتی رہی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔آخر اللہ کا غضب اشوریوں کی شکل میں دولت اسرائیل کی طرف متوجہ ہوا اور نویں صدی قبل مسیح سے فلسطین پر اشوری فاتحین کے حملے شروع ہوگئے اس دور میں بھی اللہ کا احسان ان پر جاری رہا مگر اس بدقسمت قوم نے اسے نظر انداز کر دیا یا طاقت کے زور پر اللہ کے انبیاء کو رسوا کیا۔

اسی دور میں اللہ کے نبی عاموس علیہ السلام اور ہوسیع علیہ السلام نے اپنی قوم کو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کی مگر ان انبیاء کی تنبیہ نے ان پہ کوئی اثر نہ کیا اور قوم بنی اسرائیل نے اپنی تنزلی کا سفر جاری رکھا۔انہوں نے اللہ کے نبی عاموس علیہ السلام کو اپنے ملک سے نکال دیا جس کے بعد پھر سے وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوئے اور ۷۲۱ ق م میں اشور کے سخت گیر فرمانروا سارگون نے سامریہ کو فتح کر کے اسرائیلی ریاست کا خاتمہ کر دیا۔ہزاروں اسرائیلی تہہ تیغ کر دیے گئے اور ستائیس ہزار سے زیادہ بااثر اسرائیلیوں کو ملک سے نکال کر اشوری سلطنت کے مشرقی اضلاع میں تتر بتر کر دیا گیا اور دوسرے علاقوں سے غیر اسرائیلی قوموں کو اس علاقے میں بسا دیا گیا جن کے درمیان بچا کھچا اسرائیلی عنصر بھی اپنی قومی تہذیب اور عقائدی اساس سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔بنی اسرائیل کی دوسری ریاست جس پہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کا دوسرا بیٹا حکمران تھا اور جو جنوبی فلسطین میں قائم تھی وہ بھی اگرچہ جلد ہی شرک اور بداخلاقی میں مبتلا ہوگئی تھی مگر ان کے یہاں اسرائیل کی نسبت اخلاقی اور اعتقادی زوال کی رفتار سست تھی اس لیے ان کو مہلت بھی زیادہ دی گئی اور اشوری حملے اسرائیل کی طرح یہودیہ پر بھی جاری تھے مگر وہ اس کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکے پھر جب اللہ کے نبیوں یسعیاہ اور یرمیاہ علیہ السلام کی کوششوں کے باوجود بھی یہودیہ کے باشندے شرک اور بت پرستی سے باز نہ آئے تو بابل کے بادشاہ بخت نصر نے یروشلم سمیت پوری یہودیہ ریاست کو مسخر کرلیا اور یہودیہ کے بادشاہ کو قید کرلیا گیا تاہم اس پہ بھی قوم بنی اسرائیل کی بد اعمالیوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا اور حضرت یرمیاہ کی دردبھری دعوت کے باوجود وہ اپنے اعمال کو درست کرنے کو تیار نہ ہوئے۔

چنانچہ اللہ کے غضب نے انہیں آلیا اور بخت نصر نے ان پر آخری اور بڑا حملہ کر کے یہودیہ کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا کے رکھ دی۔ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو اس طرح پامال کیا گیا کہ ان کی کوئی دیوار تک کھڑی نہ رہنے دی گئی یہودیوں کی اکثریت کو ریاست سے نکال دیا گیا اور جو یہودی اپنے علاقوں میں رہ گئے وہ ہمسایہ قوموں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہو کے رہ گئے اس بڑی تباہی کے باوجود اس قوم کو ایک مہلت اور دی گئی اور یہ وہ مہلت تھی جو یہودیوں کو اہل بابل کی اسیری کے بعد دی گئی۔ جہاں تک سامریہ اور اسرائیل کی ریاست کا تعلق ہے وہ تو اخلاقی اور اعتقادی پستیوں میں گرنے کے بعد دوبارہ نہ اٹھ سکے مگر یہودیہ کے باشندوں میں ایک گروہ ایسا موجود تھا جس نے اپنی اساس کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی وہ اپنے بنیادی عقائد سے انحراف کی طرف مائل نہ ہوئے اس گروہ نے ان لوگوں میں بھی دعوت اور اصلاح کا کام جاری رکھا تھا جو یہودیہ میں ہی بچے رہ گئے تھے اور ان لوگوں کو بھی توبہ وانابت کی ترغیب دی جو بابل اور دوسرے علاقوں میں جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ آخر کار اللہ کی رحمت ان کی مدد کو آئی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بابل کی سلطنت زوال آشنا ہوئی اور ۵۳۹ ق م میں ایرانی فاتح سائرس نے بابل کو فتح کر لیا۔اس نے یہودیوں سے اچھا سلوک کیا اور نہ صرف ان کی رہائی کا حکم جاری کیا بلکہ ان کو اپنے علاقوں میں آباد ہونے کی اجازت بھی دے دی جس پہ یہودیوں کے قافلوں کے قافلے یہودیہ کی طرف جانے شروع ہو گئے جن کا سلسلہ مدتوں جاری رہا۔ سائرس نے یہودیوں کو ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کی اجازت بھی دے دی مگر ایک عرصے تک ہمسایہ قومیں جو اس علاقے میں آباد ہو گئیں تھیں مزاحمت کرتی رہیں۔آخر داریوس جس کو دارا اول بھی کہا جاتا ہے نے یہودیہ کے آخری بادشاہ کے پوتے کو یہودیہ کا گورنر مقرر کیا اور تب اس نے اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام اور سردار کاہن یشوع کی زیر نگرانی ہیکل مقدس کو نئے سرے سے تعمیر کیا اس کے بعد ایک جلاوطن گروہ کے ساتھ حضرت عزیر علیہ السلام بھی یہودیہ پہنچے اور شہنشاہ ایران ارتخشا جسے اردشیر بھی کہا جاتا ہے نے ایک فرمان کی رو سے ان کو مجاز کیا جس کا ذکر توراۃ میں بھی موجود ہے۔

"تو اپنے خدا کی اس دانش کے مطابق جو تجھ کو عنایت ہوئی ہے حاکموں اور قاضیوں کو مقرر کرتا کہ دریا پار کے سب لوگوں کا جو تیرے خدا کی شریعت کو جانتے ہیں انصاف کریں اور تم اس کو جو نہ جانتا ہو سکھاؤ اور جو کوئی تیرے خدا کی شریعت پر اور بادشاہ کے فرمان پر عمل نہ کرے اس کو بلا تکلف قانونی سزا دی جائے خواہ وہ موت ہو یا جلاوطنی یا مال کی ضبطی یا قید"

(باب استثناء)

چنانچہ اس طاقت سے فائدہ اٹھا کر حضرت عزیر علیہ السلام نے دین موسوی کی تجدید کا بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا کارنامہ انجام دیا انہوں نے یہودی قوم کے تمام اہل خیر وصلاح کو ہر طرف سے جمع کر کے ایک مضبوط نظام قائم کیا۔ بائبل کی کتاب خمسہ کو مرتب کر کے شائع کیا اور یہودیوں کے لیے علم کی اصلاحات نافذ کیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے قوانین شریعت نافذ کیے اور ان کی اخلاقی اور اعتقادی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جو ان کے اندر غیر قوموں سے میل ملاپ کی وجہ سے در آئی تھیں۔ انہوں نے ان تمام عورتوں کے نکاح بنی اسرائیل کے مردوں سے فسخ کر دیئے جو غیر اقوام سے تھیں اور بنی اسرائیل سے از سر نو خدا کی بندگی اور اس کے آئین کی پیروی کا میثاق لیا۔ پھر ۴۴۵ ق م میں نحمیاہ کے زیر قیادت ایک اور جلاوطن گروہ یہود یہ واپس آیا اور شاہ ایران نے نحمیاہ کو یروشلم کا حاکم مقرر کر کے اسے اس امر کی اجازت دی کہ وہ اس کی شہر پناہ تعمیر کرے اس طرح ڈیڑھ سو سال بعد بیت المقدس پھر سے آباد ہوا اور یہودی مذہب وتہذیب کا مرکز بن گیا۔

مگر شمالی فلسطین اور سامریہ کے اسرائیلیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کی اصلاح وتجدید سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ ان کا رویہ الٹ تھا۔ انہوں نے بیت المقدس کے مقابلے میں اپنا ایک مذہبی مرکز کوہ جزریم پر تعمیر کر کے اس کو اہل کتاب کا قبلہ بنانے کی کوشش کی اس طرح یہودیوں اور سامریوں میں بُعد اور زیادہ بڑھ گیا۔ ایرانی سلطنت کے زوال اور سکندر اعظم کی فتوحات اور پھر یونانی حکومت کے عروج سے یہودیوں کی سلطنت کو شدید جھٹکا لگا اور وہ غیر ملکی دباؤ میں آ گئی۔

یہ اسی دباؤ کا نتیجہ تھا کہ سکندر کی وفات کے بعد یہ یہودی ریاست تین حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی ان میں سے شام کا علاقہ اس سلجوقی سلطنت کے حصے میں آیا جس کا پایہ تخت انطاکیہ تھا اور اس کے فرمانروا انٹیوکس ثالث نے ۱۹۸ ق م میں فلسطین پر قبضہ کر لیا یہ یونانی فاتح جو مذہباً مشرک اور اخلاقاً اباحیت پسند تھا یہودی مذہب اور تہذیب کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اس لیے اس نے یہودیت کے مقابلے میں اپنا سیاسی اور معاشی دباؤ استعمال کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع کیا جس کا اثر یہودیوں کے ایک طبقے نے بڑی شدت کے ساتھ قبول کیا اور ایک اچھا خاصا عنصر ان کا آلہ کار بن گیا۔اس خارجی مداخلت نے یہودیت میں پہلی بار تفرقہ کو جنم دیا۔ایک گروہ نے یونانی لباس یونانی زبان یونانی طرز معاشرت اور یونانی کھیلوں حتی کہ ان کے بعض عقائد تک کو اپنا لیا اور دوسرا گروہ اپنی قدیم تہذیب چھوڑنے کو تیار نہ تھا اول الذکر فریسی اور ثانی الذکر صدوقی کہلائے۔۱۷۵ ق م میں نیا بادشاہ انٹیوکس چہارم جس کا لقب مظہر خدا تھا تخت نشین ہوا وہ یہودیت کا اپنے پیش رو سے بھی زیادہ دشمن تھا اس لیے اس نے سلطنت کے تمام وسائل یہودیت کی بیخ کنی میں جھونک دیئے اس نے بیت المقدس کے ہیکل میں زبردستی بت رکھ دیئے اور یہودیوں کو مجبور کیا کہ ان کو سجدہ کریں۔

اس نے قربان گاہ پہ قربانی بند کرادی اور یہودیوں کو مجبور کیا کہ وہ ان کی مشرکانہ قربان گاہوں پہ قربانی کریں اس نے ان سب لوگوں کے لیے سزائے موت تجویز کی جن کے گھر سے توراۃ کا نسخہ مل جائے یا وہ سبت کے احکامات پہ عمل کریں یا اپنے بچوں کا ختنہ کرائیں۔تاہم حیرت کی بات یہ ہے یہودیوں نے اس کے جبر کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اور حکومت کے جبر سے مغلوب نہ ہوئے بلکہ وہ اس جبر کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے اور یہودیوں کی تاریخ کی مشہور تحریک مکابی کے نام سے اٹھی۔اگرچہ اس کشمکش میں یونانیت زدہ یہودیوں کی ساری ہمدردیاں حکومت یعنی یونانیوں کے ساتھ تھیں اور انہوں نے عملاً تحریک مکابی کے خلاف یونانی بادشاہوں کا ساتھ دیا اور ان کا ہر قدم اٹھا کیہ کے ظالموں کے ساتھ اپنے ہی ہم قوموں کے خلاف اٹھتا لیکن ان کی تعداد نسبتاً کم تھی اور لوگوں کی اکثریت میں ابھی حضرت عزیر علیہ السلام کی پھونکی ہوئی دینداری کی روح زندہ تھی جس کے زیر اثر وہ حکومت کے بے پناہ دباؤ کے آگے ڈٹے ہوئے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ مکابی تحریک اپنے اولین مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی اور انہوں نے یونانیوں کو اپنے علاقے سے نکال باہر کیا اور ایک آزاد یہودی ریاست قائم کرنے میں کامیاب رہے جو ۶۷ ق م تک قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی دولت مکابیہ رفتہ رفتہ وسعت اختیار کرتی رہی اور جلد ہی اس کے زیر سایہ وہ تمام علاقے آتے چلے گئے جو کبھی بکھری ہوئی یہودی ریاستیں تھیں اور وہ فلسطیہ کے بھی بہت بڑے حصے پہ قابض ہو گئے۔تاہم ایک بار پھر قوم بنی اسرائیل نے اپنی روائتی بے حسی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے بنیادی اساس سے منہ موڑ لیا اور مکابی تحریک کی کامیابی کے بعد آپس میں متحد نہ رہ سکے۔جلد ہی ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی کیونکہ مکابی تحریک جس اخلاقی و دینی روح کے ساتھ اٹھی تھی وہ بتدریج فنا ہوتی چلی گئی اور اس کی جگہ خالص دنیا پرستی اور ظاہرداری نے لے لی۔ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے مقابلے کے لیے رومی حکومت سے مدد مانگ لی۔چنانچہ رومی فاتح پومپی ۶۳ ق م میں فلسطین کی جانب متوجہ ہوا اور جلد ہی اس کی فوجیں بیت المقدس کے دروازوں پہ کھڑی تھیں اس نے یہودی ریاست کا ایک بار پھر سے خاتمہ کر دیا اور یروشلم میں اپنا گورنر مقرر کر دیا۔

اس نے یہودیوں کی مذہبی آزادی کا خاتمہ کر دیا۔تاہم رومی حکمران اپنے مفتوحہ علاقوں میں براہ راست اپنا نظم ونسق قائم کرنے کی بجائے بہتر سمجھتے تھے کہ مقامی حکمرانوں کے ذریعے سے ہی اپنا مقاصد حاصل کیے جائیں اس لیے رومیوں نے جلد ہی اپنے زیر سایہ وہاں ایک دیسی ریاست قائم کر دی۔یہ ریاست جب ایک شاطر یہودی حکمراں ہیرود کے قبضے میں آئی تو اس نے پھر سے یہودیت کو سہارا دیا وہ ایک نہایت کامیاب حکمران تھا۔ایک طرف اس نے یہودیوں کی ترویج نو کا کام جاری رکھا تو دوسری طرف اس نے رومی حکمرانوں کو بھی راضی رکھا۔اسی لیے تقریباً پینتیس برس تک فلسطین سے شرق اردن تک اس کی حکمرانی قائم رہی۔

تاہم ایک بار پھر یہودیوں کی اخلاقی حالت اپنی تنزلی کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی اس لیے ہیرود کے انتقال کے فوراً بعد یہودی ریاست ایک بار پھر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی تاہم ہیرود کے بیٹے خلاؤس نے سامریہ اور یہودیہ پہ رومی حکمرانوں کے تحت حکومت کرنی شروع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دی۔قیصر آگسٹس اس انتظام سے مطمئن نہیں تھا اس لیے اس نے کسی بھی یہودی سے حکمرانی کا حق چھین لیا اور پوری یہودی ریاست کو اپنا ایک ماتحت صوبہ قرار دے کر اپنا گورنر وہاں مقرر کر دیا جس کے بعد یہودی پچاس برس تک ذلت کی زندگی بسر کرتے رہے۔یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے اٹھے مگر یہودیوں کے تمام مذہبی پیشواؤں نے مل کر ان کی مخالفت کی رومی حکومت کو اس بات پہ آمادہ کرنا چاہا کہ وہ حضرت مسیح کو موت کی سزا دیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے سامنے اپنے آپ کو نبی اور آسمانی بادشاہت کے نمائندے کی حیثیت سے پیش کیا اور اسی حیثیت سے یہودیوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی ان کے متعدد اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے اپنے وطن ناصرہ سے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو ان کے اپنے ہی بھائی بند ان کے دشمن ہو گئے اور تمام اہل شہر ان کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

''متی،مرقس،لوقا کی متفقہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

''نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوتا''

(متی،مرقس،لوقا)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اور پھر جب یروشلم میں آپ کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں اور لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کہیں اور چلیں جائیں تو آپ نے جواب دیا کہ:

''ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر ہلاک ہو''

(لوقا ۱۳ : ۳۳)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری مرتبہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم میں داخل ہو رہے تھے تو ان کے شاگردوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا کہ "مبارک ہے وہ بادشاہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے" اس پہ یہودی علماء ناراض ہو گئے اور انہوں نے حضرت مسیح سے مطالبہ کیا کہ اپنے شاگردوں کو چپ کرائیں مگر اس پہ حضرت مسیح نے جواب دیا کہ

"اگر یہ چپ رہیں گے تو پتھر پکاریں گے"

(لوقا ۱۹ : ۳۸_۴۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ!

"اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ میں تم کو آرام دوں گا میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو۔۔۔۔ میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا ہے"

(متی ۱۱ : ۲۸_۳۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

یہودی حضرت مسیح پر چھوٹے چھوٹے اور گھٹیا قسم کے الزام لگاتے۔ ان علماء نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ کے شاگرد بزرگوں کی روایات کے خلاف ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کیوں کھا لیتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح نے فرمایا کہ تم ریاکاروں کی حالت وہی ہے جس پہ یسعیاہ نبی نے کہا تھا کہ اس امت کی زبان تو میری تعظیم کرتی ہے مگر ان کے دل مجھ سے دور ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں تم لوگ خدا کے حکم کو تو باطل کرتے ہو اور اپنے گھڑے ہوئے قوانین برقرار رکھنا چاہتے ہو۔خدا نے تورات میں حکم دیا تھا کہ ماں باپ کی عزت کرو مگر تم کہتے ہو کہ جو شخص اپنی ماں یا باپ سے یہ کہہ دے کہ میری جو خدمات تمہارے کام آسکتی تھیں انہیں میں خدا کی نظر کر چکا ہوں اس لیے اب میرے لیے جائز ہے کہ میں ماں باپ کی خدمت نہ کروں اور پھر ان ظالموں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وہ الزام لگایا جو رہتی دنیا تک ان کی ندامت کے لیے کافی ہے اگر وہ انصاف پسند ہوں۔

قرآن نے ان کی اس ذلیل حرکت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے!

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ○ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ○ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ○

القرآن الحکیم (سورۃ النساء ۴: ۱۵۶،۱۵۷،۱۵۸)

ترجمہ:

پھر وہ اپنے کفر میں اتنے بڑھے کہ (حضرت) مریم پہ سخت بہتان لگایا اور خود کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔۔۔ حالانکہ فی الوقع انہوں نے اس کو قتل کیا نہ صلیب پہ چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیا گیا، اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں محض گمان ہی کی پیروی ہے، انھوں نے حضرت مسیحؑ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا کہ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

نبیوں کے معاملے میں قوم بنی اسرائیل ہمیشہ سے ظالم رہی ہے اور ان کی تاریخ پہ اس امر کے سیاہ دھبے جابجا بکھرے پڑے ہیں وہ پیغمبروں کو قتل کرنے تک سے نہ چوکتے تھے۔ اس لیے ان کا حوصلہ بڑھا ہوا تھا جس کی بنا پہ ان ظالموں نے حضرت عیسیٰ کی والدہ پر زنا کا الزام عائد کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا معاملہ یہودی قوم میں فی الواقع ذرا برابر بھی مشتبہ نہ تھا بلکہ جس روز وہ پیدا ہوئے اسی روز اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو اس بات پہ گواہ بنا دیا تھا کہ یہ ایک غیر معمولی شخصیت کا بچہ ہے، جس کی ولادت معجزے کا نتیجہ ہے نہ کہ کسی اخلاقی جرم کا نتیجہ۔ کیونکہ آپ کی پیدائش بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین اور مشہور مذہبی گھرانے میں ہوئی تھی اس لیے جب اس مذہبی گھرانے کی ایک بن بیاہی لڑکی ایک بچہ گود میں اٹھائے بستی میں داخل ہوئی تو قوم کے چھوٹے اور بڑے ہزاروں کی تعداد میں اس کے گھر میں ہجوم کر کے آ گئے اور لڑکی سے اس بچے کی بابت استفسار کیا تو اس لڑکی نے ان کے ابلتے ہوئے سوالات کے جواب میں بچے کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارے تمام سوالات کا جواب یہ بچہ ہی دے سکتا ہے۔ مجمع نے حیرت سے پوچھا ہم اس نوزائیدہ سے کیا پوچھیں جو خود گہوارے میں لیٹا ہوا ہے مگر گہوارے میں لیٹے ہوئے اس بچے نے نہ صرف ان کو جواب دیا بلکہ بھرپور جواب دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی زبانی سنئے!

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ○وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ○وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ○ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ المریم ۱۹ : ۳۳۔۳۰)

ترجمہ:

(گہوارے سے) بچہ بول اٹھا! میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے، اور بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں رہوں نماز اور زکواۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا، اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جب کہ مروں اور جب کہ زندہ اٹھایا جاؤں، یہ عیسیٰ ابن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔"

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ جڑ ہی کاٹ دی جو ولادت مسیح کے بارے میں پیدا ہو سکتی تھی یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سن شباب کو پہنچنے تک کبھی کسی نے مریم پر زنا کا الزام نہ لگایا تھا نہ حضرت عیسیٰ کو ناجائز ولادت کا طعنہ دیا تھا، لیکن جب تیس برس کی عمر کو پہنچ کر آپ نے نبوت کے کام کی ابتداء فرمائی اور جب آپ نے یہودیوں کی بداعمالیوں پہ ملامت کرنا شروع کی اور ان کے علماء وفقہا کو ان کی ریاکاریوں پر ٹوکا ان کے عوام اور خواص سب کو اُس اخلاقی زوال پہ متنبہ کیا جس میں وہ مبتلا ہو گئے تھے اور اس پر خطر راستے کی طرف قوم کو دعوت دی جس میں خدا کے دین کو عملاً قائم کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانیاں برداشت کرنا پڑتی تھیں اور ہر محاذ پر شیطانی قوتوں سے لڑائی کا سامنا تھا تو یہ بے باک مجرم صداقت کی آواز کو دبانے کے لیے ہر ناپاک سے ناپاک ہتھیار استعمال کرنے پر اتر آئے اس وقت انہوں نے وہ بات کہی جو تیس سال تک نہ کہی تھی۔ حقیقت یہ ہے قوم بنی اسرائیل اُسی ذلت کی مستحق تھی جس میں اُسے مبتلا کر دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ انبیاء بنی اسرائیل

جب حضرت اسماعیل ﷺ کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا اور اپنے محبوب لخت جگر کو زمین پر لٹا کر اس کی گردن پہ چھری چلا دی تو اللہ نے فرمایا کہ اے ابراہیم ﷺ اب بس کر اللہ نے تمھاری قربانی کو قبول کر لیا ہے، تمہاری نیت کو جانچ لیا ہے، تمہارے خلوص کو آزما لیا ہے۔ اللہ نے تمہارے درجے کو بلند فرمایا ہے اور تمہیں بلند منصب عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد اللہ کے فرشتے جب قوم لوط پہ عذاب لے کر اترے تو وہ پہلے حضرت ابراہیم ﷺ کے گھر میں اترے اور انھیں اس معاملہ سے آگاہ کیا۔ تب حضرت ابراہیم ﷺ فرشتوں سے جھگڑا کرنے لگے کہ عذاب کو موخر کر دیا جائے۔ مگر فرشتوں نے کہا کہ اس بابت تو فیصلہ ہو چکا تاہم تمہیں اللہ کی طرف سے بشارت ہو کہ اس نے تمہیں ایک اور فرزند عطا کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کیا ہے جو صالح ہوگا اور نبی ہوگا۔تب حضرت ابراہیم ﷺ کی عمر ایک سو بیس سال اور حضرت سارہ ﷺ کی عمر نوے سال سے کچھ زائد تھی۔حضرت سارہ ﷺ نے اس امر پہ حیرت کا اظہار کیا تو فرشتوں نے ان سے کہا اللہ کے فیصلوں پہ حیران مت ہو اللہ تمہیں ضرور ایک بیٹے سے نوازے گا۔چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ کو اللہ نے حضرت اسحاق ﷺ کی خوشی عطا کی۔حضرت اسحاق ﷺ کی اولاد کو ہی بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔چونکہ کتاب ہذا میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنا مقصود ہے جو بنو اسماعیل کی اولاد تھے مگر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین میں بھی بنو اسحاق ﷺ شامل تھے اور قرآن نے بھی بنو اسحاق ﷺ یا قوم بنی اسرائیل کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اور ان کی کمیوں اور کوتاہیوں سے بحث کی ہے۔ انہیں ہر قدم پہ ان کی ناشکری کے رویے سے آگاہ کیا ہے۔اس لیے بنو اسماعیل کا ذکر تو اس کتاب کا عنوان ہے ہی مگر بنو اسرائیل کی تاریخ کا اجمالی جائزہ لیے بغیر منظر کی وسعت کو درست طور پہ پیش نہیں کیا جا سکتا اس لیے اس موقع پر ہم قوم بنی اسرائیل کی تاریخ انبیائے بنی اسرائیل کی دعوت اور قوم بنی اسرائیل کی احسان ناشناسی کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

جس ملک کو کتاب مقدس میں کنعان کہا گیا ہے وہ قدیم زمانوں میں ملک شام کا ایک صوبہ تھا۔یونانیوں نے اس کو فنیقیہ کا نام دیا اور آج کل اسے لبنان کہا جاتا ہے۔اس لیے کہ عربی میں دودھ کو لبن کہتے ہیں اور اس وادیٔ کے پہاڑوں کی چوٹیاں سارا سال دودھ جیسی سفید برف سے ڈھکی رہتیں تھیں اس لیے عرب اسے لبنان کہنے لگے۔ملک کنعان بحیرہ روم کے مشرقی ساحلی میدانوں پہاڑوں اور وادیوں پر مشتمل تھا۔بیشتر علاقہ کوہستانی ہے جس میں ہزاروں فٹ بلند کہساروں کا سلسلہ ہے مگر اصل کنعان اس علاقے کو کہا جاتا ہے جو پہاڑی دیوار اور سطح مرتفع کا درمیانی علاقہ ہے مغربی سلسلہ کوہ کے درمیان گہری وادیاں ہیں جو دراصل آبی گذرگاہیں ہیں۔قادیسہ کی مقدس وادیٔ میں بلند و بالا دیودار کے جنگلات کا وسیع سلسلہ ہے جس کے چند میل جنوب میں نہر ابراہیم بہتی ہے جس سے وادیٔ کا حسن نکھر کے رہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔کتاب مقدس میں ملک کنعان کے دیودار کے ان وسیع جنگلوں کا ذکر آیا ہے جس کی قدامت حیرت انگیز ہے۔کہتے ہیں کہ ان میں کچھ سلسلے تین ہزار سال سے زمین کے حسن کو نکھارے ہوئے ہیں۔زیتون لبنان کا خاص درخت ہے جسے وہاں کے رہنے والے قدیم زمانوں سے مقدس درخت تصور کرتے آئے ہیں اور بادشاہوں کی تاجپوشی کے وقت ان کا مسح زیتون کے تیل ہی سے کیا کرتے تھے۔لبنان میں زیتون کے جھنڈ ہر سمت دکھائی دیتے ہیں۔ماہرین آثار قدیمہ کے خیال میں کنعان میں قدیم پتھر کے دور کے انسان بستے تھے۔اس کے مختلف مقامات سے پتھروں کے ہتھیار اور اوزار برآمد ہوئے ہیں۔زمانہ ماقبل کے تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ اول اول ان علاقوں میں کنعان اور جنوبی شام میں سامی نسل کے لوگ آباد ہوئے تھے جنھیں بنی اسرائیل کنعانی اور یونانی فنیقی کہا کرتے۔اس دور میں ان علاقوں میں سمیریوں کا خط میخی اور مصریوں کا ہیرو غلیفی دونوں ہی رواج پذیر تھے۔بتایا جاتا ہے کہ فراعین مصر کی جہاز سازی کے لیے کنعان سے ہی دیودار کی لکڑی جاتی تھی۔ کنعانی بھی دوسرے سامی قبائل اموریوں اور بابلیوں کی طرح عرب کے ریگستانوں سے نکل کے بحیرہ روم کے مشرقی ساحلوں پہ آباد ہونے لگے۔شروع شروع میں سارے شام اور فلسطین پر ملک کنعان ہی کا اطلاق ہوتا تھا اسی لیے عہد قدیمہ میں فلسطین کو ملک کنعان ہی لکھا گیا ہے۔

علامہ طبریؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے جب عراق سے ہجرت کی تو آپ مصر میں مقیم ہوئے۔تاہم کچھ عرصے بعد آپ مصر سے فلسطین منتقل ہو گئے جسے اس وقت ملک کنعان کہا جاتا تھا۔چنانچہ جب حضرت ابراہیم ﷺ نے حضرت اسحاق ﷺ کو شام کے علاقوں کی طرف لوگوں کی اصلاح کے لیے مقرر کیا تو پھر آپ نسل در نسل انہی علاقوں میں پھلتے پھولتے رہے۔یہی وہ علاقہ ہے جہاں قوم بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ انبیاء مبعوث ہوئے۔حضرت اسحاق ﷺ بھی یہیں سکونت پذیر تھے اور یہیں ان کی شادی ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی بیوی کا نام "رفقاء بنت بتویل بن الیاس" تھا۔حضرت اسحاق ﷺ کو اللہ تعالی نے عیصو اور حضرت یعقوب ﷺ جیسے بیٹوں سے نوازا۔علامہ طبریؒ نے لکھا ہے کہ آپ کے یہ دونوں بیٹے جڑواں تھے۔حضرت عیص یا عیصو کی شادی اپنے چچا کے گھر یعنی حضرت اسماعیل ﷺ کی بیٹی بسمہ بنت اسماعیل ﷺ بن ابراہیم ﷺ سے ہوئی۔ان کے بطن سے روم بن عیص پیدا ہوئے۔چنانچہ بنواصفر یعنی رومی سب انہی کی اولاد تھے اور حضرت اسحاق ﷺ کے دوسرے بیٹے حضرت یعقوب ﷺ کی نسل کو بنو اسرائیل کہا جاتا ہے جن میں بکثرت انبیاء مبعوث ہوئے اور جن کا آبائی وطن کنعان تھا جن کی تاریخ یہاں بیان کی جارہی ہے۔
سمیریا اور بابل کی طرح کنعان کی ریاست میں بھی متعدد شہری ریاستیں قائم ہو گئیں تھیں۔

تاریخی لحاظ سے ان میں سے چار ریاستوں کو شہرت حاصل ہوئی جن کا تذکرہ تاریخ کے ایوانوں میں زندہ رہا اور وہ وقت کی راکھ میں دفن ہونے سے محفوظ رہیں۔شمال میں ببلوس اور ارواد جنوب میں صیدا (سِڈن) اور صور (ٹائر) کی شہری ریاستوں نے تہذیب وتمدن کے کئی مدارج طے کیے۔ان میں سے قدیم ترین شہر ببلوس کا ہے جس کے کھنڈر کھدائی سے برآمد کر لیے گئے ہیں جن کی مدد سے ان کی تہذیب ومعاشرت عقائد اور دیگر سرگرمیوں پہ روشنی پڑتی ہے۔یہ شہر مصریوں کے پیپائرس کی تجارت کا مرکز تھا اور یونانیوں نے پیپائرس کی رعایت سے ہی اس کا نام ببلوس رکھا تھا۔کتاب مقدس کا یونانی نام بائبل اسی امر سے یادگار ہے۔چنانچہ بائبل ہی کی ایک روایت کے مطابق ببلوس نامی شہر کو خداوند خدا ال یا ایل نے بسایا تھا اور یہ تمام کنعانیوں کا مقدس تیرتھ تھا جس میں عشتار دیوی کا عظیم الشان مندر ساحل سمندر پر واقع تھا زائرین کئی سیڑھیاں چڑھ کر مندر کے وسیع وعریض صحن میں داخل ہوتے تھے جہاں عشتار دیوی کا مجسمہ نصب تھا۔اس معبد میں "تموز" کے تہوار پر بہت رونق ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی کہتے ہیں کہ اسی معبد کے قریب ہی نہر ابراہیم سمندر میں گرتی تھی۔ عشتار دیویکا یہ مشہور معبد شاہ بیلوس سنی راس نے تعمیر کرایا تھا اور شہنشاہ قسطنطین کے حکم سے مسمار کر دیا گیا۔ فلسطین کا مرکزی علاقہ جہاں آج کے مشہور شہر بیروت وغیرہ آباد ہیں بہت بعد میں بسائے گئے تھے۔ ملک کنعان صدیوں تک مصریوں حیتیوں اور اشوریوں کی تاخت وتاراج کی آماج گاہ بنا رہا۔[*26]

پھر تقریباً ۱۴۰۰ ق م میں جب مصری اقتدار کا خاتمہ ہوا تو آرامیوں نے ملک پہ قبضہ کر لیا اور ان کی زبان آرامی ہی پورے ملک شام کی زبان بن گئی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مادری زبان بھی آرامی ہی تھی۔ پھر تیرویں صدی قبل مسیح کے اواخر میں بحیرہ ایجین کے آریائی نسل کے لوگ جنہیں فلسطی کہا جاتا تھا ان ساحلوں پہ آباد ہو گئے جس سے ملک کنعان کے ساحلی علاقوں کو فلسطین کہا جانے لگا۔ یہ لوگ اپنے ساتھ لوہے کے ہتھیار لائے تھے اور ان کی آمد کے بعد ہی ملک کنعان میں لوہے کے ہتھیاروں نے رواج پایا۔

آرامیوں اور فلسطیوں کی آمد کے ساتھ ہی عبرانیوں نے بھی ان علاقوں کا رخ کیا۔ عبرانیوں کے جد امجد جناب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مادری زبان آرامی ہی تھی۔ مگر کنعان پہنچ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد نے بھی عبرانی زبان سیکھ لی تھی اور اسی زبان میں اپنے مذہبی صحائف تحریر کیے اگرچہ علامہ طبریؒ کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبرانی زبان سیکھ جانا ان کا ایک معجزہ تھا کہ جونہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پہلا قدم سرزمین فلسطین پہ پڑا تو اللہ کی

.....

*26

وادیٔ کنعان کے لوگوں کی عقائدی پستی کے حالات سید علی عباس جلالپوری کی کتاب "روایات تمدن قدیم" سے تحریر کیے گئے۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت سے ہی آپ کی زبان بدل گئی کیونکہ اب آپ کے مخاطب عبرانی تھے عبرانیوں کی اکثریت نے حضرت اسحاق ﷺ کا دین قبول کر لیا تھا۔حضرت اسحاق ﷺ کے بعد حضرت یعقوب ﷺ ان کے جد اعلیٰ قرار پائے چونکہ آپ کا نام اسرائیل تھا اس لیے آپ کی قوم کو بنو اسرائیل کہا گیا۔کتاب مقدس میں حضرت یعقوب ﷺ کو اسرائیل کہنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ایک دفعہ آپ نے اللہ سے کشتی لڑی جس کی بنا پہ آپ کو اسرائیل کا نام عطا کیا گیا۔

"اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا جب اس نے دیکھا وہ اس پہ غالب نہیں ہوتا تو اس کی ران کو اندر سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اُس کے ساتھ کشتی لڑنے میں چڑھ گئی اور اس نے کہا مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی ہے یعقوب علیہ السلام نے کہا جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے نہیں جانے دوں گا تب اس نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اس نے جواب دیا "یعقوب" اس نے کہا کہ تیرا نام آگے سے یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہو گا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں سے زور آزمائی کی اور غالب ہوا تب یعقوب نے اس سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنا نام بتا دے،اس نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے اور اس نے اسے وہاں برکت دی اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی"

بالیبل (باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

عبرانیوں نے اموریوں اور کنعانیوں سے جنگ وجدل کے بعد اپنی مستقل سلطنت کی بنیاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھی اور حضرت داؤد علیہ السلام تک ان کی سلطنت نہایت مستحکم ہو چکی تھی ۔حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور بنی اسرائیل کے عروج کا دور کہلاتا ہے ۔حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے بہت بلند درجات عطا فرمائے تھے۔حضرت دواؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مناصب کی طرف قرآن حکیم میں جابجا اشارات موجود ہیں مثلاً!

اِنَّاسَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ○ وَالطَّيْرَ مَحْشُرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ ○

القرآن الحکیم (سورۃ ص ۳۸ : ۱۸)

ترجمہ؛

"اور ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے،اور پرندے بھی مسخر کر دیئے تھے جو اکٹھے ہو جاتے تھے،سب اس کی تسبیح کو دوہراتے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙*

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الاسبا ۳۴)

ترجمہ؛

"اور پہاڑوں کو ہم نے حکم دیا کہ اس کے ساتھ تسبیح کرو اور یہی حکم ہم نے پرندوں کو دیا"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَدَاوٗودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ○ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ○ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ○ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ○ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء ۲۱ : ۷۷۔۸۲)

ترجمہ:

اور اسی نعمت سے ہم نے داؤد و سلیمان کو سرفراز کیا یاد کرو وہ موقع جب کہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے کا فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئیں اور ہم ان کی عدالت کو خود دیکھ رہے تھے۔اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا حالانکہ علم اور حکم ہم نے دونوں کو عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے، اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے اور ہم نے اس کو تمہارے فائدے کے لیے زرہ بنانے کی صنعت سکھا دی تھی تا کہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے پھر کیا تم شکر گذار ہو اور سلیمان کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اُس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھیں ہیں اور شیاطین میں سے ایسے بہت سوں کو ہم نے اس کا تابع بنا دیا تھا جو اس کے لیے غوطے لگاتے اور اس کے سوا دوسرے کام کرتے تھے اور ان سب کے نگراں ہم ہی تھے"۔

اللہ پاک کے کلام میں حضرت داؤدؑ کے متعلق ان ارشادات سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ جب اللہ کی حمد وثنا کے گیت گاتے تھے تو ان کی بلند اور سریلی آواز سے پہاڑ تک گونج اٹھتے تھے۔پرندے ٹھہر جاتے تھے، بادل رک جاتے تھے اور شجر لبک اٹھتے تھے۔اور اک سماں تھا جو ان کی حمد وثنا سے بندھ جاتا تھا۔اس معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ذکر آیا ہے کہ!

"ایک مرتبہ جب ابو موسیٰ اشعریؓ جو غیر معمولی طور پہ خوش آواز صحابی تھے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے تو اسی اثنا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرے تو ان کی خوبصورت تلاوت سن کر کھڑے ہو گئے اور دیر تک ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت سنتے رہے چنانچہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے قرآن پڑھنا ختم کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' **لقد اوتی مزمارًا من مزامیر اٰلِ داؤد** ' یعنی اس شخص کو داؤد کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے"

حضرت داؤدؑ پہ اپنے مزید احسانوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور ہم نے لوہے کو اس کے لیے نرم کر دیا اور اس کو ہدایت کی کہ پوری پوری زرہیں بنا اور ٹھیک انداز سے ان کی کڑیاں جوڑ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو لوہے کے استعمال پہ قدرت عطا کی تھی اور خاص طور پہ جنگی اغراض کے لیے زرہ سازی کا فن سکھایا تھا۔ موجودہ زمانے کی تاریخی و اثری تحقیقات سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ دنیا میں لوہے کے اولین استعمال کے دور جس کو (Iron age) کہا جاتا ہے۔ اس کا زمانہ ہزار بارہ سو سال قبل مسیح میں شروع ہوا۔ اور یہی دور حضرت داؤدؑ کا زمانہ حکومت ہے۔ اول اول شام اور ایشیائے کوچک کی "حثی" قوم جس کو (Hittites) بھی کہا جاتا ہے کا بھی دور عروج تھا جو بارہ سو قبل مسیح سے لے کر دو ہزار سال قبل مسیح تک محیط ہے۔ انھی کو سب سے پہلے لوہا پگھلانے کا فن معلوم ہوا جو قدرے پیچیدہ اور مشکل امر تھا۔ وہ ایک مدت تک بڑی محنت سے اپنے اس فن کی حفاظت کرتے رہے اور دنیا کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ حثیوں کا لوہا پگھلانے کا فن اتنا مہنگا تھا کہ سونا چاندی محسوس ہونے لگتا۔ اس لیے وہ عمومی استعمال سے باہر تھا اور عام لوگوں کی پہنچ سے دور تھا۔ بعد میں فلسطیوں نے بھی لوہے کو پگھلانے کا راز معلوم کر لیا۔ مگر وہ بھی اسے راز ہی رکھتے رہے اس لیے طالوت کی پیدائش سے پہلے حثیوں نے فلسطیوں اور قوم بنی اسرائیل کو پے در پے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکستیں دیں۔ انھوں نے ان اقوام کو فلسطین سے تقریباً بے دخل کر دیا تھا اور بائبل کے بیان کے مطابق اس کی اہم وجہ یہ تھی کہ وہ لوہے کے رتھ استعمال کرتے تھے اور ان کے دوسرے ہتھیار بھی وزنی اور تیز تھے جس کی بڑی وجہ ان کا لوہے کے استعمال پہ عبور تھا۔ لوہے کے بھاری ہتھیاروں کی وجہ سے طاقت کا توازن ان کی طرف جھکا ہوا تھا۔ پھر جب ۱۰۲۰ ق م میں اللہ کے حکم سے طالوت بنو اسرائیل کا فرمانروا ہوا تو اس نے حتیوں اور فلسطیوں کو پیہم شکستیں دیں اور ان سے فلسطین کا بڑا حصہ واپس لے لیا۔ حضرت داؤد ﷺ (۹۶۵ سے ۱۰۰۴ ق م) نے نہ صرف فلسطین و شرق اردن بلکہ شام کے بھی بہت بڑے حصے پر قبضہ کر لیا اور بنی اسرائیل کی سلطنت کو استحکام بخشا۔ اس زمانے میں آہن سازی کا وہ راز جو پہلے حتیوں اور فلسطیوں کے قبضے میں تھا بے نقاب ہو گیا اور اللہ تعالٰی نے اپنی خاص حکمت سے حضرت داؤد ﷺ کو لوہے پہ وہ دسترس بخشی جو نہ اس سے پہلے کسی کو حاصل تھی نہ ان کے بعد کوئی ایسی مثال ملتی ہے کہ کسی ہاتھ کو یہ ملکہ عطا کیا گیا ہو کہ وہ لوہے کی اتنی باریک اور ہلکی زرہیں تیار کر سکے۔

اب اس علاقے میں لوہے کو پگھلانے کا فن عام ہو گیا تھا اور لوہے کی سستی چیزیں تیار ہونے لگیں تھیں۔ لوہا اب عام آدمی کی دسترس میں تھا اور وہ کافی سستا بھی ہو گیا تھا کیونکہ فلسطین کے جنوبی علاقہ ''ادوم'' میں خام لوہے (Iron ore) کے بے شمار ذخائر موجود تھے جس سے وہ لوگ اب فائدہ اٹھانے لگے تھے اور حال ہی میں آثار قدیمہ نے اس علاقے میں جو کھدائیاں کی ہیں ان سے بکثرت ایسی جگہوں کے آثار ملے ہیں جہاں لوہا پگھلانے کی بھٹیاں لگیں ہوئیں تھیں۔ عقبہ اور ایلہ سے متصل حضرت سلیمان ﷺ کے زمانے کی بندر گاہ ''عیصیون جابر'' کے جو کھنڈرات ملے ہیں اس میں لوہا پگھلانے کی ایک بھٹی کے جائزہ کے دوران یہ بات کھلی ہے کہ وہ لوگ بھی خام لوہے کو پگھلانے میں بعض وہ اصول اختیار کرتے تھے جو آج کے جدید زمانے کی (Blast Frnace) میں استعمال ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔خیال کیا جاتا ہے کہ اس صنعت پہ حضرت داؤدؑ ہی کی اجارہ داری رہی ہوگی اور انہوں نے اپنی افواج کو لوہے کے بھاری اور مضبوط ہتھیاروں سے مزین کر کے اپنے آس پاس کی ان قوموں کو شکست دی ہوگی جنہوں تھوڑا عرصہ قبل ہی اپنے لوہے کے ہتھیاروں کی وجہ سے قوم بنی اسرائیل پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا تھا۔حضرت اسماعیلؑ پہ اللہ نے یہ احسان کیا کہ ہوا کو ان کے لیے مسخر کر دیا جس کی تفصیلات بنی اسرائیل کے صحائف کے علاوہ قرآن میں بھی مذکور ہیں۔چنانچہ سورۃ الاسباء میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ ○

(القرآن الحکیم (سورۃ الاسبا ۳۴)

ترجمہ :

"اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا ایک مہینے کی راہ تک اس کا چلنا صبح کو اور ایک مہینے کی راہ تک اس کا چلنا شام کو"۔

قرآن میں بہت تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے ان احسانات کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے قوم بنی اسرائیل پہ کیے تھے ایک اور جگہ سلیمانؑ پہ کیے گئے اس احسان کا ذکر اللہ پاک یوں کرتے ہیں،

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن الحکیم (سورۃ ص ۳۸)

ترجمہ؛

"پس ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے بہ سہولت چلتی تھی جدھر وہ جانا چاہتا تھا"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو اس طرح سے حضرت سلیمان ﷺ کے تابع امر کر دیا تھا کہ ان کی مملکت سے ایک مہینے کی راہ تک کے مقامات کا سفر بہ سہولت اختیار کیا جا سکتا تھا۔ جانے میں بھی ہمیشہ ہوائیں ان کی مرضی کے موافق چلتی تھیں اور واپسی پہ بھی ان کو باد موافق ہی ملتی تھی۔ بائبل اور جدید تاریخی تحقیقات سے اس امر پہ جو روشنی پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان ﷺ نے اپنے دور سلطنت میں بہت بڑے پیمانے پر بحری تجارت کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ایک طرف سے عیصیون جابر کی بندرگاہ سے ان کا تجارتی بیڑہ جس کو بائبل میں ترسیسی بیڑہ کہا گیا ہے مغربی ممالک کی طرف جایا کرتا تھا۔ عیصون جابر میں اس زمانے کی جو لوہا پگھلانے کی بھٹی ملی ہے اس کے مقابلے کی کوئی بھٹی مغربی ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں ابھی تک دریافت نہیں ہو سکی۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کا اندازہ ہے کہ یہاں ادوم کے علاقہ عربہ کی کانوں سے خام لوہا اور تانبا لایا جاتا تھا اور اس بھٹی میں اس کو پگھلا کر دوسرے کاموں کے علاوہ اسے جہاز سازی میں بھی استعمال کیا جاتا ہوگا۔ سورہ سبا میں حضرت سلیمان ﷺ کو اللہ پاک اپنا یہ احسان بیان کرتے ہیں کہ "ہم نے تمہارے لیے پگھلی ہوئی دھات کا چشمہ بہا دیا" اور ہواؤں کو بھی اللہ نے ان کے لیے مسخر کر دیا تھا جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایک مہینے کی راہ تک ہوا کو ان کی مرضی کے تابع بنانے کا مطلب یہ تھا کہ اس زمانے میں بحری سفر کا سارا انحصار باد موافق پہ تھا۔ حضرت سلیمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے بیڑے کو جاتے ہوئے بھی اور واپسی پہ بھی ہمیشہ بادِ موافق ملتی جس سے انہوں نے تجارت میں بے پناہ ترقی کی اور سلطنت بنی اسرائیل کو استحکام بخشا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پہ ایسے ایسے احسانات فرمائے تھے جن کو پڑھ کے انسان ششدر رہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے قرب اور رحمت کے باوجود بنی اسرائیل کے انحراف کا رویہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ ان کی صریحاً بدقسمتی ہے کہ بالآخر اللہ کو ان سے کہنا پڑا کہ وہ نہایت ناشکرے اور سخت جھگڑالو قوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پہ اپنے مزید احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن حکیم میں فرماتے ہیں کہ ہم نے تو طاقتور جنوں کو بھی تیرا (حضرت سلیمان ﷺ) کا مطیع و فرمانبردار بنا رکھا تھا۔ سورہ سباء میں اس کی تفصیلات یوں بیان ہوئی ہیں؛

وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ○ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ○ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن الحکیم (سورۃ الاسبا ۳۴ ، ۱۲-۱۴

ترجمہ:

اور جنوں میں سے ایسے جن ہم نے اس کے لیے (سلیمان علیہ السلام) مسخر کر دیے تھے جو اس کے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے، اور جو ہمارے حکم سے کوئی ان میں سے انحراف کرتا تو ہم اس کو بھڑکتی ہوئی آگ کا مزا چکھا دیتے، وہ اس کے لیے جیسے وہ چاہتا تھا قصر اور مجسمے اور حوض جیسے بڑے بڑے لگن اور بھاری جمی ہوئی دیگیں بناتے تھے ۔۔۔۔ پھر جب ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو وفات دے دی تو ان جنوں کو اس کی موت پہ مطلع کرنے والی کوئی چیز نہ تھی مگر زمین کا کیڑا (یعنی گھن) جو اس کے (حضرت سلیمان علیہ السلام) عصا کو کھا رہا تھا، پس جب وہ گر پڑا تو جنوں کو پتہ چل گیا کہ اگر وہ واقعی ہی غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں اتنی دیر مبتلا نہ رہتے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حضرت الیاس ﷺ بھی تو انبیائے بنی اسرائیل ہی میں سے تھے۔ جنہیں کتاب مقدس میں ایلیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ موجودہ دور کے محققین نے ان کے زمانے کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ جلعاد کے رہنے والے تھے۔ اگر آج کے جغرافیے پہ نظر ڈالی جائے تو ان کا علاقہ موجود اردن کے شمالی علاقوں پہ مشتمل ہے اور دریائے یرموک کے جنوب میں واقع تھا۔ کتاب مقدس میں حضرت الیاس ﷺ کا ذکر (Elijh the Tishbite) ایلیاہ تشبی کے نام سے کیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔انہوں نے حضرت سلیمان ﷺ کے بعد قوم بنی اسرائیل کو دعوت توحید دی جو حضرت سلیمان ﷺ کے بعد پھر سے شرک کی راہوں پہ چل نکلے تھے دراصل حضرت سلیمان ﷺ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اس بلند منصب اور وسیع ریاست کو سنبھالنے کے اہل ہی نہ تھے اس لیے حضرت سلیمان ﷺ کی ریاست ٹکڑوں میں بٹ گئی تھی۔حضرت سلیمان ﷺ کا بڑا بیٹا رحعام سخت نااہل فرزند ثابت ہوا تھا جس کی وجہ سے سلطنت بنی اسرائیل تباہ ہوگئی سلطنت کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اس کا ایک حصہ جو بیت المقدس اور جنوبی فلسطین پر مشتمل تھا آل داؤد کے قبضے میں رہا۔دوسرا حصہ جو شمالی فلسطین پر مشتمل تھا اس میں ایک مستقل ریاست اسرائیل کے نام سے قائم ہوگئی تھی۔ایک مدت کے استحکام کے بعد حضرت اسحاق ﷺ کا آبائی وطن پھر سے ابتلاء کا شکار تھا۔

اس اسرائیلی ریاست کا صدر مقام سامریہ تھا۔ریاست کی تقسیم کے بعد اس کے دونوں حصے دگرگوں حالت میں تھے۔تاہم اسرائیل نامی ریاست روز اول سے ہی سخت بگاڑ کی راہ پہ چل نکلی تھی۔اس کے لوگ شرک بت پرستی ظلم وستم اور فسق وفجور کا شکار ہو گئے تھے۔پھر یہ فتنہ وفساد اس وقت اپنی انتہا کو پہنچ گیا جب اسرائیل کے بادشاہ "اخی اب (Akhab)" نے صیدا کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔صیدا کو اب لبنان کہا جاتا ہے۔بادشاہ کی لڑکی ایزبل (Jezebel) مشرک تھی جس کے حسن و جمال کے اثر میں آ کر خود اخی بھی مشرک ہوگیا اور سامریہ میں بعل دیوتا کا مندر اور مذبح تعمیر کر لیا گیا۔اخی نے لوگوں کو ایزابل کے شرک آلود نظریات کی طرف مائل کرنے کی بھرپور کوشش کی اور خدائے واحد کی پرستش کے بجائے بعل کی پرستش کو رواج دینا شروع کیا۔اسرائیل کے ہر شہر میں علانیہ بعل دیوتا کے نام پہ قربانیاں کی جانے لگیں اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جس کی طرف قرآن مجید میں بھی اشارات موجود ہیں مثلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِذْقَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ○ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات ۳۷: ۱۲۳۔۱۲۶)

ترجمہ :

"اور الیاس (علیہ السلام) بھی یقیناً مرسلین میں سے تھا یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ لوگو تم ڈرتے کیوں نہیں، کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے پچھلے اور آباؤ اجداد کا رب ہے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مورخین نے بیان کیا ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جب حضرت الیاس ﷺ منظر عام پہ نمودار ہوئے اور انہوں نے جلعاد سے آکر اسرائیل کے بادشاہ اخی کو اس کے مشرکانہ عقائد پہ متنبہ کیا۔ مگر بادشاہ اپنی بیوی کے حسن و جمال کے زیر اثر تھا اس لیے اس نے حضرت الیاس ﷺ کی عمدہ نصیحت پہ چنداں نگاہ نہ کی۔ تب حضرت الیاس ﷺ نے بادشاہ اسرائیل اور اس کے لوگوں پہ بددعا کی اور لوگوں کی موجودگی میں اخی کو متنبہ کیا کہ میرے جانے کے بعد اب تیرے اس ملک پہ بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسے گا حتیٰ کہ اوس بھی نہ پڑے گی جب تک تو اپنی اس روش سے باز نہیں آجاتا۔ چنانچہ اللہ کے نبی کا یہ قول حرف بہ حرف درست ثابت ہوا اور لوگ آسمان کی طرف دیکھتے مگر سالوں پہ سال گذرنے لگے اور کوئی آوارہ بادل بھی ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے آسمانوں کا رخ نہ کرتا۔حتی کہ اس خشک سالی میں چار سال گذر گئے۔تب کہیں جا کے بادشاہ اخی کے کچھ ہوش ٹھکانے آئے اور اس نے حضرت الیاس ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا اور ان کے آنے کے بعد ان کی منت سماجت شروع کر دی کہ وہ اللہ سے دعا کریں تا کہ بارش ہو کہ لوگ خشک سالی اور قحط سے مرنے لگے ہیں۔

حضرت الیاس ﷺ نے کہا کہ وہ ضرور اپنے اللہ سے دعا کریں گے مگر اس سے قبل اسرائیل کے باشندوں اور بادشاہ پر اللہ رب العالمین اور بعل دیوتا کا فرق ضرور واضح کریں گے۔چنانچہ اس غرض کے لیے انہوں نے حکم دیا کہ ایک مجمع عام میں بعل کے پجاری بھی آ کر اپنے دیوتا کے نام کی قربانی کریں گے اور میں بھی اللہ کے نام پہ قربانی کروں گا۔دونوں میں سے جس کی قربانی بھی انسان کے ہاتھ لگائے بغیر آسمانی آگ اچک لے گی اس کو حق پہ تصور کیا جائے گا اور اس کے معبود کی سچائی کو ساری قوم اپنائے گی۔اخی نے بھی یہ بات قبول کر لی اور کوہ کرمل پر بعل کے ایک ہزار پجاری حضرت الیاس ﷺ کے مقابلے پر اترے اور قوم اسرائیل کی موجودگی میں بعل کے پجاریوں اور حضرت الیاس ﷺ کا مقابلہ شروع ہوا۔ دونوں نے اپنی قربانی پہاڑ کی چوٹی پہ رکھ دی۔خلق خدا کی نظریں اسی طرف تھیں،لوگوں کی سانسیں رک رہی تھیں پھر اللہ کے نبی کو اللہ کی نصرت آ پہنچی اور اس نے حضرت الیاس ﷺ کی قربانی کو قبول کر لیا۔بعل پرستوں نے شکست کھائی اور حضرت الیاس ﷺ نے سب کے سامنے ثابت کر دیا کہ بعل ایک جھوٹا خدا ہے اور اس کے پجاری محض ایک ڈھونگ ہیں۔ چنانچہ حضرت الیاس ﷺ نے اسی وقت بعل کے تمام پجاریوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا اور لوگوں کا ہجوم ان پہ ٹوٹ پڑا۔

اس کے بعد اسی مجمع عام میں حضرت الیاس ﷺ نے اللہ رب العالمین سے بارش کی دعا کی جو فوراً قبول ہوئی اور ہر طرف سے بادل اُمڈ اُمڈ کر آئے یہاں تک کہ پورا ملک اسرائیل سیراب ہو گیا۔تاہم قابل افسوس امر یہ ہے کہ ان تمام حالات کے مشاہدے کے باوجود بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زن مرید اخی اپنی بت پرست بیوی کے شکنجے سے نہ نکل سکا۔اس کی بیوی ایزابل حضرت الیاس علیہ السلام کی دشمن ہوگئی اور اس نے قسم کھالی کہ جس طرح اس کے ساتھی بعل کے پجاریوں کو قتل کیا گیا ہے وہ اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام کو قتل کرائے گی۔ان حالات میں حضرت الیاس علیہ السلام کے گرد گھیرا تنگ کر دیا گیا اور انہیں اپنی جان بچا کے ملک چھوڑنا پڑا۔وہ کئی سال تک کوہ سینا کے دامن میں پناہ گزیں رہے۔چنانچہ اس موقع پر انہوں نے اپنے اللہ سے جو فریاد کی اس کو توراۃ کی زبان میں پیش کیا جاتا ہے:

"اے خداوند خدا، بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبح کو ڈھایا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا، اور ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں سو وہ میری بھی جان لینے کے درپے ہیں، اے خداوند خدا اکیلا تو ہی میرا مددگار اور ہمدرد ہے"

(۱۔ باب سلاطین ۱۹ :۱۰)

اسی زمانے میں بیت المقدس کی یہودی ریاست کے فرمانروا "ایہورام Jenoram نے بنی اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کی بیٹی سے شادی ہوگئی اور اس مشرقی شہزادی کے اثر سے وہی تمام خرابیاں جو اسرائیل کی ریاست میں پھیلی ہوئیں تھیں یہودیا کی ریاست میں بھی پھیلنے لگیں تو حضرت الیاس علیہ السلام نے یہاں بھی اپنا فریضہ نبوت ادا کیا اور ایہورام کو ایک تفصیلی خط لکھا جو توراۃ میں محفوظ رہا اس کا متن پیش خدمت ہے۔

"خداوند تیرے باپ داؤد کا خدا یوں فرماتا ہے؛ اس لیے کہ تو نہ اپنے باپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہوسفط کی راہوں پر ہے اور نہ یہودا کے بادشاہ آسا کی راہوں پر چلا بلکہ اسرائیل کے بادشاہوں کی راہوں پر چلا ہے اور یہوداہ اور یروشلم کے باشندوں کو زنا کار بنایا جیسا کہ اخی اب کے خاندان نے کیا تھا اور اپنے باپ کے گھرانے میں سے اپنے بھائیوں کو جو تجھ سے اچھے تھے کو قتل بھی کیا سو دیکھ خداوند تیرے لوگوں کو اور تیری بیویوں کو اور تیرے سارے مال کو بڑی آفتوں سے مارے گا اور تو انتڑیوں کے مرض سے سخت بیمار ہو جائے گا یہاں تک کہ تیری انتڑیاں اس مرض کے سبب روز بروز نکلتی چلی جائیں گی"

بائیبل(تواریخ ۲۱ : ۱۵۔۱۲)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس خط میں اللہ کے نبی حضرت الیاس ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ اسی طرح پورا ہوا اور یہورام کی ریاست بیرونی حملہ آوروں کی تاخت سے تباہ ہوگئی اور دشمن ان کی بیویوں تک کو اٹھا کر لے گئے۔اس کے بعد ایہورام خود حضرت الیاس ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق انتڑیوں کے مرض میں مبتلا ہوا اور اذیت ناک موت مرا۔چند سال بعد حضرت الیاس ﷺ پھر واپس تشریف لائے اور اسرائیل کے بادشاہ اخی اب اور اس کے بیٹوں اخزیاہ وغیرہ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی مگر جو بدی سامریہ کے شاہی خاندانوں کے خون میں سرایت کر چکی تھی وہ ان کے سینوں سے نہ نکل سکی۔آخر کار حضرت الیاس کی بد دعا سے اخی اب کا گھرانہ زمین کے سینے سے نابود ہو گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بھی زمین سے اٹھا لیا۔حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد لوگوں میں بعل پرستی کو بہت عروج حاصل ہوا بعل کے لغوی معنی ہیں آقا۔سردار یا مالک،مگر خاص اس دور کے لوگ یعنی زمانہ قدیم کی سامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقوام اس لفظ کو الٰہ یا خدا کے مترادف کے طور پہ استعمال کرتے تھے اور انہوں نے اپنے خاص دیوتا کو اس نام سے موسوم کر رکھا تھا۔خصوصیت کے ساتھ لبنان کی فنیقی اقوام کا سب سے بڑا نر دیوتا بعل ہی تھا اور اس کی بیوی عشتارات ان کی سب سے بڑی دیوی تھی۔ محققین اور مورخین اس بات کو طے نہیں کر سکے کہ آیا بعل سے مراد سورج ہے یا مشتری اور عشتارات سے مراد چاند ہے یا زہرہ۔

بہر حال یہ بات تاریخی طور پہ ثابت ہے کہ بابل سے لے کر مصر تک اور پورے مشرق اوسط میں بعل پرستی پھیلی ہوئی تھی خصوصاً لبنان ،شام اور فلسطین کی مشرک اقوام بری طرح سے بعل پرستی میں مبتلا تھیں ۔بنی اسرائیل جب مصر سے نکلنے کے بعد جب فلسطین اور شرق اردن میں آ کر آباد ہوئے اور توراۃ کے سخت امتناعی حکم کے باوجود وہ اردگرد کی مشرک اقوام سے رابطے بڑھانے لگے اور ان سے شادی بیاہ کرنے لگے تو ان کے اندر بھی یہ مرض تیزی سے پھیلنے لگا۔بائبل کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ اول یوشع بن نون کی وفات کے بعد ہی بنی اسرائیل میں اخلاقی اور دینی زوال رونما ہونا شروع ہو گیا تھا۔جس کی طرف قرآن میں بھی اشارات موجود ہیں اور کتاب توراۃ بھی اس مر پہ شہادت پیش کرتی ہے۔

☜ اور بنی اسرائیل نے خدا کے آگے بدی کی اور بعلیم (بعل) کی پرستش کرنے لگے۔۔۔۔۔اور وہ خداوند خدا کو چھوڑ کر بعل اور عستارات کی پرستش کرنے لگے"

(قضاۃ ۲ : ۱۱۔۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☜ سو بنی اسرائیل کی کنعانیوں اور حتیوں اور اموریوں اور فرزیوں اور حویوں اور یبوسیوں کے درمیان بس گئے اور ان کی بیٹیوں سے وہ لوگ نکاح کرنے لگے اور اپنی بیٹیاں ان لوگوں کو دینے لگے اور ان کے دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے"

(قضاۃ ۔ ۳ : ۵۔۶)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس زمانہ میں بعل پرستی قوم بنی اسرائیل میں اس طرح گھس چکی تھی کہ بائبل میں جا بجا اس کا تذکرہ ملتا ہے۔بائبل کے بیان کے مطابق شمالی فلسطین کی مشرقی ریاست کے ہر شہر میں بعل دیوتا پہ قربانی کے لیے مذبح خانے قائم ہو چکے تھے اور لوگ بعل دیوتا پہ قربانی کرنے لگے تھے۔انہوں اپنے اللہ کے احسانات اور اپنے انبیاء کی تعلیمات کو یکسر پس پشت ڈال دیا تھا۔حضرت الیاس علیہ السلام کی زندگی میں قوم بنی اسرائیل نے انکے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کا ذکر ابھی گذرا ہے۔مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کے پردہ فرمانے کے بعد وہ ان کے ایسے گرویدہ اور شیفتہ ہوئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کم ہی لوگوں کو انہوں نے وہ رتبہ اور مقام عطا فرمایا جو اب ان کی نظر میں حضرت الیاس علیہ السلام کا تھا۔ان کے ہاں مشہور ہو گیا تھا کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو ہوا کا ایک بگولا اپنے ساتھ آڑا کر آسمانوں میں لے گیا ہے اور یہ کہ وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں گے۔چنانچہ کتاب مقدس بائبل میں ان کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے کہ؛

☜ دیکھو، خداوند خدا کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پہلے میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس پھر سے بھیجوں گا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بائیبل (کتاب ملاکی ۴ : ۵)

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے زمانہ میں اہل کتاب کا یہ گروہ جس نے خود کو یہود کہلانا شروع کر دیا تھا ان دنوں تین آنے والوں کے منتظر تھے ایک حضرت الیاسؑ دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور تیسرے وہ نبی جن کا ذکر ان کی کتابوں میں بکثرت موجود تھا یعنی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

"پھر جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی نبوت سے آگاہ کیا اور لوگوں کو پیغام حق کی طرف پکارا تو یہودیوں کے مذہبی پیشواؤں نے ان کے پاس جا کر پوچھا کہ کیا تم وہی نبی ہو جن کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں وہ نہیں ہوں۔ اس پہ انہوں نے پوچھا کیا تم ایلیاہ ہو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں وہ بھی نہیں ہوں۔ اس پہ اہل کتاب کے مشائخ نے پوچھا پھر کیا تم مسیح ہو انہوں نے پھر کہا نہیں میں وہ بھی نہیں ہوں، اس پہ اہل یہود کے علماء نے ان پہ اعتراض کیا اگر تم مسیح بھی نہیں ہو ایلیاہ بھی نہیں ہو اور نہ تم وہ نبی ہو جن کے ہم منتظر تھے تو پھر تم لوگوں کو بپتسمہ کیوں دیتے ہو، پھر کچھ مدت بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غلغلہ بلند ہوا تو یہودیوں میں یہ خیال پھیلتا چلا گیا کہ شاید اب ایلیا نبی آگئے ہیں خود حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں بھی یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ ایلیاہ نبی آنے والے ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود ان سے یہ فرما کر ان کی غلط فہمی دور کر دی کہ ایلیاہ تو آچکا اور لوگوں نے اسے نہیں پہچانا بلکہ جو کچھ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ چاہا کیا اس سے حواری خود جان گئے کہ دراصل آنے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی تھے نہ کہ حضرت ایلیاہ جن کو گذرے آٹھ صدیاں ہونے کو آئیں تھیں"۔

تفصیلات کے لیے دیکھیں۔

بائبل (یوحنا ۔ ۱ : ۱۹ ۔ ۲۶)۔ (مرقس ۔ ۶ : ۱۴ ۔ ۵۱)

(متی ۔ ۱۱ : ۱۴) (متی ۔ ۱۷ : ۱۰ ۔ ۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل کنعان کے قدیم مذاہب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل وطن کو دین حق کی دعوت پہنچائی مگر انہوں نے اس شدت سے آپ کی دعوت کا انکار کیا کہ آپ کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ ہجرت کے بعد آپ کچھ عرصہ تو مصر میں مقیم رہے تاہم بعد میں آپ نے فلسطین کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا اور یہیں آپ کی اولاد سے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنا فریضہ نبوت ادا کیا۔ ان کی مخاطب اقوام اور ان کے مجموعی ردعمل سے حتمی آگاہی کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کی تاریخ سماجی روایات مذاہب اور ان کے قدیمی عقائد پہ بھی ایک اجمالی نظر ڈال لی جائے تاکہ قوم بنی اسرائیل کی داستانِ عروج وزوال کو درست طور پہ سمجھا جاسکے۔ قدیم زمانوں میں دوسری سامی اقوام کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل کنعان اور اس کے اردگرد آباد دیگر انسانی بستیاں بھی مظاہر فطرت کی پوجا کرتیں تھیں اور مظاہر فطرت ان کے دیوتاؤں کی صورت ان کی زندگیوں میں دخیل تھے۔تاہم ان کے سب سے بڑے اور معزز معبود دو ہی تھے ایک آسمان کا دیوتا جسے وہ اپنا باپ کہتے تھے ان کے دوسرے دیوتا کا تعلق دھرتی سے تھا ان کا آسمانی دیوتا آسمان سے ان کے لیے بارشیں برساتا اور ان کی زمینوں کو سیراب کرتا اور اس کی زرخیزی میں اضافہ کرتا تو دھرتی ماں ان کے لیے اپنی کوکھ سے فصلیں اُگاتی۔شہر اغاریت میں آسمانی دیوتا کو ایل کہا جاتا جسے ملک شام کے پروہت خداوند خدا مانتے تھے۔

ان کے ہاں دھرتی مائی کا نام اشیرت تھا اور ایل کے بعد دیوتا علیان کو مقدس خیال کیا جاتا اور یہی علیان دیوتا تھا جس کو بعد میں بعل دیوتا قرار دے دیا گیا۔جس کا ذکر قرآن حکیم اور دیگر آسمانی کتابوں میں موجود ہے کہ کنعان اور بہت سے دوسرے علاقوں میں لوگوں کی بے شمار اکثریت بعل پرستی میں مبتلا تھی۔بعل دیوتا کو ان کے ہاں شہروں کا محافظ اور دریاؤں کی روانی کا نگران تصور کیا جاتا تھا۔تاہم یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ ملک کنعان کے ہر شہر کا بعل دیوتا مختلف تھا۔بعل دیوتا کو ان کے بادشاہوں کا جد امجد بھی خیال کیا جاتا تھا اور زمین کی زرخیزی اور شادابی کا باعث بھی۔بعلبک کے مشہور شہر کو بعل دیوتا کی پوجا کے حوالے سے مرکزی مقام خیال کیا جاتا[27*] ہے۔

.....

*27

اہل کنعان کے عقائد شرکیہ تھے انھوں نے بعلبک شہر میں بعل دیوتا کا بہت بڑا معبد تعمیر کیا تھا۔

سید علی عباس جلالپوری ۔

روایات تمدن قدیم (ص : ۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع میں آرامیوں کا دیوتا حدد گرج و چمک کا دیوتا تھا تاہم جب اردگرد کی قوموں میں بعل دیوتا کو فیصلہ کن معبود کی حیثیت حاصل ہوگئی تو مرورِ زمانہ سے ان کا خداوند خدا بھی بعل ہی قرار پایا۔ اہل کنعان ستونوں چٹانوں اور مخروطی پتھروں کو بھی دیوتاؤں کے نشانات سمجھ کر تقدس کی نگاہ سے دیکھا کرتے۔ ان کی مشہور دیوی عشتارات کو بارآوری اور تولد و تناسل کی دیوی تصور کیا جاتا۔ کئی دیگر علاقوں میں اسی دیوی کو حسن و عشق اور چاند کی ملکہ دیوی بھی قرار دیا جاتا تھا اور اس کے القاب بعلہ یا ملکہ بعل کے تھے۔ ان کے دیگر دیوتاؤں میں دیوتا ملکرت کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی اور وہ شہر صور کے لوگوں کا معبود تھا جس کا ذکر عہد نامہ قدیم میں بھی موجود ہے۔ تاہم اسے وہاں ملکرت کی بجائے مولک کہہ کر پکارا گیا ہے۔ مولک نہایت خوفناک دیوتا تھا اور اس کا بت دھات سے بنایا جاتا اس بلند و بالا بت کے دامن میں ہمہ وقت آگ کے شعلے بھڑکتے رہتے [28*]۔ اس پہ ننھے اور معصوم بچوں کو قربان کیا جاتا جو ان اقوام کی جاہلیت اور سنگ دلی پہ دلیل پیش کرتی ہے۔ مولک دیوتا کے پجاری ہر اس عورت پہ نگاہ رکھتے جو پہلی دفعہ حاملہ ہوئی ہو۔ کیونکہ ان کے عقائد کے مطابق مولک دیوتا پلوٹھے کے بچے کی قربانی پسند کرتا ہے جونہی وہ عورت بچہ جنتی تو اگر لڑکا ہوتا تو مولک کے پجاری اسے چھین کر لے جاتے اور اسے بعل کے شکم میں بھڑکنے والی آگ میں ڈال دیتے۔ تاریخ کے دریچوں میں اگرچہ انسانی کردار کے بہت سے پست پہلو مل جاتے

.....

*28

معصوم بچوں کی قربانی کا رواج صرف اہل کنعان ہی کے ہاں نظر آتا ہے۔ تاریخ کے صفحات میں صرف یہی قوم پستی کی اس حد تک گئی۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایاتِ تمدنِ قدیم (ص : ۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں مگر اس طرح کی ہمیت کی مثال کم کم ہی نظر آتی ہے کہ ماں خود اپنے بچے کو بعل کے شکم کی آگ میں جھلستا دیکھتی ہے مگر اسے اتنی بھی اجازت نہیں ہوتی کہ اس کی آنکھ سے آنسوؤں کے چند قطرے ہی گر سکیں۔بچوں کی چیخوں کی آواز کو مٹانے کے لیے زور زور سے نقارے پیٹے جاتے اور نفیریاں بجائی جاتیں۔تا کہ معصوم بچوں کی چیخوں سے کوئی کم حوصلہ شخص متاثر نہ ہو جائے یا کسی ماں کے ضبط کا بندھن نہ ٹوٹ جائے یا کوئی فرد ہمیت کے اس رواج سے بغاوت کی راہ پہ نہ چل نکلے۔

کسی بڑی قومی ابتلاء کے موقع پر بعل دیوتا پہ اجتماعی قربانی کا رواج بھی موجود تھا جس کے بعد علاقے بھر کی ماؤں کی گود سے بچے چھین لیے جاتے اور بعل کے بھڑکتے شکم کی نظر کر دیئے جاتے۔تب دور دور تک ماؤں کی سسکیاں جاتیں اور جبر و خوف کے وہ مناظر تاریخ کی اندھی راہوں کا سفر طے کرتے ہوئے ہم تک پہنچے،کہا جاتا ہے ایک دفعہ جب کارتھیج کی ریاست پہ رومی افواج حملہ آور ہوئیں تو اس ابتلاء سے بچنے کے لیے بعل کے ظالم پجاریوں نے صرف ایک دن میں تین سو ماؤں کی گود اجاڑ دی اور امراء کے بچے تک نہ چھوڑے صبح و سے شام تک بعل کے بھڑکتے شکم کو بچوں کی قربانی پیش کی جاتی رہی[*29]۔

دور دور تک جلتے گوشت کی بو تھی اور چربی کی سرانڈ تھی اس کے باوجود ان کا بعل دیوتا بے بسی سے کھڑا رومی افواج کو شہر میں داخل ہوتا دیکھتا رہا اور کچھ نہ کر سکا کہ وہ کر ہی کیا سکتا تھا۔یہ

.....

*29

بعض اوقات وہ بچوں کی اجتماعی قربانی بھی کرتے جس کا تصور ہی انسان کو لرزا دینے کے لیے کافی ہے۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانی عقائد کی وہ پستی ہے جس نے تاریخ کے کسی بھی دور میں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور انسان خالق کی تلاش میں تذبذب کا شکار ہی رہا۔اس بات کے شواہد بھی ملے ہیں کہ اہل کنعان کے بعض لوگ اپنے پلوٹھے کے بیٹے کو زندہ ہی دفن کر دیتے تھے۔بعد کے زمانوں میں ان شہروں کی کھدائی کے دوران ماہرین آثار قدیمہ کو کچھ ایسے مرتبان ملے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے بچے دفن تھے۔بلوس شہر میں تو ایک جگہ ان مرتبانوں کا بڑا ذخیرہ دریافت ہوا تھا جس کا تعلق یقیناً ان کے بوسیدہ عقائد سے تھا جن کے تحت وہ اپنے بڑے بیٹے کو زندہ دفن کرتے تھے۔بعل اور مولک کے علاوہ ان کے کئی دیگر علاقوں میں افشو دیوتا، رفعہ دیوتا اور وجودن دیوتا کی پوجا کے شواہد بھی ملے ہیں۔

دیوتا اشمون شفا کا دیوتا تھا اور اس کا نشان یہ تھا کہ ایک عصا کے آخری سرے پہ دو سانپ کنڈلی مارے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔دنیا میں کہیں کہیں اور خود ہمارے ہاں بھی طب کا یہ نشان کبھی کبھی حکیموں کے ہاں دکھائی دے جاتا ہے۔دیوتا وجودن کا مندر اغاریت کی کھدائی کے دوران برآمد ہوا ہے جو کبھی قدیم فلسطیوں کے غلوں کا دیوتا تھا اور بلاشرکت غیرے ان کا معبود تھا۔اہل کنعان کے ہاں قربانی کو بڑا اہم سمجھا جاتا تھا۔ان کے ہاں گائے بیل اور بکریوں کی قربانی کی جاتی تھی۔زمین کی فصل سے بھی ایک حصہ دیوتاؤں کے لیے مختص تھا۔قربانیاں عام طور پہ بلند چٹانوں پہ جا کے کی جاتی تھیں۔قربانی کی یہ رسمیں بعد میں کسی نہ کسی صورت میں بنی اسرائیلی مذاہب میں بھی جاری رہیں۔قدیم کنعانی مذاہب کی بنیاد نشو ونما اور تولد و تناسل کی قوتوں کی پوجا پر تھی۔وہ مقدس کھمبوں اور ستونوں کو لنگ کی علامت سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے۔

زرخیزی کا یہ مت قدیم سمیریا بابل اور مصر سے لیا گیا تھا۔ان کی دیومالا میں اس مت کا مشہور قصہ درج کیا گیا ہے جس میں ان کے دیوتاؤں تموذ اور عشتار کے معاشقے کا ذکر ہے۔کنعانی سمیریوں کے اسی دیوتا تموذ کو آذون کہتے تھے اور یونانی اسی تموذ کو اودونس کہہ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکارتے تھے۔بیان کیا جاتا ہے کہ پانچویں صدی عیسوی قبل مسیح میں تموذ کا یہ مت تمام یونان میں پھیل چکا تھا۔یہ الگ بات ہے کہ ان کے ہاں دیوی عشتارات کو افرودائتی کہا جاتا تھا۔ اہل کنعان بیان کرتے ہیں کہ ان کی دیوی عشتارات اس دنیا کے ایک حسین آدمی تموذ پہ فریفتہ ہوگئی اس نے اپنا آسمانی مسکن چھوڑ دیا اور اسی تموذ کے ساتھ وادیوں اور جنگلوں میں گھومتی پھری جہاں وہ شکار کھیلا کرتا تھا۔پھر ایک دن شکار کے دوران تموذ کو جنگلی شیروں نے بہت زخمی کر دیا اور وہ عشتارات کی گود میں ہی دم توڑ گیا۔عشتارات غم سے بے حال ہوگئی اور اس کی نوحہ خوانی نے زمین و آسمان کو ہلا کر رکھ دیا۔

موت کے بعد تموذ زمین دوز مملکت کو چلا گیا۔عشتار یا عشتارات (دونوں الفاظ مذہبی دیو مالا اور مورخین کے زیر استعمال رہے ہیں) اس کی تلاش میں زمین دوز مملکت میں اس کے پیچھے چلی گئی اور بہت سی مشکلات اٹھانے کے بعد اسے زمین کے اوپر لانے میں کامیاب رہی۔زخمی ہونے کے بعد جس جگہ تموذ کا خون گرا تھا وہاں لالہ کے پھول اُگ آئے تھے۔ عربی زبان میں تموذ کو نعمان کہا جاتا تھا۔اس لیے گل لالہ کو عربی زبان میں شقائق النعمان یعنی نعمان کے زخم کہا جاتا ہے اور انگریزی زبان میں گل لالہ کے لیے (Anemone) کا جو لفظ زیر استعمال ہے وہ النعمان ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

تموذ اور اس کی موت اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ فطرت ہر برس دوہراتی ہے کہ جب تموذ جو نشو نما کا دیوتا ہے زیر زمین چلا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی زمین کی زرخیزی اور شادابی بھی رخصت ہو جاتی ہے اور خزاں کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور جب عشتارا سے اپنے ہمراہ واپس اس دنیا میں لے آتی ہے تو بہار کا موسم آجاتا ہے چاروں طرف پھول کھلتے ہیں اور کلیاں چٹکتی ہیں۔تموذ کی موت اور بازیافت کے یہ واقعات تہوار کی صورت منائے جاتے تھے۔موسم خزاں میں تموذ کی موت پر عورتیں نوحہ خوانی اور سینہ زنی کرتیں اور ماتمی جلوس نکالتیں تھیں وہ تموذ کے بت کو ریشمی لباس پہنا کر کوچہ و بازار میں گشت کرتیں اور دردناک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرثیے پڑھتیں۔عورتیں اس زور سے ماتم کرتیں کہ درودیوار لرز اٹھتے تب بہار نمودار ہوتی اور تموذ کی بازیافت کا تہوار منایا جاتا یہ خوشی اور طرب کا سماں ہوتا۔جس کو سات روز تک منایا جاتا اور اس جوش و مسرت میں عورتیں از خود رفتہ ہو کر بلا تکلف اجنبیوں سے ہم کنار ہو جاتیں۔مشہور مغربی مورخ ملٹن (Melton) ان کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"ان کے بعد تموذ آ رہا تھا جس کے لبنان میں زخمی ہونے کی یاد میں شامی دوشیزائیں گریہ و ماتم کرتیں اس کے بعد محبت کے پرجوش گیت گائے جاتے، اور یہ سب کچھ موسم گرما میں ایک خاص دن ہوتا، ادونس اپنے پہاڑی مسکن سے ارغوانی رنگ میں سمندر کی طرف دوڑتا ہوا خیال کیا جاتا تھا"۔

اس روایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نہر ابراہیم جسے قدیم زمانوں میں ادونس کہا جاتا تھا۔اس کا رنگ موسم خزاں میں سرخ ہو جاتا تھا موسم بہار میں بلعبک کے شہر میں دیوی عشتار کا تہوار پوری عقیدت اور جوش کے ساتھ منایا جاتا تھا۔اس میں شہر بھر کی عورتیں مقتول عاشق تموذ کی یاد میں ماتمی جلوس نکالا کرتی تھیں۔دیوی کے ہجوے اور پجاری فقیریوں کے بے پناہ شور اور ڈھولوں کی تھاپ میں ایک بڑا ہنگامہ برپا کرتے اور دیوی کے کئی پجاری وارفتہ ہو کر خود کو گھائل کر لیتے جس کے لیے وہ چھریاں اور زنجیریں استعمال کرتے۔بعض تماشائی اس منظر سے جوش میں آ جاتے اور بے اختیار اپنے اعضائے تناسل کاٹ کر دیوی کے چرنوں میں ڈال دیتے۔شام کے وقت دیوی کے پھر سے زندہ ہو جانے کی بشارت دی جاتی اور پروہت سرگوشی میں کہتے کہ "تم بھی قبر میں دوبارہ جی اٹھو گے" اس کے بعد پھر سے جوش و طرب کا ہنگامہ شروع ہو جاتا۔دیگر علاقوں میں روایات قدرے مختلف تھیں۔مثلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریگیا میں اتیس کی پوجا تموذ کے رنگ میں کی جاتی جو اتیس کی دیوی سیبلی کا عاشق تھا اور جو عین عالم شباب میں شکار کھیلتا ہوا ایک خنزیر کے ہاتھوں مارا گیا تھا تب اتیس کے پجاری جنہیں گلائی کہا جاتا تھا اتیس کا ماتم کرتے ہوئے چھریوں سے اپنے آپ کو گھائل کر لیتے تھے۔حزقیل نبی نے جب ایک دفعہ اسرائیلی عورتوں کو تموذ کا ماتم کرتے ہوئے دیکھا تو سخت تعجب کا اظہار کیا تھا مشہور مغربی مورخ (Freazer) نے اپنی مذہبی دیومالاؤں کی کتاب(The Golden Bough) میں لکھا ہے کہ:

"بحیرہ روم کے مشرقی ساحل پہ جو ممالک آباد تھے، ان میں تموذ، اتیس ادونس کی پوجا کی جاتی تھی ان کے یہ دیوتا زرعی نشوونما کی قوت کے علامتی مظاہر تھے، ہر سال خزاں اور بہار میں ان کا تہوار پورے جوش وعقیدت کے ساتھ منایا جاتا تھا جس کا مرکزی خیال یہ تھا کہ خزاں میں زمین کی قوت نمو زوال پذیر ہو جاتی ہے جس کی وجہ دیوتا کی موت ہے مگر اس کے پھر سے جی اٹھنے کی صورت میں زمین کی روئیدگی دوبارہ لوٹ آتی ہے اور بہار کے موسم میں زمین کا از سر نو احیاء ہوتا ہے، وہ خزاں میں ادونس کی موت کا تہوار مناتے اور بہار میں اس کے دوبارہ زندہ ہونے کی خوشی منائی جاتی۔ان کا خیال تھا کہ زمین بھی ان کے دیوتا کی دوبارہ حیات کی خوشی میں برگ وبار نکالتی ہے اور رنگ رنگ کے پھول سرچمن اپنے حسن کی بہار دکھا کر ان کی خوشی میں شامل ہوتے ہیں، اس دیوتا کا اصل نام تموذ تھا جو بابل اور شام کی سامی اقوام کا دیوتا تھا۔ادونائی کا معنی سامی زبان میں میرے آقا کے ہیں مگر یونانی اس کے اصل نام کی بجائے اسے اس کے لقب یعنی ادونس کہنے لگے، اہل بابل کی مذہبی تحریروں میں تموذ جنسی افزائش زرخیزی اور بارآوری کی دیوی عشتار کا عاشق تھا، اور ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سالِ خزاں میں تموز کی موت واقع ہو جاتی اور اس کی محبوبہ عشتار اس کی تلاش میں زمین دوز مملکت کا رخ کرتی اور بالآخر اسے تلاش کر لاتی جس سے زمین پہ ہر طرف بہار پھیل جاتی تموز کی موت پر عورتیں دردناک نوحے پڑھتی تھیں جو بابل کی ادبیات کی اہم صنف تھے۔ یونانیوں کے ہاں ادونس کا یہ تہوار مدتوں باقی رہا حتیٰ کہ انبیائے بنی اسرائیل اللہ کا پیام لے کر ان اقوام تک پہنچے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

کنعانیوں کے ہاں بارآوری کے مت کا ایک پہلو مقدس عصمت فروشی بھی تھا کیونکہ وہ عمل کشاورزی اور جنسی فعل کو ایک ہی نوع کا عمل خیال کیا کرتے تھے۔ اس لیے ملک کنعان کے شہروں میں جہاں کہیں بھی عشتار کے معبد تھے وہاں دیوداسیاں اجنبیوں سے بلا تکلف جنسی ملاپ کرتی تھیں۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ ببلوس کے معبد میں ہر کنواری لڑکی کو اپنے سر کے بال کٹوا کر دیوی کی نظر کرنا پڑتے تھے۔ جو لڑکی دیوتا پہ اپنے بال بھینٹ کرنے کو تیار نہ ہو اس کے لیے ضروری تھا کو معبد میں جا کر کسی اجنبی کو پنا جسم سونپے اور اس سے ہمکنار ہو۔ عشتار کے معبدوں میں سینکڑوں دیوداسیاں بار سنگھار کر کے مسافروں اور زائرین کے لیے چشم براہ رہتیں[*30]۔

....

*30

مذہب کے نام پہ یہ مقدس عصمت فروشی اہل کنعان کے ساتھ دیگر ہمعصر معاشروں میں بھی مروج تھی۔

سیّد علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۷۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عشتار کی پوجا کرنے والے بعض علاقوں میں یہ رواج بھی پایا جاتا تھا کہ ہر دلہن سسرال جانے سے پہلے سات روز تک عشتار کے معبد میں پروہتوں اور پجاریوں اور زائرین کے تصرف میں رہے۔علاقے کے روساء اور امراء تک اس اخلاقی غلاظت میں مبتلا تھے اور اوپر سے لے کر نیچے تک معاشرے کی ہر سطح زنا کاریوں میں ملوث رہا کرتی۔امراء اور روساء بھی اپنی بیٹیوں کو مندروں اور معبدوں کی بھینٹ کرتے رہتے۔تا کہ اس سے عام آدمی کو جہیز حاصل ہو۔

لوگ پورے ذوق شوق سے ان معبدوں کا رخ کرتے جہاں مقدس زنا کے متعدد مواقع ان کو حاصل تھے۔اگر چہ انسان پہ اخلاقی پستی کے بہت سے ادوار گذرے ہیں مگر بعل دیوتا اور عشتار دیوی کو پوجنے والے معاشروں کی اخلاقی حالت دیگر معاشروں کی نسبت قدرے پست تھی۔اس لیے کہ زنا اگر چہ ہر جگہ موجود تھا مگر مقدس زنا صرف انھی کے ہاں پایا جاتا تھا۔ان کی اخلاقی پستی کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ بادشاہ وقت ''سنی راس'' کی بیٹیاں بھی عشتار کے معبد میں کھلم کھلا عصمت فروشی کرتی تھیں اور خود بادشاہ دیوداسیوں کی خلوت میں جانے کو عین عبادت تصور کرتے تھے دیوی عشتار کا سالانہ تہوار موسم بہار کا خصوصی تہوار تھا۔اس میں خصوصی ناچوں کا اہتمام کیا جاتا تھا اور پھر ہزاروں کی تعداد میں عورتیں اور مرد شراب کے نشے میں بے خود ہو کر تمام معروف انسانی حدود سے باہر نکل جاتے اور رات بھر گندگی اور غلاظت کا یہ کھیل جاری رہتا۔

وہ شہر صدوم کی اس عادت بد کا شکار بھی تھے جس سے قوم لوط کو منع کیا گیا تھا۔مگر انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے حکم سے ان کو نابود کر دیا گیا۔چنانچہ ان کے بعض معبدوں میں سادہ عذار اور خوش گل امرد بھی موجود رہتے تھے جو کنعانیوں کے صدومی ذوق کی پرورش کرتے تھے۔گمورہ کے علاقے صدوم اور کارتھیج میں ہم جنس پرستی معمول کی بات تھی بلکہ بہت سے لوگ تو اسے مردانگی کا لازمہ تصور کیا کرتے۔لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدومیت شہر صدوم ہی سے یادگار ہے۔مورخین کے خیال میں یہ جنسی میلان جزیرہ قریط سے لے کر یونان اور کنعان کے دیگر علاقوں تک پھیلا ہوا تھا[*31] ۔

.....

*31

اہل کنعان ہم جنسی پرستی کی عادت بد میں بھی ملوث تھی ۔اُن کے معاشرے میں ہم جنس پرستی جرم تصور نہ کیا جاتا تھا۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم بنی اسرائیل، عقائدی تنزل

تاریخی منظر پر نمودار ہونے سے پہلے بنی اسرائیل بھی معاصر اقوام کی طرح کئی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔وہ پہاڑوں، چٹانوں، غاروں اور بدروحوں کی پرستش کرتے تھے۔وہ بعل دیوتا کی پوجا ایک مخروطی پتھر کی صورت کرتے تھے اور سانپ کو دانش و حکمت کی علامت سمجھ کر اسے مقدس مانتے تھے۔بعد میں انہوں نے آتش فشاں پہاڑوں کے فتیجی دیوتا یہواہ کے نام سے اپنا قومی اور ملی خدا بنا لیا۔تاہم یہواہ کے اشتقاق کے بارے میں مورخین کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ایک مغربی مورخ (Spygel) کا خیال ہے کہ یہواہ کا معنی ہونا ہے۔تاہم بعض اہل تحقیق لفظ یہواہ کو فارسی الاصل مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہواہ اور اہورا کا مادہ ایک ہی ہے۔بعض کے خیال میں بنی اسرائیل اپنے خدا کا نام نہیں لیتے تھے اس لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ھو کے شروع میں یائے ندائیہ لگا کر یہواہ بنا لیا۔یہواہ کا معنی اہل لغت کے نزدیک یہاں ریڑھ کی ہڈی ہے۔تاہم دین کے مورخین کے نزدیک ابتدا میں یہواہ کڑک و چمک کا دیوتا تھا چنانچہ عہد قدیمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ!

"خداوند خدا کی راہ گرد باد اور آندھی ہے بادل اس کے پاؤں کی گرد ہیں وہ ابر کے ستون اور کالے بادل میں برق و رعد کے ساتھ اترتا ہے"۔

(عہد نامہ قدیم)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اور اسی امر خاص کے متعلق بائبل میں بیان کیا گیا کہ!

"جب تیسرا دن آیا تو صبح ہوتے ہی بادل گرجنے اور بجلی چمکنے لگی اور پہاڑ پہ کالی گھٹا چھا گئی اور قرنا کی آواز بہت بلند ہوئی اور سب لوگ ڈیروں میں کانپ گئے اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور پہاڑ سے نیچے آ کھڑے ہوئے اور کوہ سینا اوپر سے نیچے تک دھویں سے بھر گیا کیونکہ خداوند شعلے میں ہو کر اس پہ اترا اور دھواں تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا"۔

(باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

آگے بیان کیا گیا کہ وہ خیمہ اجتماع پر ابر میں سے ہو کر نمودار ہوتا ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تب خیمہ اجتماع پہ ابر چھا گیا اور مسکن خداوند کے جلال سے مامور ہو گیا اور موسیٰ خیمہ اجتماع میں داخل نہ ہو سکا کیونکہ ابر اس پہ ٹھہرا ہوا تھا''۔

(باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

''اور خداوند ابر کے ستون میں ہو کر اترا اور خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہارون اور مریم کو بلایا''۔

(باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

''اور جب موسیٰ خیمے کے اندر چلا جاتا تو ابر کا ستون اتر کر خیمہ پر ٹھہرا رہتا اور خداوند موسیٰ سے باتیں کرنے لگتا اور سب لوگ ابر کے ستون کو خیمے کے دروازے پر کھڑا ہوا دیکھتے تھے اور سب لوگ اٹھ اٹھ کر اپنے ڈیرے کے دروازے پر اسے سجدہ کرتے تھے''۔

(باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

یہواہ جناب موسیٰ کو آگ کے شعلے سے مخاطب کرتا ہے اور دھوئیں کا ستون بن کر بنی اسرائیل کی راہبری کے لیے آگے آگے چلتا ہے اور قوس وقزح کو اپنے اور انسان کے درمیان بطور عہد کے نشان کے رکھتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"میں اپنی کمان کو بادل میں رکھتا ہوں وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہوگی اور ایسا ہوگا کہ جب میں زمین پر بادل لاؤں گا تو میری کمان بادل میں دکھائی دے گی اور میں اپنے عہد کو جو میرے اور تمہارے اور ہر جاندار کے درمیان ہے یاد کروں گا"

(باب پیدائش)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

یہوواہ خالصتاً شخصی اور تشبیہی خدا ہے جس نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے وہ رب الافوج ہے جو لڑائیوں میں یہودیوں کی مدد کرتا ہے اور ان کی جانب سے لڑتا ہے۔

"سنو اے اسرائیلیو! تم آج کے دن اپنے دشمنوں کے لیے معرکہ جنگ میں آئے ہو سو تمہارا دل ہراساں نہ ہو تم خوف نہ کرو نہ کانپو نہ ان سے دہشت کھاؤ کیونکہ خداوند خدا تمہارا خدا تمہارے ساتھ چلتا ہے تاکہ تم کو بچانے کو تمہاری طرف سے دشمنوں سے جنگ کرے"

(باب پیدائش)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

چنانچہ ان کی مذہبی دیومالا میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب اشوریا کے بادشاہ سنیجراب نے یہواہ پر حملہ کیا تو خدا نے فرشتہ بھیج کر ان کا لشکر تباہ کر ڈالا۔

"سو اسی رات خداوند خدا کے فرشتہ نے نکل کر اشور کی لشکر گاہ میں ایک لاکھ پچاسی ہزار آدمی مار ڈالے اور صبح کو جب لوگ سویرے اٹھے تو دیکھا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب مرے پڑے ہیں تب شاہ اشور سنجر اب وہاں سے چلا گیا اور لوٹ کر نینوا میں رہنے لگا"۔

(باب پیدائش)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب خداوند یہواہ نے اپنے بارے میں کہا!

"میں شاہ عظیم ہوں اور قوموں میں میرا نام مہیب ہے"

(باب پیدائش)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

چنانچہ عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند خدا جب سدوم کی بربادی کا عزم کر کے آتا ہے تو پہلے جناب ابراہام کے پاس ٹھہرتا ہے اور ان کے ہاں کھانا بھی کھاتا ہے۔

"پھر خدا ممرے کے بلوطوں میں اسے نظر آیا اور وہ دن کی گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے پہ بیٹھا تھا اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کر نظر کی اور کیا دیکھتا ہے کہ تین مرد اس کے سامنے کھڑے ہیں وہ ان کو دیکھ کر خیمے کے دروازے سے ان کو ملنے کو دوڑا اور زمین تک جھکا اور کہنے لگا اے میرے خداوند اگر مجھ پر آپ نے کرم کی نظر کی ہے تو اپنے خادم کے پاس سے چلے نہ جائیں بلکہ تھوڑا سا پانی لایا جائے اور آپ اپنے پاؤں دھو کر اسی درخت کے نیچے آرام کریں میں کچھ روٹی لاتا ہوں کہ آپ تازہ دم ہو جائیں"۔

(عہد نامہ قدیم)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جناب ابرہام نے بچھڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر مہمانوں کو کھلایا خداوند خدا نے ایک دن جناب یعقوب سے کشتی بھی لڑی تھی۔

''اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پہ غالب نہیں ہوتا تو اس کی ران کو اندر سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی لڑنے میں چڑھ گئی اور اس نے کہا کہ مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی ہے یعقوب نے کہا جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے نہیں جانے دوں گا تب اُس نے اِس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے جواب دیا یعقوب، اس نے کہا آئندہ سے تیرا نام یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا تب یعقوب نے اس سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنا نام بتا دے، اس نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے اور اس نے اسے وہاں برکت دی اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی''

بائبل (باب پیدائش)

بائبل میں مزید بیان کیا جاتا ہے کہ جناب موسیٰ ﷺ کو خدا کی صورت دکھائی نہ دیتی تھی بلکہ صرف آواز سنائی دیتی تھی۔

''پھر خدا نے کہا دیکھ قریب ہی ایک جگہ ہے سو تو اس چٹان پر کھڑا ہو اور جب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تک میرا جلال گذرتا رہے گا میں تجھے اس چٹان میں رکھوں گا اور جب تک میں نکل نہ جاؤں تجھے اپنے ہاتھ سے ڈھانکے رکھوں گا اس کے بعد میں اپنا ہاتھ اٹھالوں گا اور تو میرا پیچھا دیکھے گا لیکن میرا چہرہ دکھائی نہ دے گا"۔

بائبل (باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مورخین نے بیان کیا ہے کہ دوسری سامی اقوام کی طرح یہودی بھی بعض اوقات خدا کے لیے إل یا ایل کا لفظ استعمال کرتے تھے۔اشوریوں کا إلہ بہ معنی معبود تھا آرامی زبان میں جس کا معنی ہوتا ہے "قوی" اس لیے ان کے تصوراتی معبود کے جذبات بھی قدرتاً انسانوں جیسے ہوتے تھے۔چنانچہ وہ اپنی برگزیدہ امت بنی اسرائیل کو ملک کنعان کی بشارت دیتا ہے اور ان کے دشمنوں کو پامال کرتا ہے لیکن جب وہ سرکشی کفر اور شرک پہ اتر آتے ہیں تو انہیں سخت سرزنش بھی کرتا ہے کیونکہ بقول خود وہ "خدائے غیور" ہے اور یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی پرستش میں کسی اور معبود کو بھی شریک کیا جائے۔

"سو خبردار رہنا کہ جس ملک کو تو جاتا ہے اس کے باشندوں کے ساتھ کوئی عہد نہ باندھنا ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے لیے پھندہ ٹھہرے بلکہ تم ان کی قربان گاہوں کو ڈھا دینا اور ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا کیونکہ تجھ کو کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرنی ہوگی اس لیے کہ خداوند جس کا غیور ہے سو ایسا نہ ہو کہ تو اس ملک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے"۔

بائبل (باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ کہ خداوند اسی دنیا میں فرمانبرداری کا معاوضہ اور نافرمانی کی سزا دیتا ہے۔

"اگر تم میرے حکموں کو جو آج میں تم کو دیتا ہوں دل لگا کر سنو اور خداوند خدا سے محبت رکھو اور اپنے سارے دل اور ساری جان سے اس کی بندگی کرو تو میں تمہارے ملک میں عین وقت پر پہلا اور پچھلا مینہ برساؤں گا تا کہ تو اپنا غلہ اور مے اور تیل جمع کر سکے اور میں تیرے چوپایوں کے لیے میدانوں میں گھاس پیدا کروں گا اور تو کھائے گا اور سیر ہو گا سو تم فرمانبردار رہنا تا کہ ایسا نہ ہو تمہارے دل دھوکا کھا جائیں اور تم جھک کر معبودوں کی عبادت اور پرستش کرنے لگو اور خداوند کا غضب تم پہ بھڑکے اور وہ آسمان بند کر دے تا کہ مینہ نہ برسے اور زمین سے کچھ پیدا نہ ہو دیکھو میں آج کے دن تمہارے آگے برکت اور لعنت دونوں رکھے دیتا ہوں برکت اس حال میں تم خداوند اپنے خدا کے حکموں کو جو آج میں تم کو دیتا ہوں مانو اور لعنت اس وقت جب تم خداوند اپنے خدا کی فرمانبرداری نہ کرو اور اس کو جس کی بابت میں آج تم کو حکم دیتا ہوں چھوڑ کر اور معبودوں کی پیروی کرو جن سے تم اب تک واقف ہو"۔

بائبل (باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب بنی اسرائیل بار بار سرکشی کرتے ہیں اور غیر اقوام کے دیوتاؤں کی پوجا کر کے شرک کا ارتکاب کرتے تو اس خداوند کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے اور وہ خشمناک لہجے میں انہیں دھمکاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ تیری ان بداعمالیوں کے سبب سے ہوگا جن کو کرنے کی وجہ سے تو مجھ کو چھوڑ دے گا خداوند ایسا کرے گا کہ وبا تجھ سے لپٹی رہی گی جب تک کہ وہ تجھ کو اس ملک سے جس پر قبضہ کرنے کو تو وہاں جا رہا ہے، فنا نہ کر دے خداوند تجھ کو تپ دق اور بخار اور سوزش اور شدید حرارت اور تلوار اور باد سموم اور گیروئی سے مارے گا اور یہ تیرے پیچھے پڑے رہیں گے جب تک تو فنا نہ ہو جائے اور آسمان جو تیرے سر پہ ہے پیتل کا اور زمین جو تیرے نیچے ہے لوہے کی ہو جائے گی خداوند مینہ کے بدلے تیری زمین پہ خاک اور دھول برسائے گا یہ آسمان سے تجھ پہ پڑتی رہے گی جب تک کہ تو ہلاک نہ ہو جائے ۔۔۔۔ خداوند تجھ کو مصر کے پھوڑوں اور بواسیر اور کھجلی اور خارش میں ایسا مبتلا کرے گا کہ تو کبھی اچھا نہیں ہونے کا خداوند تجھ کو جنون اور نابینائی اور دل کی گھبراہٹ میں مبتلا کر دے گا"۔

بائبل (باب استثنا)

اور یسعیاہ میں مزید آیا ہے کہ!

"اور خداوند فرماتا ہے چونکہ صیون کی بیٹیاں متکبر ہیں اور شوخ چشمی سے خرامہ ہوتی ہیں اور اپنے پاؤں سے ناز رفتاری کرتی اور گھنگھرو بجاتی جاتی ہیں اس لیے خداوند صیون کی بیٹیوں کے سر گنجے اور یہواہ ان کے بدلے بے پردہ کرے گا تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین سے مٹا ڈالوں گا انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جانور اور ہوا کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مدے تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملول ہوا ہوں"۔

بائبل (باب استثنا)

اسی طرح وہ ساؤل کو بادشاہ بنا کر بھی بعد میں پشیمان ہوا تھا۔ایک دن ایسا بھی ہوا کہ خداوند یہواہ نے غضبناک ہو کر بنی اسرائیل کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ کیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے بجھانے سے وہ اپنے اس ارادے سے باز رہا۔

"تب خداوند نے موسیٰ کو کہا نیچے جا کیونکہ تیرے لوگ جن کو تو ملک مصر سے نکال لایا بگڑ گئے ہیں وہ اس راہ سے جس کا میں نے ان کو حکم دیا تھا بہت جلد پھر گئے ہیں انہوں نے اپنے لیے ڈھالا بچھڑا اور اسے پوجا اور اس کے لیے قربانی چڑھا کر یہ بھی کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ یہ گردن کش قوم ہے اس لیے اب تو مجھے چھوڑ دے کہ میرا غضب ان پہ بھڑکے اور میں ان کو بھسم کر دوں اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا تب موسیٰ نے خداوند اپنے خدا کے آگے منت کر کے کہا اے خداوند کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر بھڑکتا ہے جن کو تو قوت عظیم اور دست قوی سے ملک مصر سے نکال لایا ہے مصری لوگ کیوں یہ کہنے پائیں کہ وہ ان کو برائی کے لیے نکال لے گیا تا کہ پہاڑوں میں مار ڈالے اور ان کو روئے زمین پر سے فنا کر ڈالے سو تو اپنے قہر و غضب سے باز رہ اور اپنے لوگوں سے برائی کرنے کا خیال چھوڑ دے تو اپنے بندوں ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کو یاد کر جن سے تو نے اپنی ہی قسم کھا کے کہا تھا کہ میں تیری نسل کو آسمان کے ستاروں کی مانند بڑھاؤں گا اور یہ سارا ملک جس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے ذکر کیا ہے تمہاری نسل کو بخشوں گا کہ وہ سدا اس کے مالک رہیں جب خداوند نے اپنی برائی کرنے کا خیال چھوڑ دیا جو اس نے کہا کہ اپنے لوگوں سے کروں گا"

بائبل (باب خروج)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

بنی اسرائیل کی مذہبی کتابیں جب تحریف کا شکار ہوئیں تو اس بات میں پہچان کرنا مشکل ہوگیا کہ کلام الٰہی کون سا ہے اور ان کے علماء کے فرمودات کون سے ہیں۔اس لیے سابقہ آسمانی کتابیں پڑھتے ہوئے اگر چہ کبھی کبھی یہ احساس ہوتا ہے کہ روشنی کی یہ کرنیں اسی منبع کا ایک حصہ ہیں جہاں سے قرآن جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی۔تاہم اکثر اوقات یہ احساس بھی حاوی رہتا ہے کہ اس طرح کے الفاظ یا اتنی بے سروپا باتیں اللہ سے منسوب کرنا ایک جرم ہے، ظلم ہے جس کی ہمت صرف بنی اسرائیل ایسی اخلاقی طور پہ بگڑی ہوئی قوم ہی کر سکتی ہے۔مگر ہم چونکہ ان کے عمومی عقائد سے بحث کر رہے ہیں جن کو جاننے کا بھی واحد ذریعہ وہی کتابیں ہیں جن کو اتنی بار تحریف کی سان پہ چڑھایا گیا کہ اب تو ڈر لگتا ہے کہ کوئی ایسی بات خدا کی طرف منسوب نہ ہو جائے جو اس کے بلند رتبے سے فروتر ہو۔اس لیے کوشش یہی کی گئی ہے کہ مثالیں انہی کی کتابوں سے دی جائیں تا کہ ان کی اصل حقیقت اور عقائد کھل کر سامنے آجائیں اگر چہ اب خود قوم بنی اسرائیل کا کوئی فرد بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ کتاب کا یہ حصہ خالص ہے اور یہاں ملاوٹ کی گئی ہے۔چنانچہ اس بات سے قطع نظر کہ ان کتابوں کا اسلوب الہامی کتابوں کے معیار سے کتنی مطابقت رکھتا ہے ہم نے ان کو ہی پیش نظر رکھا ہے اس لیے کہ ان کا معیار بہر حال مورخین کے معیار سے ہر حال میں ارفع ہے۔قربانی کا تصور بھی قوم بنی اسرائیل میں موجود تھا جس کا تذکرہ ان کی کتابوں میں جا بجا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملتا ہے مثال کے طور پہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

"تب نوح نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا اور سب پاک چوپایوں اور پاک پرندوں میں سے تھوڑے سے لے کر اس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور خدا نے ان کی راحت انگیز خوشبو لی"۔

(یسعیاہ)

خداوند یہوواہ بھی بنی اسرائیل کے اعمال و کردار سے نالاں تھا جس کی جھلک بھی ان کی کتابوں میں جا بجا پائی جاتی ہے اور بعض اوقات یہوواہ کا لب ولہجہ اس قدر تند و تیز ہو جاتا کہ حیرت ہوتی ہے مثلاً:

"لیکن تم اے جادوگرنی کے بیٹو! اے زانی اور فاحشہ کے بچو! ادھر تم کس پہ ٹھٹھا مارتے ہو تم کس پہ منہ پھاڑتے ہو اور زبان نکالتے ہو کیا تم باغی اولاد اور دغا باز نسل نہیں ہو"۔

(یسعیاہ)

"خداوند بہادر کی مانند نکلے گا اور وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کھائے گا اور نعرہ مارے گا ہاں وہ للکارے گا وہ اپنے دشمنوں پہ غالب آئے گا میں بہت مدت چپ رہا میں خاموش رہا اور ضبط کرتا رہا پر اب میں درد زہ والی کی طرح چلاؤں گا"۔

(کتاب استثناء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں اپنے تیروں کو خون پلا پلا کر مست کروں گا اور میری تلوار ان کا گوشت کھائے گی''

(کتاب یسعیاہ)

''اُس فرعون سے کہنا کہ خداوند عبرانیوں کے خدا نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ میں خداوند اسرائیل کا خدا ہوں''

(کتاب یرمیاہ)

''اور جس طرح دلہا دلہن میں راحت پاتا ہے اسی طرح تیرا خداوند خدا تجھ میں مسرور ہوگا''

(کتاب خروج)

''میں خود اپنی بھیڑوں کی تلاش کروں گا اور ان کو ڈھونڈ نکالوں گا جس طرح چرواہا اپنے گلہ کی تلاش کرتا ہے''

(حزقی ایل)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تب یسعیاہ ثانی میں یہواہ کے قبیلائی تصور میں وسعت پیدا ہوئی اور پال ولی نے اس تصور کو اپنا لیا کہ خدا صرف بنی اسرائیل کا ملی معبود نہیں ہے بلکہ جملہ اقوام عالم کا خداوند اور پروردگار ہے۔ یہوواہ کے تصور میں یہ ہمہ گیر وسعت اسیری بابلی کی دین ہے جہاں سے واپس آ کر یہودیوں کا ملی خدا خداوند عالم بن گیا۔ تاہم یسعیاہ کا خداوند مغلوب الغضب اور منتقم نہیں ہے بلکہ رحیم و کریم ہے اور تمام بنی نوع انسان کا شفیق باپ ہے۔ یہودیوں نے یسعیاہ نبی کی اس تعلیم کو کبھی درخور اعتناء نہ سمجھا۔ انہیں حزقی ایل کا ملی خدا اپنے خدا سے زیادہ قریب محسوس ہوتا تھا کیونکہ وہ انہیں برگزیدہ امت کہتا اور ان کی بہبود میں خاص دلچسپی لیتا تھا۔ ایلیاہ، عموس، ہوسیع، میکاہ وغیرہ سب اللہ کے نبی تھے جو بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے گاہے بگاہے مبعوث ہوتے رہے اور ان کو یاد دلاتے رہے کہ یہوواہ ہی بنی اسرائیل کا واحد خدا ہے۔ تاہم تاریخ اس امر کو بھی ظاہر کرتی ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل نے توحید کا ایک خاص تصور پیش کیا تھا اسی طرح ان کے ہاں نبوت کا بھی خاص تصور پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ابتداء میں ان کے ہاں غیب کی خبر دینے والے ہر شخص کو نبی کہا جاتا۔ چاہے وہ ادنیٰ درجے کا کاہن ہی کیوں نہ ہو۔ شاید اسی لیے عہد نامہ قدیم میں جا بجا نبی کا اطلاق بعل کے کاہنوں فال گیروں اور غیب بینوں پر بھی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں سلسلہ نبوت میں عورتوں کے نام بھی ملتے ہیں اور بنی اسرائیل کی مشہور نبیہ "دبورہ" تھی جس نے ایک لڑائی میں بنی اسرائیل کے ایک لشکر کی قیادت کر کے دشمنوں کی کثیر تعداد کو شکست دی تھی۔ ان کے ہاں اگرچہ سچے نبیوں کی بھی کوئی کمی نہ تھی مگر جعلی مدعیان نبوت بھی ان میں کثرت سے پیدا ہوتے رہے۔

"اور خداوند خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد! اسرائیل کے نبی جو نبوت کرتے ہیں ان کے خلاف نبوت کر اور جو اپنے دل سے بات بنا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبوت کرتے ہیں ان سے کہہ کہ خداوند کا کلام سنو! خداوند یوں فرماتا ہے کہ احمق نبیوں پر افسوس جو اپنی ہی روح کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے کچھ نہیں دیکھا، اے اسرائیل! تیرے نبی ان لومڑیوں کی مانند ہیں جو ویرانوں میں رہتی ہیں ۔۔۔۔انہوں نے باطل اور جھوٹا شگون دیکھا ہے جو کہتے ہیں کہ خداوند فرماتا ہے اگر چہ خداوند نے انہیں نہیں بھیجا اور لوگوں کو امید دلاتے ہیں کہ ان کی بات پوری ہوگی! کیا تم نے باطل رویا نہیں دیکھی؟ کیا تم نے جھوٹی غیب دانی نہیں کی؟ کیونکہ تم کہتے ہو خداوند نے فرمایا ہے اگر چہ میں نے نہیں فرمایا ہوتا، اس لیے خداوند یوں فرماتا ہے کہ چونکہ تم نے جھوٹ کہا ہے اور بطلان دیکھا ہے اس لیے خداوند فرماتا ہے کہ میں تمہارا مخالف ہوں اور میرا ہاتھ ان نبیوں پر جو بطلان دیکھتے ہیں اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلے گا"

(حزقی ایل)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ان کتابوں میں بعض اوقات ان کے معاشروں کی حقیقی عکاسی بھی کی گئی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کی کتابوں میں کم ہی سہی مگر خیر کی روشنی باقی ہے مثلاً!

"تمہارے لوگ جھوٹی نبوت کرتے ہیں اور کاہن ان کے وسیلے سے تم پہ حکمرانی کرتے ہیں"

(یرمیاہ)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ان کی کتابوں میں اس معرکہ کا بھی ذکر ہے جس میں بعل کے جھوٹے نبی اور ایلیاہ کے درمیان مقابلہ ہوا کہ دیکھیں خداوند خدا کس کی قربانی قبول کرتا ہے۔

"اور بعل کے نبی بلند آواز سے پکارنے لگے اور اپنے دستور کے مطابق اپنے آپ کو چھریوں اور نشتروں سے گھائل کر لیا یہاں تک کہ وہ لہولہان ہو گئے وہ دوپہر ڈھلے پر بھی شام کی قربانی چڑھا کر نبوت کرتے رہے پر کچھ آواز ہوئی اور نہ کوئی جواب دینے والا تھا نہ کوئی توجہ کرنے والا"۔

(سلاطین)

اس کے برعکس ایلیاہ کی قربانی پر آسمان سے آگ نازل ہوئی جو اس بات کی علامت تھی کہ ایلیاہ کے نبی کی قربانی قبول کر لی گئی۔ بعل کے نبی ہار گئے اور ان کو قتل کر دیا گیا۔ عہد نامہ قدیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند یہوواہ مختلف زمانوں میں مختلف طریقوں سے اپنے برگزیدہ بندوں اور نبیوں سے رابطہ کرتا رہا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا ان سے باتیں کیں اور ان کا کھانا کھایا۔ جناب موسیٰ ﷺ کے سامنے وہ ابر میں سے مخاطب ہوا۔ آخری دور کے انبیاء کے پاس فرشتہ (جبرائیل) خدا کا کلام لاتا رہا۔ دانی ایل کے پاس بھی جبرائیل علیہ السلام ہی اللہ کا کلام لائے۔

"کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے کوئی انسانی صورت کھڑا ہے اور میں نے اولائی میں سے آدمی کی آواز سنی جس نے بلند آواز سے کہا کہ جبرائیل اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص کو اس رویا کے معنی سمجھا دے۔ چنانچہ جہاں وہ کھڑا تھا نزدیک آیا اور اس کے آنے سے میں ڈر گیا اور منہ کے بل گر پڑا اس پر اس نے مجھ سے کہا اے آدم زاد! سمجھ لے کہ یہ رویا آخری زمانے کی بابت ہے اور جب وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا میں گہری نیند میں منہ کے بل زمین پہ پڑا تھا لیکن اس نے مجھے سیدھا کیا۔۔۔۔ میں رویا ہی میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہی شخص جبرائیل جسے میں نے شروع رویا میں دیکھا تھا حکم کے مطابق تیز پرواز کرتا ہوا آیا اور شام کی قربانی گذارنے کے وقت کے قریب مجھے چھوا اور اس نے مجھے سمجھایا اور مجھ سے باتیں کیں"۔

(سلاطین)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

دانی ایل کے پاس میکائیل کے آنے کا ذکر بھی ہے۔

"پھر میکائیل جو مقرب فرشتوں سے تھا میری مدد کو پہنچا اور میں شاہ فارس کے پاس رکا رہا"۔

(سلاطین)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

خدا اور اس کے نبیوں میں بعض اوقات حالت رویا میں مکالمہ کی صورت میں بھی رابطہ قائم ہو جاتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے رات کو رویا دیکھا کہ ایک شخص سرخ گھوڑے پر سوار مہندی کے درختوں کے درمیان نشیب میں کھڑا تھا اور اس کے پیچھے سرنگ اور کمیت اور نقرہ گھوڑے تھے تب میں نے کہا اے میرے آقا یہ کیا ہیں اس پر فرشتہ نے جو مجھ سے گفتگو کرتا تھا کہا کہ میں تجھے دکھاؤں گا کہ یہ کیا ہیں''

(حزقی ایل)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب خواب کی تعبیر بھی نبوت کا لازمہ سمجھی جاتی تھی جیسا کہ حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کے سلسلہ میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعون مصر کے نانبائی اور ساقی کے خوابوں کی ترجمانی کی تھی۔ اسی طرح دانی ایل نے شاہ بنوکدنضر کے خواب کی تعبیر بیان کر کے اسے حیرت زدہ کر دیا تھا۔ جناب یعقوبؑ کا خواب مشہور ہے۔

''اور اس نے اس جگہ کے پتھروں میں سے ایک اٹھا کر اپنے سرہانے دھر لیا اور اسی جگہ سونے کو لیٹ گیا اور خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک سیڑھی زمین پر کھڑی ہے اور اس کا سر آسمان تک پہنچا ہوا ہے اور خدا کے فرشتے اس پر سے چڑھتے اترتے ہیں اور خدا اس کے اوپر کھڑا کہہ رہا ہے کہ میں خداوند تیرے باپ ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا ہوں اور یہ زمین جس پہ تو لیٹا ہے تجھے اور تیری نسل کو دوں گا''۔

(کتاب پیدائش)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی کتابوں میں ذکر ہے کہ بعض اوقات خداوند خدا کی روح انسانوں میں حلول کر جاتی اور وہ نبوت کرنے لگتے۔

"تب خداوند خدا ابر میں ہو کر اترا اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) سے خطاب کیا اور اس روح میں سے جو اس میں تھی کچھ لے کر اسے ان ستر بزرگوں میں ڈالا چنانچہ جب روح ان میں آ گئی تو وہ بھی نبوت کرنے لگے"۔

(گنتی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

انبیاء کو نشانیاں یا معجزات بھی عطا کیے جاتے تا کہ وہ منکرین کو قائل کر سکیں جناب موسیٰ، حضرت الیشع حضرت ایلیاہؑ اور حضرت یشوع "وغیرہ کے معجزات کا تفصیلی ذکر عہد نامہ قدیم میں ملتا ہے۔ اگر چہ بعل کے کاہن بھی نبوت یعنی خبر گیری کرتے تھے۔ ان میں سے بعض فال گیر تھے جو مستی و بے خودی میں کاہنوں کی طرح پیش گوئیاں کرتے تھے۔ اللہ کے نبی یرمیاہؑ نے ان کے بارے میں حقارت سے کہا کہ!

"بعض پاگل آدمی اپنے آپ کو اللہ کا نبی ظاہر کرتے ہیں"

(حزقی ایل)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

انبیاء میں سے بعض گوشہ نشین عابد تھے جیسے ایلیا، بعض مجرد تھے اور کچھ شادی شدہ عیال دار تھے۔ ان میں سے کئی نبی عوامی اخلاق کے محافظ تھے اور محتسب کے فرائض انجام دیتے تھے۔ کچھ خطیب تھے جو اپنی آتش بیانی سے عوام میں آگ لگا دیتے تھے اور کچھ سیاست دان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔جیسے ناتن اوریاہو۔یہ انبیاء پیش گوئی کرنے کی بجائے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے تھے۔وہ امراء کے جبر وتشدد کے خلاف احتجاج کرتے اور مساکین کی حمایت میں سرگرمی دکھاتے تھے۔بعض انبیاء مرد میدان تھے اور سپہ سالاری کے فرائض انجام دیتے رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان وادب

تاریخ عالم میں جابجا بکھرے مختلف قوموں کے حالات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ قدیم زمانوں سے ہی انسان نے سماجی اور معاشی امور پہ اپنی بھرپور توجہ مرکوز رکھی ہے جس سے ایک مضبوط طرز تمدن ابھر کے سامنے آیا۔ البتہ اکثر ادوار میں روحانی اور اخلاقی گمراہی ان معاشروں کا طرہ امتیاز رہی ہے اور لوگ اعتقادی پستی کا شکار رہے۔ اگرچہ اللہ کے انبیاء ان تک پیام خیر پہنچاتے رہے مگر کم ہی لوگ ان پہ ایمان لانے کو تیار ہوتے۔ جس کی وجہ ان معاشروں کے مضبوط سماجی بندھن بھی تھے اور عوام الناس کی جہالت بھی۔ ان کی عقائدی ناپختگی کا ذکر اوپر گذر چکا ہے مگر ہر معاشرے میں ایک سطح پر تعمیری عوامل بھی ہمیشہ متحرک رہتے ہیں۔ جن کی کچھ تفصیل یہاں بنی اسرائیل کے آبائی وطن کنعان کے حوالے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بیان کرنا مقصود ہے۔کنعانیوں نے الفبا یعنی حروف تہجی (ALPHABET) ایجاد کر کے نوع انسانی پہ احسان عظیم کیا ہے۔اہل کنعان سمیریوں کے رسم تحریر سے واقف تھے مگر سمیری رسم الخط لکھنے میں قدرے مشکل تھا اور مختصر بیان لکھنے کے لیے بھی خاصا وقت درکار ہوتا تھا جو تاجر پیشہ کنعانیوں کے لیے وبال سر تھا۔چنانچہ انہوں نے ایک نیا رسم الخط ترتیب دیا جو سمیریوں کے رسم الخط سے بہت آسان تھا۔اس کے لیے انہوں نے کچھ تصویری علامتیں مصریوں سے لیں کچھ میخی شکلیں سمیریوں سے اڑائیں۔انہیں مختصر کیا اور حروف تہجی کی خوبصورتی کو قدرے نظر انداز کرتے ہوئے ان میں ایسی تبدیلیاں کیں کہ آدمی انہیں جلد ضبط تحریر میں لا سکے۔اس طرح کئی ہزار تصویری علامتوں اور شکلوں کو کانٹ چھانٹ کر کل بائیس حروف کی ایک ابجد تیار کی گئی اور ایک ایسا رسم الخط تیار کر لیا گیا جو ان کی ضروریات کو بخوبی پورا کرتا تھا۔کچھ عرصے بعد ہی شدہ شدہ یہ حروف ابجد بحیرہ ایجین عبور کر کے یونان پہنچے جس میں یونانیوں نے اپنی طرف سے چند حروف کا اضافہ کیا اور نئی ابجد لے کر اطالیہ پہنچے۔وہاں پہ رومیوں نے اس ابجد میں پھر اضافے اور تبدیلیاں کیں اور یہی ابجد مغربی یورپ کے وحشی قبائل میں رواج پا گئی اور یہی وحشی قبائل انگریزوں فرانسیسیوں اور جرمنوں کے آباؤ اجداد تھے اور یہی ابجد بعد میں انگریزی فرانسیسی اور جرمن زبانوں کی بنیاد بنی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انگریزوں کی کتابیں مصریوں کے ہیروغلیف یا سمیریوں کے میخی حروف کی بجائے کنعانیوں کی ایجاد کردہ حرف ابجد میں لکھیں جاتی تھیں۔پھر عربوں نے کنعانی ابجد میں چھ حروف (ث، ذ، ظ، ض، خ، غ) کا اضافہ کیا کنعانی دائیں سے بائیں کو لکھتے تھے۔

ابتداء میں عربوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا مگر آریائی اقوام اور ہندو یونانی اور رومی بائیں سے دائیں لکھنے لگے۔بائیں طرف سے دائیں طرف لکھنے کا رواج اس وقت ہوا جب قلم اور روشنائی سے لکھنے کا زمانہ آیا۔کنعانی ابجد مشرق و مغرب میں دور دور تک رواج پا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ چنانچہ عبرانی، آرامی، عربی، یونانی، لاطینی، یونانی، سنسکرت، انگریزی، جرمن، فرانسیسی اور اطالوی وغیرہ تمام زبانوں میں کنعانی حروف ابجد ہی مستعمل رہے ہیں۔ اس لیے یونانی زبان میں، الفا، بیٹا، گاما دراصل وہی حروف ہیں جو عربوں کے، ا، ب، ج ہیں۔ ابتدا میں بیل کی ب (گھر) کی اور ج جمل (اونٹ) کی علامتیں تھیں۔ ہاتھ کو ید کہتے تھے اور اس کے لیے ی مقرر کی گئی تھی، پانی کو میم یا مم کہتے تھے اور اس کے لیے م کی علامت استعمال کی جاتی تھی۔ سر کے لیے کنعانی ریش کا لفظ بولتے تھے اور اس کے لیے ر کی علامت رکھی گئی تھی کنعانیوں کے مذہبی رسوم، ادبیات، موسیقی اور شاعری نے بنی اسرائیل کے مذہب اور ادبیات وفنون پر گہرے اثرات ثبت کئے جن کا ذکر کرتے ہوئے مشہور برطانوی مورخ (Philp Huatie) لکھتا ہے کہ:

"واضح رہے کہ عبرانی یعنی یہودی بدویوں کی حیثیت سے ملک کنعان میں وارد ہوئے آباد کاری کے ابتدائی دور میں ان کے سامنے مقامی بود وباش کے علاوہ اور کوئی نمونہ نہ تھا جس کی وہ پیروی کرتے۔ اس لیے انہوں نے زبان اور ابجد کنعانیوں سے ہی لے لی تھی۔ پھر انہوں نے اپنے ہمسایوں سے فن تحریر سیکھا اور اس میں اپنی ادبیات تخلیق کرنے کے اہل ہوئے۔ اس لیے یہودیوں نے جو ابتدائی دنیوی قوانین بنائے وہ کنعانی الاصل ہی تھے۔ کنعانیوں ہی سے یہودیوں نے زراعت سیکھی اور تمدنی زندگی کی دوسری ضروریات سے آگاہی حاصل کی۔ کھیتی باڑی اور باہم شادی بیاہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ کنعانیوں کے مذہبی طریق یہودیوں میں رواج پانے لگے اور وہ بھی شدہ شدہ ان امور کی پیروی کرنے لگے جو بارآوری اور فصلوں کی افزائش کے لیے ان کے ہاں رائج تھے۔ اس طرح پرانی ریتیں رسمیں اور ادارے قوم بنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے ہاں قبولیت اختیار کرنے لگے اور وہ اپنے آباء کی تعلیمات سے دور ہوتے چلے گئے ۔تاہم راسخ العقیدہ یہود اور بعل کے پجاریوں کے درمیان سخت کشمکش شروع ہوگئی جو ایک مدت تک جاری رہی اور اس سرد جنگ کے آخر میں یہودیوں کے یہواہ کو فتح نصیب ہوئی اور اسے خدائے عزوجل مان لیا گیا تھا۔مگر اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ہر جگہ ان مقامی دیوتاؤں کو ترک کر دیا گیا تھا جو ان کی بارآوری اور زمین کی زرخیزی کے منصب پہ فائز تھے چنانچہ بعض اوقات یہودیوں کے معبود سے بھی وہی صفات منسوب کر دی جاتی تھیں جو بعل دیوتا سے خاص تھیں۔مثلاً آسمانوں کا خدا بارش بھیجنے والا اور طوفانوں کو قبضے میں کرنے والا اور یہودی بھی بعض اوقات اپنے پلوٹھے بیٹے کا نام یہودہ کے نام پہ رکھتے تھے تو دوسرے بیٹے کے نام کے ساتھ بعل کا نام شامل کر لیا جاتا تھا۔جو سامی گروہ ہلال زرخیز میں آباد تھے ان کا عام عقیدہ یہ تھا کہ عبادت کا صحیح طریقہ جانوروں کی قربانی ہے یا زمین کی پیداوار اور جانوروں کے گلوں سے مقدس تحائف اپنے معبودوں تک پہنچانا۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیکل ہی کنعانیوں کا تجویز کردہ نہ تھا بلکہ اس میں عبادات کے مراسم کا ایک حصہ بھی انہوں نے بھی مقرر کیا تھا اس لیے ان کی عبادت گاہوں میں جو گیت گائے جاتے تھے یا ان کے لیے جو لے اختیار کی جاتی تھی وہ کنعانیوں ہی سے ماخوذ تھی"۔

یہودیوں کے مذہب کے علاوہ کنعانیوں نے ان کی لسانیات اور ادبیات کو بھی متاثر کیا تھا۔ یہودیوں نے مذہبی رسموں اور رسموں کے ساتھ گیت اور نظمیں بھی کنعانیوں ہی سے مستعار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیں تھیں۔ان کے ہاں دیگر اسالیب بیان اور تشبیہ و تمثیل کا ماخذ بھی یہی تھا۔غزل الغزلات زبور اور امثال میں ان کے آثار بطور خاص موجود ہیں۔اغاریت کنعان کا مشہور شہر تھا۔جس کے کھنڈرات 1929ء میں ایک فرانسیسی عالم شیفر نے دریافت کیے۔اس شہر کی کھدائی سے جو ادبی تحریریں ملیں ہیں ان میں اور صحیفہ ایوبؑ کے اسلوب بیان میں مشابہت بہت نمایاں ہے۔ادبیات اغاریت میں بادلوں کا سوار بعل کی ایک صفت ہے۔یہودیوں نے بھی صفت یہواہ کے لیے اختیار کی

(زبور ۲۹ --- آیت ۳۰)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اغاریت کی ایک تحریر میں بجلی کی کڑک کو بعل کی صدا قرار دیا گیا ہے تو صحیفہ ایوبؑ میں بجلی کی کڑک کو خدا کی آواز قرار دیا گیا۔زبور کے بہت سے گیت کنعانی الاصل ہیں۔علاوہ بریں ان کے ہاں کنعانی ادبیات کے ذریعے سے مصر کے ادبی نمونے اور نصیحت آمیز تحریریں بھی منتقل ہوئیں۔اس لیے بعد میں بہت سی چیزیں ان امثال میں غلط ملط ہو گئیں۔خود مصری ادب میں تیرویں صدی قبل مسیح تک اجنبی لفظوں کی بھرمار تھی۔فلپ حتی (Philep Hatei) جن کا تعلق مورخین کے قبیلے سے ہے۔خود کو کنعانی الاصل بتاتے ہیں اور اس پہ فخر بھی کرتے ہیں۔ملک کنعان کا تمدنی احوال بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

> ”فن تعمیر ،شاعری اور موسیقی کے علاوہ اہل کنعان سنگ تراشی میں بھی ماہر تھے۔ایک روایت ہے کہ قبرص کے ایک کنعانی بادشاہ (پگ ملیان) نے حسن کی دیوی کا ایک مجسمہ تراشا تو وہ اس قدر حسین تھا کہ خود بادشاہ اس پہ فریفتہ ہو گیا اور اپنے دیوتاؤں سے التجا میں مصروف ہو گیا کہ اے خداوند بعل اس کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زندگی عطا کردے۔چنانچہ اس کی برسوں کی ریاضت رنگ لائی اور اس کی دعا قبول کرلی گئی۔اس کے مجسمے میں روح پھونک دی گئی تب بادشاہ پگ ملیان نے اس سے نکاح کیا اور اسے اولاد عطا کی گئی۔اس کے علاوہ اس دور کے اہل کنعان کو علم فلسفہ سے بھی شغف حاصل تھا۔بیان کیا جاتا ہے کہ فلسفہ رواقیت کا بانی زینوفنس کا دور 261 ق م سے لے کر 333 ق م تک ہے کا تعلق بھی ملک کنعان ہی سے تھا۔تاہم فلسفہ رواقیت نے کنعان کی بجائے سلطنت رومہ کے ادوار میں ہمہ گیر مقبولیت حاصل کی اس کے علاوہ "مارکس آریلیس ، ایپک ٹیٹس اور پروفیسر سینیکا بھی مشہور رواقی فلسفی ہو گذرے ہیں،ان سب کا تعلق ملک کنعان ہی کے مختلف علاقوں سے تھا۔پھر فلاطینوس کے شاگردوں میں فرفوریوس کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی،یہ بھی کنعانی تھا اور اس کا شاگرد یمبل یوقس بھی کنعانی الاصل ہی تھا۔ان فلاسفہ نے نو اشراقیت کی تحریک واشاعت میں بھی نمایاں کردار ادا کیا تھا۔یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان فلاسفہ کے نو اشراقی افکار سے مسلمان فلسفی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔حروف ابجد ،فن تحریر اور فکر و فلسفہ کے علاوہ بھی قدیم اہل کنعان نے تمدن نوع انسانی میں قابل قدر اضافے کیے تھے جن میں ان کی جہاز سازی کے فن اور جہاز رانی کے اصولوں کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔انہوں نے جہاز رانی کو بے پناہ ترقی عطا کی اور طویل بحری سفروں کے لیے نئے نئے اسلوب وضع کیے۔

کئی دیگر مورخین بھی اس امر پہ شہادت فراہم کرتے ہیں کہ اہل کنعان بڑے پائے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہازراں تھے۔قدیم زمانوں میں بڑے مہم جو اور خطر پسند بحری مسافر تھے اور ان کی یہی افتادِ طبع تھی جس نے اول اول بحری راستوں سے بین الاقوامی تجارت کی بنیاد رکھی۔انہوں نے چین ہند بابل اور مصر وغیرہ کی بندرگاہیں دریافت کیں اور طویل بحری راستے طے کئے جس کی وجہ سے بابل کنعان اور مصر کی مصنوعات سے مغربی ممالک کو آشنائی حاصل ہوئی۔ انہی کی وساطت سے اہل مغرب کی تمدن سے عاری وحشی اقوام مشرق کے درخشاں تمدن سے آشنا ہوئیں۔اس کے علاوہ قدیم کنعانی مذہبی عقائد اور رسم و رواج نے بھی قوم بنی اسرائیل کے مذہبی شعائر اور رسوم و عبادات پہ اپنے گہرے نقش ثبت کئے جو یہودیت کی وساطت سے کسی حد تک پہلے عیسائیت اور پھر اسلام پر بھی اثر انداز ہوئے۔بحری سفروں میں نقشوں کا استعمال طول بلد اور عرض بلد کی دریافت اور جہاز رانی میں ان اصولوں کا استعمال بھی قینقیوں اور کنعانیوں کی اولیات میں سے ہے[*32]۔یہ کنعانی ہی تھے جنھوں نے سب سے پہلے دس کے ہندسے کی بجائے بارہ کے ہندسے کو رواج دیا اور اسے حساب کتاب میں مرکزی حیثیت دلوائی۔چنانچہ ہم آج تک فٹ میں بارہ انچ اور ایک درجن وغیرہ کی اصطلاحیں استعمال کرتے آئے ہیں۔جو دراصل کنعانیوں ہی کا حسابی نقطہ نظر تھا شلنگ کے بارہ پنس بھی انہی کی وساطت سے اہل مغرب میں رواج پذیر ہوئے۔یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ براعظم یورپ کا نام بھی ان کی ایک شہزادی یوروپا کے نام پر رکھا گیا تھا۔

.....

*32

اہل کنعان جہاز رانی کے فن سے بھی آگاہ تھے۔اُن کے تجارتی کارواں دور دور تک جاتے تھے۔

سید علی عباس جلالپوری۔

روایات تمدن قدیم (ص : ۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسم الخط میں مستعمل لفظ (Phonetics) بھی قدیم کنعانی لفظ (Phoenician) ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے اور ان کی لسانی برتری کی دلیل یہ ہے کہ تمام سامی رسوم الخط کنعانی یا فونیقی رسم الخط ہی سے نکلے ہیں۔ چنانچہ مشہور عرب مورخ استاذ احمد حسن "تاریخ ادبیات عربی" میں لکھتے ہیں کہ آرامی رسم الخط فونیقی رسم الخط سے ماخوذ ہے پھر آرامی رسم الخط سے حوران میں خط نبطی اور عراق میں سطرنجیلی یا سریانی رسم الخط نکلا اور یہی دو رسوم الخط عربی رسم الخط کی اصل ہیں اول الذکر سے خط نسخ پیدا ہوا اور ثانی الذکر سے خط کوفی پیدا ہوا جس کو قبل اسلام تک حمیری رسم الخط کہا جاتا رہا اور بعد از اسلام عربوں کی نکسالی زبان قرار پایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قانون وشریعت

بنی اسرائیل کو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے جو احکام عشرہ تفویض فرمائے تھے۔ وہی قوم بنی اسرائیل کا شریعت و قانون تھا۔ اگرچہ انہوں نے اس پہ کم ہی عمل کیا۔ یہ احکام ان الواح پہ کندہ تھے جو سینا کے پہاڑ پر یہوواہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں۔ مورخین نے بھی ان احکام کی تفصیلات کو محفوظ رکھا اور عہد نامہ قدیم میں بھی یہ احکام عشرہ محفوظ ہیں۔ تاہم اصول کے مطابق ہم نے یہ احکام عشرہ مورخین کی بجائے عہد قدیم سے تحریر کئے ہیں۔

۱۔ میرے حضور تو غیر معبود کو نہ ماننا۔

۲۔ تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے تو اس کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں تیرا خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں اور ہزاروں جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور میرے حکموں کو مانتے ہیں میں اُن پہ رحم کرتا ہوں۔

۳۔ تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے خداوند اس کو بے گناہ نہ ٹھہرائے گا۔

۴۔ یاد کر کے تو سبت کے دن کو پاک ماننا چھ دن تک کو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا لیکن ساتواں دن تیرے خداوند خدا کا سبت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیری جورو نہ تیرا چوپایہ نہ کوئی مسافر جو تیرے ہاں پھاٹکوں کے اندر ہو کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا اس لیے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔

۵۔ تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا تا کہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دے دراز ہو۔

۶۔ تو خون نہ کرنا

۷۔ تو زنا نہ کرنا

۸۔ تو چوری نہ کرنا

۹۔ تو اپنے پڑوسیوں کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا

۱۰۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اس کے غلام اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کی فقہ، قانون، جرم وسزا اور الہامیات وغیرہ انہی احکام پر مبنی ہیں جو ان کے انبیاء پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اتارے۔اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کا قانون شرعی ہے اور اس کی بنیاد قصاص پر رکھی ہے۔

"اگر نقصان ہو جائے تو جان کے بدلے جان لے اور آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں اور جلانے کے بدلے جلانا ہے اور زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ ہے"

(کنتی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

شرک، ارتداد، ماں باپ کی نافرمانی، چوری، اغوا، زنا، اغلام، جانوروں سے جفتی، اولاد کو مولک دیوتا کی نظر کرنا اور محرمات کی بے حرمتی سنگین جرائم ہیں جن کی سزا موت ہے۔جادوگرنی کو زندہ جلانے کا حکم ہے اور جس جانور سے جفتی کی جائے اسے بھی مارنے کا حکم ہے اور سزا دینے میں یہوواہ بڑا سخت گیر ہے۔

"اور وہ مجرموں کو ہرگز ہرگز بری نہ کرے گا بلکہ باپ دادا کے گناہ کی سزا ان کے بیٹوں اور پوتوں اور تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے"

(کنتی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت موسوی میں کنبے اور ذاتی املاک کے تحفظ کا اہتمام کیا گیا ہے اور قاتل سے دیت لینا بھی ممنوع ہے۔

"اگر کوئی کسی کو مار ڈالے تو قاتل گواہوں کی شہادت پر قتل کیا جائے پر ایک گواہ کی شہادت سے کوئی نہ مارا جائے اور تم اس قاتل سے جو واجب القتل ہو دیت نہ لینا بلکہ وہ ضرور ہی مارا جائے"

(گنتی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

پھر شریعت موسوی میں ماں باپ کے احترام پر اصرار بلیغ کیا گیا ہے اور ان کے ہاں ماں باپ سے سرکشی کی سزا موت ہے۔

"اگر کسی آدمی کا ضدی اور سرکش بیٹا ہو جو اپنے ماں باپ کی بات نہ مانتا ہو اور ان کی تنبیہ کرنے پر بھی ان کی نہ سنتا ہو تو اس کے ماں باپ اسے پکڑ کر اور نکال کر اس شہر کے بزرگوں کے پاس اس جگہ کے پھاٹک پر لے جائیں اور وہ اس شہر کے بزرگوں سے عرض کریں کہ یہ ہمارا بیٹا ضدی اور گردن کش ہے ہماری بات نہیں مانتا اور اڑاؤ اور شرابی ہے تب اس کے شہر کے سب لوگ اس کو سنگسار کریں حتیٰ کہ وہ مر جائے یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا"۔

(استثناء)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زنائے محصنہ کی سزا موت ہے اور زنا بالجبر کی صورت میں صرف زانی کو مارنے کا حکم ہے لیکن کنواری لڑکی سے جس کی کسی سے نسبت نہ ہوئی ہو سے زنا کرنے کا حکم مختلف ہے۔

"اگر کسی آدمی کو کوئی کنواری لڑکی مل جائے جس کی نسبت نہ ہوئی ہو اور وہ اسے پکڑ کر اس سے صحبت کرے اور دونوں پکڑے جائیں تو وہ مرد جس نے اس سے صحبت کی ہو لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال دے اور وہ لڑکی اس کی بیوی بنے کیونکہ اس نے اسے بے حرمت کیا اور وہ اپنی زندگی بھر اسے طلاق نہ دینے پائے"

(استثناء)

چنانچہ یہ عمر قید بعض حالات میں سنگساری سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوتی تھی ۔قوم بنی اسرائیل میں رواج تھا کہ اگر وہ کسی چور کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیتے تو اس کو لوگ موقع پہ ہی تشدد کر کے ہلاک کر دیتے اور اس امر کو خوش آئند قرار دیا جاتا اور نہ اسے کوئی جرم قرار دیا جاتا۔ سبت کے حکم کی خلاف ورزی بھی بہت بڑا جرم تھا جس کی سزا موت تھی۔حضرت موسیٰ ؑ نے جب سبت کے دن ایک شخص کو لکڑیاں چنتے پایا تو اسے پکڑ کر سنگسار کرا دیا۔یہودی سبت کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ ایک جنگ کے دوران رومی جرنیل پومپی کو کسی نے بتا دیا کہ یہودی سبت کے دن ہتھیار نہیں اٹھاتے تو اس نے سبت کے دن بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیل نے اگرچہ حملہ آوروں کو دیکھ لیا تھا مگر وہ خاموشی سے بیٹھے عبادت کرتے رہے اور رومی افواج ان کا قتل عام کرتے رہے۔انہوں نے بارہ ہزار یہودیوں کو قتل کر دیا لیکن انہوں نے انگلی تک نہ اٹھائی ۔جبکہ اس سے قبل وہ کئی بار رومی افواج کو شکست دے چکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔شریعت موسوی میں عورت سے محبت کے بعد غسل جنابت کا حکم ہے۔حائضہ عورت سات روز تک ناپاک رہتی اور اگر کوئی مرد اسے چھولیتا تو وہ شام تک ناپاک رہتا۔چنانچہ عورتوں کو حکم تھا کہ وہ حیض ونفاس کے ایام میں مقدس مقامات کا رخ نہ کریں۔بنی اسرائیل کی سماجی تعمیر کے لیے ان کو مفصل احکام شریعت عطا کئے گئے تھے اس لیے ان کے قانون میں خون حرام ہے کیونکہ یہ زندگی کی علامت ہے اور اسے کھانا گویا کسی ذی حیات کو کھانے جیسا ہے۔

"تو خون نہ کھانا کیونکہ خون ہی تو جان ہے سو تو گوشت کے ساتھ خون یعنی زندگی کو ہرگز نہ کھانا"

(استثنا)

ان کے ہاں مردار کھانا بھی حرام تھا اور چوپائیوں میں جن کے پاؤں چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی بھی کرتے ہوں ان کا کھانا حلال تھا۔ان کی شریعت میں اونٹ اور خرگوش کو کھانا بھی حرام تھا کیونکہ یہ جگالی تو کرتے ہیں مگر ان کے پاؤں چرے ہوئے نہیں۔سوران کے لیے اس وجہ سے حرام تھا کہ اگرچہ اس کے پاؤں چرے ہوئے ہوتے ہیں مگر وہ جگالی نہیں کرتا۔ آبی جانوروں میں جن کے پر اور چھلکے ہوں وہ حلال ہیں مگر پر دار رینگنے والے جاندار حرام ہیں۔دوسرے بہت سے مذاہب کی طرح قربانی بھی قوم بنی اسرائیل کی اہم عبادت تھی۔ ان کے ہاں قربانی صرف مقدس میں دی جاسکتی ہے۔مذبح پر سوختنی قربانی دینے کا حکم ہے اور ذبیحہ میں انتڑیوں سے لگی ہوئی چربی کو مذبح میں جلانے کا حکم ہے۔باقی گوشت پہ کاہنوں کا حق تسلیم کیا جاتا تھا۔قربانی کے جانور کے لیے ضروری تھا کہ وہ ہر حوالے سے بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیب ہو۔قوم بنی اسرائیل میں خطا کی قربانی ،نذر کی قربانی اور جرم کی قربانی کا رواج بھی تھا۔اس کے علاوہ یہودیوں کے شعائر میں ختنہ بھی بہت اہمیت کا حامل تھا۔چنانچہ ان کی مقدس کتاب میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

"میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد کی نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے"

(باب استثنا)

مورخین بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے ننانوے برس کی عمر میں خود اپنے ہی کلہاڑے سے اپنا ختنہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ کیا جن کی عمر تیرہ سال تھی۔اس طرح دونوں باپ بیٹے کا ختنہ ایک ہی دن اور ایک ہی وقت ہوا۔بنی اسرائیل غیر اقوام کو حقارت سے نامختون کہا کرتے اور ان کو اپنی بیٹیوں کا رشتے نہ دیتے۔ ان کا داخلہ مقدس میں بھی ممنوع تھا تاہم جب بعد میں قوم بنی اسرائیل اخلاقی تنزلی کا شکار ہوئی اور اپنی کتاب میں تحریف کے عمل کو اپنایا تو انہوں نے سبت اور ختنہ جیسے اہم احکامات کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ان کے مذہب میں جب پال ولی نے تحریف کی تو رہی سہی کسر بھی نکل گئی اور ان کے ہاتھ سے دین کی بنیادی اساس کھو گئی۔پال ولی نے شریعت موسوی سے ختنہ اور سبت کو خارج کر دیا تا کہ غیر یہودی اقوام عیسائیت قبول کر سکیں۔بنی اسرائیل نے کم وبیش اسی سال اہل بابل کی اسیری میں گذارے جس نے ان کے مذہب پہ گہرے منفی اور مثبت اثرات ڈالے۔چنانچہ مغربی محققین کا خیال ہے کہ یہودیوں کی الٰہیات میں ثنویت کا تصور مجوسی روایات سے ماخوذ ہے۔اس لیے کہ اہل بابل کی اسیری سے پہلے وہ شیطان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجود کے قائل نہیں تھے۔وہ خیر وشر دونوں کو یہواوہ سے منسوب کرتے تھے۔مگر مجوسیوں میں چونکہ خیر اور شر کا نمائندہ الگ الگ ہے اور ان کے ہاں اہورا مزدا خیر اور اہرمن شر کا نمائندہ ہے اس لیے بعد میں یہودیوں نے بھی اہرمن کو شیطان کا نام دے دیا جس کا معنی باغی اور سرکش کا ہے۔مزید بیان کیا گیا کہ وقت کے حقیقی ہونے کا تصور اور خط مستقیم پہ حرکت کا نظریہ بھی مجوسی الاصل ہے جسے اسیری کے بعد یہودیوں نے بھی اپنالیا۔ایام اسیری سے پہلے یہودی اسی دنیا میں نیکی کا اجر پانے اور برائی کی پاداش بھگتنے کا عقیدہ رکھتے تھے اور جنت ودوزخ کا تصور بھی انہوں نے مجوسی اساطیر سے مستعار لیا مگر یہاں شاید مغربی محققین سے چوک ہوگئی اور ان کا یہ نظریہ اس لیے قابل قبول نہیں کہ بنی اسرائیل کی کتب میں بے شمار جگہ پہ قیامت اور حشر نشر کا ذکر موجود ہے مثال کے طور پہ چند مقامات درج کرتا ہوں جو قیامت کے بارے میں ہیں۔

"آسمان طومار کی طرح لپیٹے جائیں گے اور ان کی تمام افواج تاک اور انجیر کے مرجھائے ہوئے پتوں کی مانند گر جائیں گی"

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"آسمان دھوئیں کی طرح غائب ہو جائے گا اور زمین پڑے کپڑے کی طرح پرانی ہو جائے گی اور اس کے باشندے مچھروں کی طرح مر جائیں گے"۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"اس سے پیشتر کہ خداوند خدا کا خوفناک روزِ عظیم آئے آفتاب سب تاریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مہتاب خون ہو جائے گا تب جو کوئی خداوند خدا کا نام لے گا نجات پائے گا

۔"

(عہد نامہ قدیم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحائف بنواسرائیل

قوم بنی اسرائیل نے ملک کنعان کو فتح کیا اور کنعانی حروف ابجد کے موجد تھے۔ چنانچہ ان کے ترتیب دیئے ہوئے یہ حروف سیریا کی پیکانی علامت کے ساتھ بابل میں رواج پا گئے۔ پھر اہل بابل کے تاجروں کی وساطت سے یہ حروف مشرق ومغرب کے اکثر متمدن ممالک میں شائع ہو گئے اور ان کی روزمرہ کا حصہ بن گئے۔ قوم بنی اسرائیل نے بھی اول بابلیوں ہی سے پڑھنا لکھنا سیکھا تھا جس کے بعد دوسری سامی زبانوں کی طرح عبرانی بھی کنعانی حروف ابجد میں لکھی جانے لگی۔ گذرتے وقت کے ساتھ عبرانی میں کلدانی، آرامی، سریانی اور حبشہ کی زبانوں کی تراکیب بھی رواج پا گئیں۔ مغربی محققین کے خیال میں توراۃ ۱۵۰۰ ق م میں لکھی گئی تھی۔ عہدنامہ قدیم پہلے کے پانچ صحیفوں کو یہودی توراۃ یا قانون کہا کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے جس میں یہ پانچ صحیفے شامل تھے، پیدائش خروج، احبار، گنتی اور استثناء۔ عہد نامہ قدیم کے بعد کے ادوار میں قوم بنی اسرائیل نے اپنے دین میں بے پناہ تبدیلیاں کیں اور آسمانی کتابوں میں تحریف کی روایت ڈالی۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ موجودہ عہد نامے میں اکتالیس کتابیں ہیں اگر چہ ان کے علاوہ بھی ان کے ہاں کئی صحیفے پائے جاتے ہیں تاہم ان کو کلیسا کی تائید حاصل نہیں۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پہ نازل ہوئی تھی یہودیوں کے عقائد کے مطابق تو یہ ان کی الہامی کتابیں ہیں تاہم نہ جانے کیوں مغربی محققین ان کو اسیر بابل کی یادگار قرار دیتے ہیں۔

کتاب یعقوبؑ میں جس درجے کی قنوطیت پائی جاتی ہے جس سے اس خیال کو تقویت حاصل ہوئی کہ یہ بھی قید بابل کی یادگار ہے جس کی نسبت اس دور کے ساتھ ہے جب قوم بنی اسرائیل میں اپنی زبوں حالی اور بدبختی کا تلخ احساس پوری شدت کے ساتھ پایا جاتا تھا۔ ان کے مطابق امثال، واعظ اور غزل الغزلات معاصر یونانی اقوام کنعانیوں اور مصریوں سے ماخوذ ہیں۔ تورات کا ایک نسخہ ہمیشہ ہیکل میں سخت پہرے کے اندر محفوظ رکھا جاتا اور ہر سات سال بعد اسے کھولا جاتا لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاتا تاہم بعد کے ادوار میں جب قوم بنی اسرائیل پہ زوال آیا اور وہ مختلف اقوام کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونے لگی تو توراۃ کے اوراق پریشاں بھی منتشر ہوتے رہے۔ پھر ان کی سلطنت کو ایسا زوال آیا کہ اتنا برا وقت اس قوم نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ بخت نصر نے ان کی بساط الٹ کے رکھ دی تھی اور تمام یہودی بابلیوں کے قیدی بن کے رہ گئے تھے۔ ان کی ایک پوری نسل اسی قید کے دوران گذر گئی۔

اسی سالہ دور اسیری کے خاتمے پہ یہودی احبار نے بڑی کاوش سے اِدھر اُدھر سے توراۃ کے اوراق کے اکٹھے کئے اور اسے از سر نو مرتب کیا۔ اسی بنا پہ اس خیال نے عمومی طور پہ تقویت پائی کہ تورات میں بہت کچھ تحریف ہو گئی تھی اور اس کے بہت سے حصے اب محض الحاقی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاہم بہت سے مورخین اور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ تورات تحریف سے پاک رہی۔ خود مسلمان علماء میں سے بھی بعض کا یہی خیال ہے جن میں امام ابوعبداللہ بن محمد بخاریؒ اور سرسیّد احمد خاں شامل ہیں۔تاہم قوم بنی اسرائیل کا اصل ورثہ عہدنامہ قدیم ہی تصور کیا جاتا ہے اور درست تصور کیا جاتا ہے اس لیے کہ عہدنامہ قدیم ادب وحکمت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔اس کا اردو ترجمہ کرنے والوں نے بھی قلم توڑ کے رکھ دیا۔بیان کیا جاتا ہے کہ جس طالب علم نے عہدنامہ قدیم اور محمد حسین آزاد کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا وہ اردو زبان کی لطافتوں سے کبھی بہرہ ور نہیں ہوسکتا۔عہدنامہ قدیم کی ضمنیات، علم انسان لوک ورثہ، تقابل مذہب، پند وموعظت اور دانش وخرد کا ایک بیش بہا خزانہ ہیں اور اس کے جملے اہل مغرب کے ہاں ضرب الامثال بن کر ان کی زبانوں میں رواج پا گئے۔عہدنامہ قدیم سے علم و معرفت کے چند موتی بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

"انہوں نے ہوا بوئی مگر وہ گرد باد کاٹیں گے"

"ہمسایہ جو نزدیک ہو اس بھائی سے بہتر ہے جو دور ہو"

"انسان کے لیے اس سے بہتر کچھ نہیں کہ وہ کھائے پیئے اور مزے کرے"

"جو اپنی چھڑی کو بچائے رکھتا ہے وہ اپنے بیٹے سے کینہ رکھتا ہے"

"جو خدا کے خوف کے ساتھ حکومت کرتا ہے وہ صبح کی روشنی کی مانند ہوگا"

جب سورج نکلتا ہے ایسی صبح جس میں بادل نہ ہوں

جب نرم نرم گھاس زمین سے

بارش کے بعد چمک دمک کے نکلی ہو"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تجھے اس مسلے ہوئے سرکنڈے کے عصا یعنی مصر پہ بھروسہ ہے
میں نے ان کو کوٹ کوٹ کر زمین کی گرد کی مانند کر دیا ہے
میں نے ان کو گلی کوچوں کی کیچڑ کی طرح روند روند کر چاروں طرف پھیر دیا ہے"

"تو پوری عمر میں اپنی قبر میں جائے گا
جیسے اناج کے پولے اپنے وقت پہ جمع کئے جاتے ہیں
جیسے بادل چھٹ کر غائب ہو جاتا ہے
ویسے ہی وہ جو قبر میں اترتا ہے پھر کبھی اوپر نہیں آتا"۔
"میں مردے کی مانند دل سے بھلا دیا گیا ہوں
میں ٹوٹے ہوئے برتن کی مانند ہوں
جس میں کبھی پانی نہیں رکتا"

"انسان کی عمر تو گھاس کی مانند ہے
وہ جنگلی پھولوں کی طرح کھلتا ہے
کہ ہوا اس پہ چلی اور وہ نہیں
اور اس کی جگہ اسے پھر نہ دیکھے گی"

"بیگانہ عورت کے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے اور اس کا منہ تیل سے زیادہ چکنا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر اس کا انجام نا گدونے کی مانند تلخ اور دو دھاری تلوار کی مانند تیز ہے"

"دانا ملامت کرنے والے کی بات سننے والے کے کان میں

سونے کی بالی اور کندن کا زیور ہے"

(عہد نامہ قدیم سے)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

غزل الغزلات شاعری کا ایک نادر نمونہ ہے۔ مورخین کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ یہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام پہ نازل ہوئیں۔ یہ نظم ایک پہاڑی دوشیزہ کے متعلق ہے جو پہاڑ کے دامن میں اپنی بکریاں چرایا کرتی تھی اور ایک چرواہے پر دل و جان سے فدا تھی۔ مگر ایک دن بادشاہ نے اسے دیکھ لیا اور اس کے حسن سے گھائل ہو گیا۔ وہ اسے اپنے ساتھ اپنے محل میں لے گیا۔ بادشاہ نے اسے آرام و آسائش کے سارے سامان مہیا کیے مگر وہ اس چرواہی کا دل نہ جیت سکا۔ وہ ہر وقت اپنے محبوب کی یاد میں محو رہتی۔ اس کا سارا وقت تخیل کے ان جہانوں میں گذرتا جہاں وہ اپنے محبوب کی باہوں میں قید ہو۔ غزل الغزلات میں جس والہانہ شیفتگی اور جوش و جذبے کا بے ساختہ اظہار کیا گیا ہے۔ دنیائے ادب میں اس کا جواب سیفو کی نظمیں اور خواجہ غلام فرید کی کافیاں بھی مشکل ہی سے پیش کرتی ہیں۔ اس نظم کے چند جستہ جستہ اکتبا سات درج کیے جاتے ہیں۔

"میرا محبوب میرے لیے دستہ مُر ہے۔

جو رات بھر میری چھاتیوں کے درمیان پڑا رہتا ہے۔

دیکھ تو خوبرو ہے! اے میری پیاری دیکھ تو خوبصورت ہے۔

تیری آنکھوں میں دو کبوتر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شارون کی نرگس،

اور وادیوں کی سوسن ہوں۔

ایسی ہی میری محبوبہ کنواریوں میں ہے،

جیسے سیب کا درخت بن کے درختوں میں۔

ایسا ہی میرا محبوب نوجوانوں میں ہے۔

کشمش سے مجھے قرار دو، سیبوں سے مجھے تازہ دم کرو،

کیونکہ میں عشق کی بیمار ہوں۔

اس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے نیچے ہے،

اور اس کا داہنا ہاتھ مجھے گلے سے لگاتا ہے۔

تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے

انار کے دو ٹکڑوں کی مانند ہیں۔

تیری گردن داؤد کا برج ہے جو سلاح خانے کے لیے بنا،

تیری دونوں چھاتیاں دو توام آہو بچے ہیں،

جو سوسنوں میں چرتے ہیں۔

اے میری پیاری۔۔۔میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے،

تیری محبت مے سے زیادہ لذیذ ہے۔

اور تیرے عطروں کی مہک ہر طرح کی خوشبو سے بڑھ کے ہے،

اے میری زوجہ! تیرے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے۔

تیرا پیٹ گیہوں کا انبار ہے۔

جس کے گرداگرد سوسن ہوں۔

تیری گردن ہاتھی دانت کا برج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تیری قامت کھجور کے مانند ہے ۔
اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں۔
نگینے کی مانند مجھے اپنے دل میں لگا کر رکھ اور تعویز کی طرح اپنے بازو پہ
کیونکہ عشق موت کی مانند زبردست ہے[33*] "۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

بنی اسرائیل اسیری بابل میں وطن عزیز کو یاد کر کے خون کے آنسو روتے تھے۔اس حسرت ناک کیفیت کا اظہار ایک نظم میں اس طرح کیا گیا ہے جس سے ان کی وطن سے محبت اور اپنے دین سے لگن کا اظہار ہوتا ہے۔انھوں نے ہر دور میں زبان کے معیار کو برقرار رکھا شاید اسی لیے ان کے کلام میں گداز اور محبت بھرے جذبوں کی فراوانی ہے مثال کے طور پہ یہ نظم ملاحظہ فرمائیں۔

"ہم بابل کی ندیوں پر بیٹھے
اور صیون کو یاد کر کے روئے
وہاں بید کے درختوں پر ان کے وسط میں

.....

*33
غزل الغزلات کا جو مجموعہ حضرت سلیمانؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔یہ انتخاب اُس سے پیش کیا گیا ہے۔
سیّد علی عباس جلالپوری ۔ روایاتِ تمدنِ قدیم (ص : ۱۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے اپنے ستاروں کو ٹانک دیا

کیوں کہ ہم کو اسیر کرنے والوں نے گیت گانے کا حکم دیا

اور تباہ کرنے والوں نے خوشی کا

اور کہا صیون کے گیتوں میں سے ہم کو کوئی گیت سناؤ

ہم پردیس میں

خداوند کا گیت کیسے گائیں

اے یروشلم! اگر میں تجھے بھولوں

تو میرا داہنا ہاتھ اپنا ہنر بھول جائے

اگر میں تجھے یاد نہ رکھوں

اگر میں یروشلم کو

اپنی سب سے بڑی خوشی پہ ترجیح نہ دوں

تو میری زبان میرے تالو سے چپک جائے

(زبور)[*34]۔

.....

*34

اہل بابل کی اسیری کے مابین بنو اسرائیل کے ہاں جس ادب نے جنم لیا یہ انتخاب اس سے پیش کیا گیا ہے۔

سید علی عباس جلالپوری ۔

روایات تمدن قدیم (ص : III)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اقتباس نوحہ ایوب علیہ السلام سے

"لیکن حکمت کہاں سے ملے گی

اور خرد کی جگہ کہاں ہے

نہ وہ سونے کے بدلے مل سکتی ہے

نہ چاندی اس کی قیمت میں ملے گی

اور نہ قیمتی سلیمانی پتھر نہ نیلم

بلکہ حکمت کی قیمت مرجان سے بھی بڑھ کے ہے

اور نہ کوش کا پکھراج اس کے برابر ٹھہرے گا

نہ چوکھا سونا اس کا مول ہوگا۔

(نوحہ ایوب)[*35]۔

.....

*35

صحیفہ ایوبؑ سے یہ انتخاب سید علی عباس جلالپوری کے حوالے سے پیش کیا جا رہا ہے۔

سید علی عباس جلالپوری ۔

روایات تمدن قدیم (ص ؛ 111)

.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سابقہ صحائف سے چند پر حکمت شہ پارے

"انسان کی حکمت اس کے چہرے کو روشن کرتی ہے اور اس کے چہرے کی سختی اس سے بدل جاتی ہے"۔

"حد سے زیادہ نیکوکار نہ بن اور حکمت میں اعتدال سے باہر نہ جا"۔

"صاحب علم کم گو ہے اور صاحب فہم و متین ہے اور احمق بھی جب خاموش ہو عقلمند گنا جاتا ہے۔

"کنگال سے اس کا ہمسایہ بھی بیزار ہے پر مالدار کو دوست بہت"۔

"اگر چہ تو احمق کو اناج کے ساتھ اوکھلی میں ڈال کر موسل سے کوٹے تو بھی اس کی حماقت اس سے جدا نہ ہوگی"۔

"زر دوست روپیہ سے آسودہ نہ ہوگا اور دولت کا چاہنے والا اس کے بڑھنے سے سیر نہ ہو گا"۔

"حکمت سے کہہ تو میری بہن ہے اور فہم کو اپنا رشتہ دار قرار دے"۔

"جوانی کے فرزند ایسے ہیں جیسے زبردست کے ہاتھ میں تیر" [*37]۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

.....

*37

بنی اسرائیل کے صحائف سے یہ شہ پارے روایات تمدن قدیم سے تحریر کیے گئے۔

سید علی عباس جلالپوری ۔

روایات تمدن قدیم (ص : 111)

.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر محنت کش طبقے کے محتاجوں اور یتیموں سے ہمدردی اور دلسوزی کا اظہار ایسے موثر پیرائے میں کیا گیا ہے کہ کوئی اشتراکی بھی کیا کرے گا۔

"زمین کے غریب اکٹھے چھپتے ہیں
دیکھو وہ بیاباں کے خوگروں کی طرح اپنے کام کو جاتے
اور مشقت اٹھا کر خوراک ڈھونڈتے ہیں
بیاباں ان کے بچوں کے لیے خوراک بہم پہنچاتا ہے
وہ کھیت میں اپنا چارہ کاٹتے ہیں
اور شریروں کے انگور کی خوشہ چینی کرتے ہیں
ساری رات بے کپڑے ننگے پڑے رہتے ہیں
اور جاڑوں میں ان کے پاس کوئی اوڑھنا نہیں ہوتا
اور وہ پہاڑوں کی بارش سے بھیگتے رہتے ہیں
اور کسی آڑ کے نہ ہونے سے چٹان سے لپٹ جاتے ہیں
ایسے لوگ بھی ہیں جو یتیم کو چھاتی سے ہٹا لیتے ہیں
اور غریبوں سے گرو لیتے ہیں
سو وہ بے کپڑے ننگے پھرتے
اور بھوک کے مارے پولیاں ڈھونڈتے ہیں
وہ ان لوگوں کے احاطوں میں تیل نکالتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ان کے کنڈوں میں انگور روندتے اور پیلتے رہتے ہیں[38*]۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

(۲)

عمر رسیدہ ہوتے بلکہ قوت میں زبردست ہوتے ہیں
ان کی اولاد ان کے ساتھ ان کے دیکھتے دیکھتے
اور ان کی نسل ان کی آنکھوں کے سامنے قائم ہو جاتی ہے
ان کے گھر ڈر سے محفوظ ہیں اور خدا کی چھڑی ان پر نہیں ہے
ان کی گائے بیاتی ہے اور اپنا بچہ نہیں گراتی
وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ریوڑ کی طرح باہر بھیجتے ہیں
اور ان کی اولاد ناچتی ہے
وہ خنجری اور ستار کی تال پر گاتے
اور بانسلی کی آواز سے خوش ہوتے ہیں
وہ خوشحالی میں اپنے دن کاٹتے ہیں
اور دم کے دم میں پاتال میں اتر جاتے ہیں
حالانکہ انہوں نے خدا سے کہا تھا کہ ہمارے پاس سے چلا جا

....

*38

بنی اسرائیل سے منسوب یہ اشعار بھی روایات تمدن قدیم سے تحریر کیے گئے اگرچہ دیگر کئی کتابوں میں بھی یہ اشعار موجود ہیں۔

سید علی عباس جلالپوری ۔ روایات تمدن قدیم (ص : ۱۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ ہم تیری راہوں کی معرفت کے خواہاں نہیں
قادر مطلق ہے کیا کہ ہم اس کی عبادت کریں
اور اگر ہم اس سے دعا کریں تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا

(واعظ)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

راست اور کامل آدمی ہنسی کا نشانہ ہوتا ہی ہے
ڈاکوؤں کے ڈیرے سلامت رہتے ہیں
اور جو خدا کو غصہ دلاتے ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں
ان ہی کے ہاتھ کو خدا خوب بھرتا ہے

(احبار)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تب میں نے پھر کر اس تمام ظلم پہ جو دنیا میں ہوتا ہے نظر کی
اور مظلوموں کے آنسوؤں کو دیکھا اور ان کو تسلی دینے والا کوئی نہ تھا
اور ان پر ظلم کرنے والے زبردست تھے پر ان کو تسلی دینے والا کوئی نہ تھا

(استثناء)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تحقیق علوم میں بھی قوم بنی اسرائیل نے قابل قدر اضافہ کیا۔یہودی اطبا کے خیال میں مرض کا اصل سبب گناہ ہے۔وہ کہتے ہیں کہ گنہگار کبھی صحت مند نہیں رہ سکتا اس لیے وہ گناہ اور مرض کے درمیان گہرے رشتے کے قائل تھے۔ایک مشہور یہودی طبیب یوناتن جوان کا ربی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی تھا اس کا قول ہے:

"مرض کا ظہور حسب ذیل سات اسباب میں سے سب یا چند یا کسی ایک کا نتیجہ ہوتا ہے"

۱۔گالی یا غیبت

۲۔خونریزی

۳۔جھوٹی قسم

۴۔بے عصمتی یا شرپسندی

۵۔غرور

۶۔چوری

۷۔حسد

ضروری ہے کہ جب کوئی شخص بیمار پڑے ان اسباب میں سے کوئی ایک سبب ضرور موجود رہا ہوگا۔بنی اسرائیل کی مملکت مذہبی تھی جس میں کاہن خدا کی طرف سے حکومت کرتے تھے ۔ان کے قوانین شرعی تھے اور صدقہ عشر اور زکواۃ مذہبی محصول تھے۔ان سے قبل اہل کنعان اپنے محصولات اپنے کاہنوں کی معاش کے لیے دیا کرتے تھے۔لوگوں کے عام اخلاق اور طرز عمل کے متعلق بھی شریعت موسوی میں نہایت تفصیل سے احکامات ملتے ہیں جن سے انحراف گناہ تھا۔اس کے علاوہ روزمرہ کے پیش پا افتادہ امور کے متعلق بھی واضح ہدایات موجود تھیں۔

مثال کے طور پہ چند سطور درج ذیل ہیں۔

"تو بیل اور گدھے کو ایک ساتھ جوت کر ہل نہ چلانا"

"تو اپنے اوڑھنے کی چادر کے کناروں پر جھالر لگایا کرنا"

"جب تو اپنا گھر بنائے تو اپنی چھت پہ منڈیر ضرور لگانا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تو اپنے تاکستان میں دو قسم کے بیج نہ بونا"

"زمین ہمیشہ کے لیے نہ بیچی جائے کیوں زمین میری ہے اور تم میرے مسافر اور مہمان ہو"

"میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے ملک میں اپنے بھائیوں یعنی کنگالوں اور محتاجوں کے لیے اپنی مٹھی کھلی رکھنا"

"مزدور کی مزدوری تیرے پاس رات بھر نہ رہے"

"تو بہرے کو نہ کوسنا اور نہ اندھے کے راہ میں کوئی چیز رکھنا"

"تو فیصلہ میں ناراستی نہ کرنا نہ تو غریب کی رعایت کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ"

"تو اپنا ترازو ٹھیک رکھنا اور اپنے باٹ بھی"

"جب تو اپنی زمین کی پیداوار یعنی فصل کاٹو تو اپنے کھیت کے کونے کونے تک پورا نہ کاٹنا اور کٹائی کی گری پڑی بالوں کو نہ چننا اور تو اپنے انگورستان کا دانہ دانہ نہ توڑ لینا اور نہ اپنے انگورستان کے گرے ہوئے دانوں کو جمع کرنا ان کو غریبوں اور مسافروں کے لیے چھوڑ دینا"

"اگر تیرا کوئی بھائی مفلس ہو جائے اور وہ تیرے سامنے تنگدست ہو تو اسے سنبھالنا وہ پردیسی اور مسافر کی طرح تیرے ساتھ رہے"

(احبار)

یہودیوں کا معاشرہ اگرچہ اخوت اور مساوات پر مبنی تھا مگر ان میں طبقاتی تفریق بہر حال موجود تھی۔ یہ مساوات اصل میں قبیلائی تھی۔ غیر یہود اقوام سے سلوک اور طرز عمل کے احکام مختلف ہیں۔ مثلاً یہودیوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بھائیوں سے سود نہ لیں لیکن غیر یہود سے سود نہ لینا جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے اپنے بھائی کو سود پہ قرض نہ دینا"

"ہر سال کے بعد تو چھٹکارا دیا کرنا اور چھٹکارا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے پڑوسی کو قرض دیا ہو تو وہ اسے چھوڑ دے اور اپنے پڑوسی یا بھائی سے مطالبہ نہ کرے"

(استثناء)

اسی طرح غلام لونڈی بنانے کے متعلق بھی یہودی غیر یہودیوں سے امتیازی سلوک روا رکھتے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہودی احساس برتری میں مبتلا تھے اور اپنے آپ کو خداوند یہوواہ کی برگزیدہ امت سمجھتے تھے۔ شریعت موسوی میں ذاتی املاک کا تحفظ کیا گیا ہے۔ آٹھویں حکم میں اس کی صاف وضاحت کر دی گئی۔ یہودیوں کی مذہبی مملکت میں قدر تا کاہنوں احبار اور ربائیوں میں غائیت درجے کا احترام کرتے تھے۔ ہیکل کی مذہبی رسوم کی ادائیگی کا کام جناب موسیٰ کے زمانے سے بنی لاوی قبیلے کے افراد کے سپرد تھا۔ وہی قربانیاں کرتے اور قربانی کا گوشت لیتے تھے۔ تابوت سکینہ اور مقدس بھی انھی کی تحویل میں تھا۔ احبار اور ربائی تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مدرسوں میں حروف شناسی کے بعد تورات کا درس شروع کرا دیا تھا۔ یہودی معاشرے میں ماں باپ اور بزرگوں کی حرمت کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ والدین کو اپنے بیٹے بیٹیوں پر مکمل دسترس حاصل تھی وہ سرکش اولاد کو غلام لونڈی بنا کر بیچ ڈالنے یا بعض اوقات جان سے مار دینے کے بھی مجاز تھے۔ نوجوانوں سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ بڑے بوڑھوں کا احترام کریں۔

"جن کے سر کے بال سفید ہیں ان کے سامنے جھک کر کھڑے ہونا اور بڑے بوڑھوں کا ادب کرنا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑا بیٹا یہودی کنبے کا سربراہ ہوتا جیسا کہ اکثر صحرا نورد قوموں کا دستور رہا ہے۔ اسے پلوٹھے کا حق کی بھی کہا جاتا۔عورت کو ثانوی حیثیت دی جاتی تھی۔جیسا کہ اکثر پدری معاشروں میں دیکھنے میں آیا ہے اور اسے جزو املاک خیال کرتے تھے۔شریعت موسوی کے دسویں حکم میں عورت کو بیل اور گدھے کے ساتھ املاک میں شمار کیا گیا۔ان کے ہاں کثرت ازواج کا رواج تھا۔بیویوں کے علاوہ مفتوح اقوام کی عورتوں کو گھروں میں لونڈیا بنا کر رکھ لیتے تھے۔لونڈیوں اور غلاموں کی خرید وفروخت ان کے ہاں عام معاملہ تھا جو غیر اقوام کے ہوتے تھے۔کیونکہ ایک یہودی اپنے ہی ہم قوموں کو لونڈی غلام نہیں بناتے تھے۔یہودیوں کے ہاں اپنی تاریخ کے زمانوں سے شادی بیاہ کے مختلف طریقے رائج تھے۔بعض اوقات وہ دوسرے قبائل کی جوان لڑکیاں جبراً اٹھالاتے تھے اور انہیں بیویاں بنا لیتے تھے۔جناب موسیٰ نے اپنے ماموں لابن کی سات سال خدمت کی کہ وہ اس کی بیٹی راخل سے بیاہ کر سکیں۔سات سال کے بعد لابن نے دھوکے سے انہیں بڑی بیٹی لیاہ سے بیاہ دیا جس کی آنکھوں میں نقص تھا۔مگر راخل حسین تھی۔چنانچہ جناب موسیٰ نے اس کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے لابن کی مزید سات سال خدمت کی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں دو سگی بہنوں کا ایک آدمی سے نکاح جائز تھا۔قدیم زمانوں میں اپنی سوتیلی بہن سے بھی نکاح جائز تھا۔جیسا کہ جناب ابراہیم ﷺ کے احوال سے معلوم ہوتا ہے،

> ”ابراہم نے کہا کہ میرا خیال تھا کہ خدا کا خوف تو اس جگہ ہرگز نہ ہوگا اور وہ مجھے میری بیوی کے سبب سے مار ڈالیں گے فی الحقیقت وہ میری بہن بھی ہے کیونکہ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگرچہ میری ماں کی بیٹی نہیں پھر وہ میری بیوی ہوئی“
>
> (کتاب پیدائش)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل میں بیوی کو حق مہر دیا جاتا تھا اور مہر مقرر کر کے نکاح کرتے تھے۔شادی کے موقع پر دلہن کے سر پر گندم کی مٹھیاں بھر بھر کر ڈالتے تھے اس رسم کے پس منظر میں یہ خیال تھا کہ اس طرح لڑکی کے ہاں بہت سے بچے جنم لیں گے۔ان کے بوڑھے مرد بھی نوخیز لڑکیوں سے شادی کرتے تھے اور اس امر کو برائی تصور نہ کیا جاتا۔قدیم چینیوں کی طرح یہودی اعادہ شباب کے لیے کمسن لڑکیوں سے نکاح کرتے تھے۔جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سوانح سے ظاہر ہوتا ہے۔

''اور داؤد بڈھا اور کہن سال ہوا اور وہ اسے کپڑے اڑھاتے پر وہ گرم نہ ہوتا تھا سو اس کے خادموں نے اس سے کہا کہ اے ہمارے مالک بادشاہ کے لیے ایک جوان کنواری ڈھونڈی جائے جو بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اس کی خبر گیری کیا کرے اور اس کے پہلو میں لیٹی رہے تا کہ ہمارے بادشاہ کو گرمی پہنچے چنانچہ انہوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک خوبصورت لڑکی تلاش کرتے کرتے شونمیت ابی شاگ کو پایا اور اسے بادشاہ کے پاس لائے''

(سلاطین)

بنی اسرائیل کے ہاں اگر کسی لڑکی کا خاوند فوت ہو جاتا تو اس کا نکاح دیور سے کر دیا جاتا تھا۔ اس سے جو اولاد ہوتی وہ مرحوم شوہر کی اولاد تصور کی جاتی۔متعہ کا رواج بھی تھا اور حق خلوت دے کر مباشرت کرنا جائز تھا۔اسرائیلی امثال میں بھی عورت کا ذکر حقارت سے کیا جاتا تھا جو ان کے معاشرے میں عورت کے کم تر رتبے کو ظاہر کرتی ہے۔چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"میں نے ہزار میں ایک مرد پایا لیکن ان سبھوں میں عورت ایک بھی نہ ملی"

"بیاباں میں رہنا جھگڑالو اور چڑچڑی بیوی کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے"

" بدتمیز عورت میں خوبصورتی گویا سور کی ناک میں سونے کی نتھ ہو"

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اسرائیلی معاشرے میں عصمت فروشی لواطت اور فحاشی کو خلاف قانون قرار دیا گیا تھا۔ کنعان کے مندروں میں قدیم زمانوں سے دیوداسیاں عصمت فروشی کا دھندا کرتی تھیں اور سدوم کے معبدوں میں امرد رکھے جاتے تھے۔بنی اسرائیل کے قانون میں زانیہ اور زانی دونوں کو سنگسار کیا جاتا تھا اور لوطیوں کو جان سے مار دیا جاتا تھا۔اس طرح بنی اسرائیل نے اپنے معاشروں سے ہر قسم کی فحاشی اور جنسی بے راہروی کا انسداد کیا۔یہودیوں کے ہاں عورت کی بکارت کو بہت اہمیت حاصل تھی شب زفاف کی صبح کو دلہن کی ماں قبیلے کی عورتوں کو اپنی بیٹی کی بکارت کے ثبوت میں بستر کی چادر دکھایا کرتی تھی۔ہزاروں سال قدیم یہ رسم اپنا سفر طے کرتی ہوئی پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں ابھی تک پائی جاتی ہے اگرچہ بنی اسرائیل کے ہاں اب اس طرح کی پاکیزگی کا نشان ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔ان کی آسمانی کتابوں میں بھی اس طرح کے بعض شواہد ملتے ہیں مثلاً!

"اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارپنے کے نشان نہیں پائے گئے تو وہ اس لڑکی کو اس کے گھر کے دروازے پر نکال لائیں اور اس کے شہر کے لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے کیونکہ اس نے اسرائیل کے درمیان شرارت کی اور اپنے باپ کے گھر فاحشہ پن کیا یوں تو اس کی برائی کو اپنے درمیان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفع کرنا"

(استثنا)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

قوم بنی اسرائیل میں طلاق کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا تاہم حالات اس کا ناگزیر ہونا ثابت کر دیں تو مطلقہ کو نان نفقہ فراہم کیا جاتا تھا اور اسے نکاح ثانی کی ترغیب دلائی جاتی تھی۔شریعت موسوی میں جادو اور کہانت کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔اگرچہ اپنی تاریخ کے ابتدائی دور میں بنی اسرائیل جھاڑ پھونک ،ٹونے ٹوٹکے اور جنوں کے اثرات کے قائل تھے۔بنی اسرائیل کے ہاں قسم کھانے یا سوگند لینے کا طریقہ یہ تھا کہ جس سے قسم لینی ہوتی وہ دوسرے شخص کے خصیین پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتا۔جیسے کہ سیدنا ابراہیم ﷺ نے اپنے خادم سے قسم لی تھی۔

"اور ابرہام نے اپنے گھر کو سالخوردہ نوکر سے جو اس کی سب چیزوں کا مختار تھا کہا کہ تو اپنا ہاتھ ذرا میری ران کے نیچے رکھ کہ میں تجھ سے خداوند کی جو زمین و آسمان کا خدا ہے قسم لوں کہ تو کنعان کی بیٹیوں سے جن میں میں رہتا ہوں کسی کو میرے بیٹے سے نہیں بیاہے گا"

(کتھی)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

قوم میں کسی دوسرے شخص سے معافی مانگنے کا طریقہ یہ تھا کہ جو بھی معافی کا طالب ہوتا وہ اپنی کمر پر ٹاٹ باندھ کر اور سر پہ رسی لپیٹ کر دوسرے شخص کے پاس جایا کرتا اور اس کو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیت میں دیکھ کر معاف کر دیا جاتا۔قوم بنی اسرائیل کے تہوار مذہبی نوعیت کے تھے ان میں عید فطر اور عید فسح خاص اہتمام سے منائیں جاتیں۔

"خدا کی عیدیں جن کا اعلان تم کو مقدس مجمعوں کے لیے مقررہ وقت پر کرنا ہوگا سو یہ ہیں پہلے مہینے کے چودہ تاریخ کی شام کو خداوند فسح ہوا کرے اور اسی مہینے کی پندرویں تاریخ کو خداوند کے لیے عید فطیر ہو اس میں تمام سات دن تک بے خمیری روٹی کھانا پہلے دن تمہارا مقدس مجمع ہو اس میں تم کوئی خادمانہ کام نہ کرنا اور ساتویں دن تم خداوند خدا کے حضور آتشیں قربانی گذارنا اور ساتویں دن پھر مقدس میں مجمع ہو"

(استثناء)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙

فسح اور فطیر کی عیدیں خروج سے یادگار ہیں۔جب بنی اسرائیل نے مصر چھوڑا تھا مصر میں جب خداوند خدا کا فرشتہ مصریوں کو تباہ کرنے آیا تھا تو بنی اسرائیل نے اپنے دروازوں پہ لہو کا نشان لگا رکھا تھا جسے دیکھ کر وہ آگے بڑھ گیا۔آج بھی یہودی اس تقریب پر اپنے دروازوں کی دہلیز پر ذبیحہ کا لہو چھڑکتے ہیں۔بنی اسرائیل کی تمدنی میراث زیادہ تر مذہبی نوعیت کی ہے۔ان سے پہلے عراق میں بعل و مردوخ اور مصر میں آتن کے روپ میں معبود واحد کا تصور ابھر چکا تھا۔لیکن جیسا کہ محمد عبدہ مصری نے لکھا کہ مروجہ مفہوم میں توحید کا تصور عبرانی الاصل ہے۔ایک مغربی مفکر (Aled Hakselly) نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ہی توحید کے موجد ہیں اس کے مطابق حضرت عیسیٰ ابن مریم یہودی تھے اور بقول خود بنی اسرائیل کی بھٹکی ہوئی بھیڑوں کو راہ راست پہ لانے کے لیے تشریف لائے تھے۔چنانچہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت موسوی نے اسلام کی الٰہیات، فقہ، شریعت اور قانون پر گہرے اثرات مرتب کئے اسرائیلیوں کی سب سے قابل قدر دین یہ ہے کہ انہوں نے معاصر معاشروں کی جنسی بے راہروی کا راستہ روکا اور اسے اپنی قوم میں پھیلنے کا موقع نہ دیا۔ انہوں نے اپنے معاشروں میں عصمت اور عفت کے تصور پر زور دیا اور اس ذریعے سے فحاشی اور جنسی بے راہروی کا انسداد کیا۔ ان کی میراث کا منفی پہلو یہ ہے کہ انہوں نے خالص تعصب اور مذہبی جنون کو ہوا دی اور لوگ مذہب کے نام پر بے دریغ ایک دوسرے کا خون بہاتے۔ گویا انھیں بے رحمانہ قتل وغارت گری کا مذہبی جواز مل گیا تھا۔ سائنس کی بے پناہ ترقی اور روشن خیالی کی اشاعت کے باوجود آج بھی اس صلیبی روایت نے مختلف مذاہب کے پیروؤں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکا رکھی ہے جس سے تاریخ کے ہر دور میں انسان دوستی کا نصب العین مجروح ہوتا رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "